اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

(القرآن)

انسان اسلام اور سائنس

از:
خالد خان خلجی

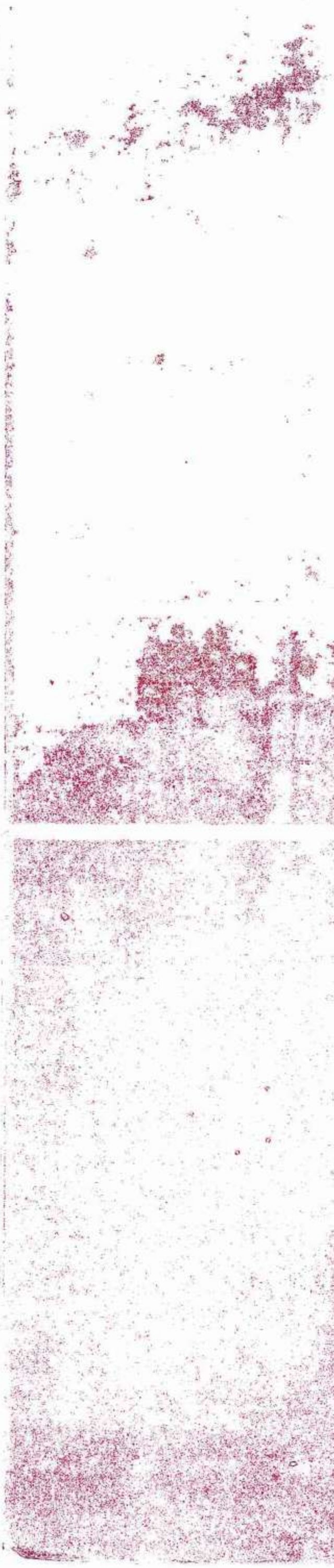

قَالَ رَبُّنَاالَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی (طٰہٰ ۵۰)

''رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے مناسب بناوٹ عطا فرمائی پھر رہنمائی فرمائی''

''انسان اسلام اور سائنس''

از خالد خان خلجی

اسلام کے اللہ کو ہر طرح کی قدرت حاصل ہے وہ مٹی کا بنا نہیں کہ سرگردان ہو یا پھر اسے پانی بہا کر لے جائے سائنس اکی ترقی اسلام کی صداقت پر مہر ثبت کرتی ہی ایسی کوئی ترقی نہیں جس کا اسلام میں ذکر نہیں یہ کتاب بالثبوت انسان ،اسلام اور سائنس کو لازم وملزوم ٹھہراتی ہے اسلام کے سوا ہر مذہب سائنس سے متصادم وخائف ہے حق کبھی خائف یا مسخ نہیں ہوسکتا۔

ادارہ روحانی سائنس پیر محمد خان خلجی روڈ کوئٹہ

فون:۰۸۱-۶۶۴۳۱۶ موبائل:۰۳۰۰۳۸۲۷۱۰۱

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب: ''انسان اسلام اور سائنس''

مصنف: خالد خان خلجی

ناشر: ادارہ روحانی سائنس کوئٹہ

ضخامت کتاب: ۳۲۵ صفحات

طباعت: باراول ستمبر ۲۰۰۴ء

تعداد: ایک ہزار

کمپوزنگ: حافظ عبدالرحمٰن محمد زائی

قیمت: ۱۵۰ روپے

﴿ملنے کے لئے﴾

ادارہ روحانی سائنس پیر محمد خان خلجی روڈ کوئٹہ پاکستان۔ موبائل: 03003827101

فون: 081-664316 ویب www.spiritualscience.jeeran.com

تخلیقات علی پلازہ ۳ مزنگ روڈ لاہور

کتب خانہ شان اسلام راحت مارکیٹ لاہور

مکتبہ آئینہ قسمت گلبرگ ۲ مین مارکیٹ لاہور

علمی مجلس بیر شریف لاڑکانہ

طاہر بک ڈپو پریڈی اسٹریٹ صدر کراچی

محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی

ہاشمی برادرز گوردت سنگھ روڈ کوئٹہ۔

مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	انتساب	۵
۲	حضرت بیر شریف	۶
۳	جناب مجید اصغر...	۹
۴	عرض اور غرض	۱۲
۵	اسلام اور سائنس	۱۹
۶	تخلیق زندگی	۲۸
۷	علم الحساب	۳۳
۸	فلکیات	۳۷
۹	ہجری و عیسوی سال	۴۱
۱۰	خلاء کا علم	۴۷
۱۱	علم الحیوانات	۴۹
۱۲	علم النباتات	۶۲
۱۳	علم الجمادات	۶۴
۱۴	علم سمندر	۶۶
۱۵	علم صنعت	۶۸
۱۶	تجارت	۷۲
۱۷	علم طب / صحت	۷۵
۱۸	دیگر علوم	۸۸
۱۹	مسلمان اور انسان	۹۰
۲۰	قرآن اور انسان	۹۷
۲۱	قوم اور اسلام	۱۰۸
۲۲	جہاد اور جنگ	۱۱۴
۲۳	اسلام اور جمہوریت	۱۲۶
۲۴	دین اور دنیا	۱۳۵
۲۵	دینی اور دنیاوی تعلیم	۱۵۰
۲۶	داڑھی	۱۶۰
۲۷	تصویر	۱۶۵
۲۸	موسیقی	۱۷۲
۲۹	وقت کی وقعت	۱۷۶
۳۰	طنز و مزاح	۱۸۶

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۱	خواب کی حقیقت	۱۹۱
۳۲	محبت اور عشق	۱۹۹
۳۳	جنات کی حقیقت	۲۰۷
۳۴	روح کی حقیقت	۲۱۳
۳۵	موت کی موت	۲۲۲
۳۶	قبر اور عذاب	۲۲۸
۳۷	جنت اور جہنم	۲۳۵
۳۸	صبر اور مستقل مزاجی	۲۴۳
۳۹	تقدیر اور تدبیر	۲۴۹
۴۰	علماء میں جہلاء	۲۵۷
۴۱	مقام حدیث	۲۷۰
۴۲	محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۲۸۶
۴۳	اللہ جل شانہ	۳۱۲

﴿انتساب﴾

میں اپنی یہ تحریر و تحقیق اولاد آدمؑ کے سردار سید الانبیاء رحمۃ اللعالمین خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کے نام کرتا ہوں جنہوں نے ارشاد فرمایا!

"پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو"

☆ بڑھاپے سے پہلے جوانی کو۔

☆ بیماری سے پہلے تندرستی کو۔

☆ محتاجی سے پہلے مالداری کو۔

☆ مشغولی سے پہلے فرصت کو۔

☆ موت سے پہلے زندگی کو۔

افتتاح بالقلم برکۃ العصر شیخ الموحدین ولی ابن ولی حضرت مولانا عبدالعزیز قریشی مدظلہ العالی درگاہ عالیہ بیر شریف

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ

آج کل بعض یورپین حضرات اور انکے پیروکاروں کا نظریہ ہے کہ اسلام اور سائنس میں تضاد ہے انکا یہ نظریہ انکے روز رد ہونے والے دیگر نظریات کی طرح ایک نظریہ ہے جس وقت یورپ حیرت ،وحشت، دہشت اور بربریت کا شکار تھا اس وقت قرطبہ اور بغداد میں سائنس عروج پر تھی رصد گاہیں قائم تھیں فلکیات وطبعیات میں مسلمان ترقی پر گامزن تھے ریاضی میں نت نئی ایجادات ہو رہی تھیں ہوائی جہاز مسلمانوں نے غبارے کی شکل میں ابتدائی طور پر ایجاد کیا شمسی مہینوں کو موسم کے مطابق کسی کو ۲۸ کسی کو ۲۹ دنوں کا بنانا مسلمانوں کا کمال ہے گھنٹہ اور گھڑی مسلمانوں کی ایجاد ہے خلیفہ ہارون الرشید نے جو تحفہء گھنٹہ شاہ فرانس کو دیا تھا وہ آج بھی پیرس میں موجود ہے خلیفہ ہارون الرشید کے باغ میں سونے کی چڑیاں بنائی گئی تھیں جب خلیفہ اسلام باغ میں تشریف لاتے تو بٹن دبانے پر تمام چڑیاں ادخلوھا بسلم اٰمنین کہتیں گویا ریڈیو اور روبوٹ مسلمانوں کی ایجاد ہے قلعہ شکن توپ کا نمونہ مسلمانوں نے ایجاد کیا جو منجنیق کے نام سے مشہور ہے حجاج بن یوسف نے ایک منجنیق جس کا نام عروس تھا تین دن میں کوفہ سے کراچی پہنچادی تھی اس وقت مسلمان ڈاک کیلئے گھوڑے استعمال کرتے تھے۔

غرض کہ جس زمانے میں یورپ سائنس والوں کو سولی پر چڑھاتے آگ میں جلاتے مسلمان برابر سائنس اور حکمت کے میدان میں گھوڑے دوڑا رہے تھے خود امریکہ کی دریافت عرب مسلمانوں کی مرہون منت ہے نومسلم یورپین خالد شیلڈرک نے اس دریافت کے متعلق رنگون میں

اپنی تقریر میں کہا تھا کہ جب کولمبس کا جہاز امریکہ پہنچا تو وہاں ایک بستی میں عرب آباد تھے جو عربی بولتے تھے یورپ نے اس حقیقت پر پردہ ڈال کر امریکہ کی دریافت کا سہرا کولمبس کے سر باندھ دیا اسی طرح کیمیا اور طب میں بھی مسلمانوں کے علم سے یورپ نے آنکھیں لیں ریاضی ہندسہ حساب وغیرہ میں بھی مسلمانوں کی رہنمائی کے محتاج رہے مسلمان سائنسدانوں کے نام اور انکی ایجادات ان گنت ہیں جس سے ایک غیر مسلم بھی بآسانی نتیجہ اخذ کرسکتا ہے کہ اسلام سائنس کا مخالف تھا نہ ہے نہ ہوگا بلکہ ان سائنسدانوں اور ان کے نظریات کا مخالف ہے جو اپنی نظریات سائنس کی آڑ میں پیش وثابت کرنے کی ملاوٹ اور ناکام کوشش کرتے ہیں۔

کُرہ ارض کا دارومدار نظام شمسی پر ہے نظام شمسی خود کسی حکم وقانون کے تحت گردش میں خوار وزبوں ہے اس کو چلانے والا اللہ کے سوا اور کوئی نہیں حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ''اَفلم ینظروفی ملکوت السمٰوٰت والارض وماخلق اللہ من شیء الخ'' ترجمہ: ''اور کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا آسمانوں اور زمین کے عالم میں اور دوسری چیزوں میں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں'' (سورۃ الاعراف ۱۸۵)

اسلام کا قاعدہ قانون اصول قرآن بار بار ملکوت السمٰوٰت والارض میں غور وفکر تدبر اور تسخیر کی تاکید کرتا ہے علم اور حکمت کے حصول پر اسلام کا زور اور وسیع النظری دیکھ کر سائنس بھی اسلام کی مخالف نہیں بلکہ مظہر اسلام اور خادم اسلام ہے جوں جوں دنیا میں ترقی ہوگی سائنس اور حکمت اسلام کو منکشف کرتا رہے گا اس موضوع پر قدیم اور جدید حضرات نے تصنیفات لکھیں علامہ شمس الحق افغانی نے اسلام اور سائنس پر ۱۷۳ صفحات کی کتاب لکھی سید جمال الدین افغانی نے پیرس میں مشہور فلسفی ارنیسٹ رینان پر علمی بحث ومباحثہ میں روز روشن کی طرح عیاں کیا کہ اسلام سائنس کی مخالفت نہیں کرتا انکے بعد انکے شاگرد محمد عبدہ علامہ رشید رضا نے قلم اُٹھایا بعد میں اس موضوع پر کئی مضامین شائع ہوئے اسلامک ریویو میں خواجہ کمال الدین نے بہت سے مضامین شائع کئے مولانا عبدالحلیم صدیقی اور دیگر علماء نے متعدد تصنیفات پیش کیں حضرت قاری محمد طیب کی بھی سائنس اور

اسلام پر کتاب موجود ہے مصر کے علامہ طنطاوی نے جواہر القرآن کے نام سے ۲۲ جلدوں میں تفسیر پیش کی ہے جسمیں قرآنی آیات سائنسی نظر سے دکھانے کی کافی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔

زیرنظر کتاب ''انسان اسلام اور سائنس''، تین مستقل مضامین اور انکے باہمی ربط پر مشتمل ہے جو ہمارے محترم دوست برادرم خالد خان خلجی نے تصنیف کی ہے جسمیں ان تینوں مضامین کے باہمی فطری جوڑ دکھانے کی مدلل سعی ہے بندہ کو کثرت مشاغل وکم فرصتی کے عذر باالاستعاب مسودہ دیکھنے کا موقع نہ ملا چند مقامات سطحی دیکھنے سے گویا مشک کی ڈلی سے مشک کی ڈھیر کا اندازہ ہوا تقاضہائے وقت کے لحاظ سے انشاءاللہ یہ کتاب نافع اور مفید ثابت ہوگی آج کل تعلیم یافتہ طبقہ اسلام کے متعلق دور حاضر میں سائنس کی کرشمہ سازیوں سے شکوک میں مبتلا ہے اگر کوئی طلب صادق نظر ذوق سے مطالعہ کرے گا تو اس کا ذہنی مطلع ضرور صاف اور روشن ہوگا اسلام کی حقیقت وصداقت اور اس کے محاسن کی صحیح تصویر نظر آئے گی۔

حدیث شریف میں فرمان پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے ''**لان یھدی اللہ بک رجلا واحداً خیر لک من حمر النعم**'' ترجمہ ''اگر تمہاری کاوش اور کوشش سے اللہ رب العالمین نے کسی ایک آدمی کو ہدایت نصیب فرمائی تو تیرے لیئے مویشیوں کے بڑے ریوڑ سے بہتر ہے''۔

گویا ایک بندے کی ہدایت کا ذریعہ بننا اتنے بڑے سرمائے کے کمانے یا صرف کرنے سے بہتر ہے اللہ رب العالمین سے دُعا ہے کہ ہماری کوششوں کو قبول فرما کر اپنی رضا کی حصول کا ذریعہ فرمائے۔ آمین

العبد

عبدالعزیز قریشی

بیر شریف

۲۸ جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ

نامور صحافی معروف ادیب مصنف ودانشور

جناب مجید اصغر صاحب

ایڈیٹر روزنامہ جنگ کوئٹہ

خالد خان خلجی تصنیف وتالیف کے شعبے کا اب ایک بڑا نام ہے۔اسلام اور سائنس ان کا خاص موضوع ہے ان کی تین کتابیں اشاعت پذیر ہو چکی ہیں۔ان میں ''قرآن کیا کہتا ہے؟'' خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔مصنف نے اس میں قرآن پاک کے الگ الگ موضوعات کو یک جا کر کے کتابی صورت دی ہے اور قاری کیلئے سہولت پیدا کی ہے کہ وہ کسی بھی موضوع پر قرآنی احکامات سے رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔

''انسان اسلام اور سائنس'' ان کی نئی کتاب۔خود اپنے الفاظ میں اس کا تعارف اس طرح کراتے ہیں ''اسلام کے اللہ کو ہر طرح کی قدرت حاصل ہے وہ مٹی کا بنا نہیں کہ سر گردان ہو یا پھر اسے پانی بہا کر لے جائے۔سائنس کی ترقی اسلام کی صداقت پر مہر ثبت کرتی ہے۔ایسی کوئی ترقی نہیں جس کا اسلام میں ذکر نہیں۔یہ کتاب بالثبوت انسان اسلام اور سائنس کو لازم اور ملزوم ٹھہراتی ہے۔اسلام کے سوا ہر مذہب سائنس سے متصادم وخائف ہے حق کبھی خائف یا مسخ نہیں ہو سکتا''۔

اسلام سے پہلے دنیا میں جو بھی مذہب آیا وہ کسی ایک خاص ماحول اور خاص زمانے کیلئے تھا۔وقت کے ساتھ ساتھ اس میں ترمیم وتنسیخ ہونے لگی اور اسکے ماننے والے گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکنے لگے۔اللہ رب العزت نے اس پر انہیں قیادت کے منصب سے معزول اور انکے بگڑے ہوئے مذہب کو منسوخ کر دیا۔مگر اسلام ہر زمانے اور ہر دور کا مذہب ہے۔اسے دین فطرت

قرار دیا گیا ہے اور اسکی ہدایات قیامت تک کے لیئے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور اسلام آخری دین ہے۔ پھر ایسا کیوں ممکن تھا کہ اس میں آنے والے تمام زمانوں کے مسائل کا حل اور سوالات کا جواب نہ ہوتا۔ بالخصوص جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسکی حفاظت خود اپنے ذمہ لے لی تا کہ سابقہ ادیان کی طرح اس میں ردوبدل نہ کر سکے۔ یوں اسلام دین آخری نہیں دین کامل بھی ہے۔ یہ دونوں صفات عقل انسانی کو جب فکر وتدبر کا سیدھا راستہ دکھاتی ہیں تو ہر زمانے اور ہر دور کے اسرار اس پر کھلتے جاتے ہیں اور کوئی سوال ایسا نہیں رہتا جس کا شافی جواب نہ مل سکے۔

خالد خان خلجی نے ''انسان اسلام اور سائنس'' میں ایسے بہت سے سوالات اور پھر قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کے جوابات کا احاطہ کیا ہے جو تیز رفتار ترقی کے اس دور میں انسانی ذہنوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ انہوں نے اسلام اور سائنس کے ربط پر روشنی ڈالتے ہوئے روئے زمین پر زندگی کی ابتداء، علم الحساب، علم فلکیات، علم الحیوانات، علم النباتات، علم الجمادات ،علم طب اور دیگر سائنسی علوم کے بارے میں اسلام کے نقطہ نظر کو وضاحت سے بیان کیا ہے۔ قرآن اور انسان کے موضوع پر ان کا تجزیہ ایک مسلمان مفکر شجر علمی کا آئینہ دار ہے جہاد اور جنگ، اسلام اور جمہوریت ، دین اور دُنیا، داڑھی، تصویر اور موسیقی ،خواب کیا ہیں؟ جنات کی حقیقت اور تسخیر، روح کی حقیقت، موت اور قیامت، قبر اور عذاب، جنت اور جہنم، تدبیر اور تقدیر، علماء حق اور علماء سوء، مقام حدیث اور اس طرح کے کئی دوسرے علمی موضوعات پر بھی انہوں نے اسلام قرآن اور صاحب قرآن کی تعلیمات اور فرمودات کو واضح کیا ہے اور بے علم لوگوں میں پائے جانے والے شکوک اور ادہام کا ازالہ کیا ہے خالد خان خلجی کا انداز بیان منطقی اور فلسفیانہ ہونے کے باوجود سادہ رواں اور دلنشیں ہے۔ زاہد خشک جیسا نہیں۔ اپنے نکات کی وضاحت کیلئے وہ چھوٹے چھوٹے سبق آموز واقعات اور حکایات کا سہارا لیتے ہیں جو زیادہ تر قرآن کریم اور

احادیث مبارکہ کی کتابوں سے اخذ کی گئی ہیں۔ان کا مطالعہ بہت وسیع ہے اور موضوع پر انہیں پورا عبور ہے۔یہ کتاب پڑھ کر جہاں عامۃ المسلمین اپنے علم میں اضافہ کریں گے وہاں کم علم لوگ اپنے عقائد کی اصلاح بھی کریں گے۔

مجید اصغر

ایڈیٹر روزنامہ جنگ کوئٹہ

04/08/2004

عرض اور غرض

انسان مسافر ہے مذہب اس کی سواری علم نشان راہ ہے اور آخرت اس کی منزل ہے سفر پر جانے منزل تک پہنچنے کے لئے سواری نہایت ضروری ہے سفر کے لئے انسان سواری کا محتاج ہوتا ہے سواری انسان کی نہیں اور علم راہ ہونے کی وجہ سے انسان کا اس سے بلد ہونا لازمی ہے کیونکہ غلط راہیں ہزاروں ہیں ان میں صحیح اور درست راہ ایک ہی ہوتی ہے اسی لئے اسلام میں انسان کے لئے علم فرض قرار دیا گیا ہے کہ اولاً وہ راہ سفر سے آگاہ و باخبر ہوتا کہ وہ غلط راہوں سے خبردار ہو انسان آخرت کی منزل کے لئے جس سواری اسلام پر سوار ہے اور اس کی متعین کردہ راہ و علم شریعت ہے جو فطری و آفاقی قانون ہے جو غلط راستوں اور راہوں سے روکتا ہے غلط راہوں اور غلط سواریوں پر نکلنے والے دوزخ کی کھائیوں کو پہنچ جاتے ہیں علم سائنس کی مثال اس سفر میں ایسی ہے جیسے سوار بعض اوقات آرام کے لئے کسی درخت کسی غار کسی نخلستان کسی جنگل میں رک جاتا ہے یہاں اس مقام پر جو ماحول یا اشیاء ملتی ہیں انسان اس سے قیام تک مستفیض ہو ہر چھوٹے چھوٹے منزلوں اور مقامات پر مختلف چیزیں اور ماحول میسر آجاتے ہیں ان کو استعمال کر کے اپنی سفر پر رواں دواں رہتا ہے جو انسان اس اصل سواری سفر اور راہ میں بھی آرام اور ستانے کی جگہ میں میسر اور خود اکٹھی کرنے والی (زمانے کی) چیزوں کو ضرورت کی بجائے حقیقت مقصد اور منزل سمجھے تو وہ ہلاک ہوا اس نے منزل پر پہنچنے کی بجائے سرائے کو منزل سمجھا اس نے انسانی عقل ہی پر بھروسہ کیا دنیا جانتی ہے کہ عقل ماحول اور معاشرے کے اثرات کو جلد قبول کرتا ہے اور انسانی عقلیں ماحول کی پیداوار ہوتی ہیں کوئی عقل عقل کامل نہیں کسی انسان کے عقل پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا ہر انسان اپنے ماحول معاشرے علاقے خطے یا وطن کے مطابق عقلی فیصلے کرتا ہے اور قبول کرتا ہے انگلستان میں گدھے کو عقل مندی کا سمبل سمجھا جاتا ہے پاکستان میں یہ بیوقوفی کی علامت ہے مغرب میں عورت کا نیم

عریاں ہونا، شراب، موسیقی مرغوب سمجھا جاتا ہے جبکہ مشرق میں معیوب سمجھا جاتا ہے ڈھکار بعض قوموں میں اچھا بعض میں معیوب سمجھا جاتا ہے افریقہ کے بعض قبائل میں مہمان کو رات کے لئے اپنی عورت پیش کی جاتی ہے یہ مہمان کے لئے حقیقی اور غیرتی مہمان نوازی سمجھی جاتی ہے جو کوئی اپنی عورت پیش نہ کرے تو اُسے قبیلے و خاندان والے بے غیرت سمجھتے ہیں افغانستان میں اپنی عورت پر غیر کی معمولی بدنظر کو موت سمجھا جاتا ہے ہندوستان میں ایسے خاندان ہیں کہ تمام بھائی ایک ہی عورت سے شادی کرتے ہیں تا کہ جائیداد تقسیم نہ ہو جبکہ حیوان اپنی مادہ کی طرف کسی کو کسی طرح گورا نہیں کرتا کیمونسٹوں میں سرخ رنگ انقلاب کی علامت جبکہ انگلینڈ میں سرخ ٹائی پہننے والے (gay) سمجھے جاتے ہیں امریکی حکومتیں کسی پر ظلم عدل سمجھتے ہیں جبکہ مظلوم اس عدل کو ظلم سمجھتا ہے اور اپنے خودکش حملوں کو جہاد کہتے ہیں دنیا میں قومیں باپ کی طرف سے چلتی ہیں جبکہ اسرائیلی ماں کی طرف منسوب کرتے ہیں غرغیکہ ایسی بے شمار مثالیں ہیں دنیا کی تو بہت بڑی مثالیں ہیں ایک ملک ایک شہر ایک قوم میں بعض چیزیں کسی کی نظروں میں بھلی ہوتی ہیں کسی کی نظروں میں بُری۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انسانی عقول پر بھروسہ دھوکہ ہے لہٰذا اس دنیا میں اس دنیا کے انسانوں کو چلانے کیلئے ایک ایسے عقل کُل کی ضرورت ہے جو کہ سب کے لئے ایک ہو جو ہر زمانے ہر خطہ ملک قوم اور زبان کیلئے ایسا قابل قبول ہو کہ اس کے بغیر چارہ نہ ہو جو کہ انسان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سر درد پریشانی شش و پنج اور تذبذب سے دور رکھے یہ تمام جواہر خصلات اور صفات فطرت کے تقاضوں میں ہیں دین اسلام عین فطری تقاضوں کے مطابق ہے یہ ایسی سواری ہے کہ یہ کسی زمانے میں خطے میں ملک میں قوم میں زبان میں رکتی نہیں انسان جب اس سواری پر بیٹھتا ہے تو سواری عین اسے منزل پر پہنچا دیتی ہے رستے میں میدان ہو تو کار بن جاتی ہے جنگل ہو تو شیر بن جاتا ہے نہر ہو تو کشتی بن جاتی ہے سمندر ہو تو آبدوز بن جاتی ہے صحرا ہو تو جہاز بن جاتا ہے یہ ہر حال میں چلتی رہتی ہے اس کی نظریں سفر سے بالکل نہیں ہٹتی اس کے مقابل اگر انسان انسانی عقل پر بھروسہ کر کے غلطی یا دھوکے سے کسی دوسری سواری پر بیٹھ جائے تو یہ انسان تمام عمر پریشان وہم اور تذبذب میں رہیگا

اس کا سفر گھٹنے کی بجائے بڑھے گا یہ اگر گدھے پر سوار ہوا تو نہر پر آ کر رکے گا یہ اگر کار میں سوار ہوا تو سمندر میں ڈوبے گا یہ اگر آبدوز میں سوار ہوا تو صحرا میں پھنسے گا۔

جب کوئی بھی انسان ذاتی عقل و دانشمندی پر بھروسہ کر کے زندگی میں روزگار، کاروبار تجارت ملازمت سیاست حکومت عبادت کر کے دس بارہ بار دھوکہ کھا جاتا ہے یا نقصان اُٹھا لیتا ہے تو وہ آئندہ کے لئے خبردار اور محتاط ہو جاتا ہے لیکن اب پچھتاوے ہوت کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت، جبکہ فطری آفاقی قانون دین اسے اول سے ان تمام چیزوں کے نشیب و فراز سے آگاہ کرتا ہے اور نقصان و تاوان سے خبردار کرتا ہے لیکن انسان جہالت کیلئے مشہور ہے میں کی رٹ کی وجہ سے ہمیشہ خسارے میں رہتا ہے آپ دنیا کا کوئی بھی کام یا معاملہ لیں کسی استاد اور تجربہ کے بغیر آپ صرف یہ معلوم کریں کہ اس معاملے یا کام کے بارے میں اسلام کیا کہتا ہے؟ تب آپ وہ کام آنکھیں بند کر کے اسلامی قانون پر عمل کریں آپکو نقصان ہوا تاوان ہوا پریشانی ہوئی غم ہوا تو آپ کے ہاتھ اور اسلام کا گریبان جائز ہے اور اگر منافع ہوا فائدہ ہوا خوشی ہوئی سکھ ہوا اطمینان ہوا تو آپ کو دین اسلام پر چلنے سے ضد اور نفس کے سوا کون روکے گا؟ آپ کسی بھی دفتر جائیں تھانے جائیں عدالت جائیں مسائل میں جائیں آپ کو دنیادار اور دنیا پرست ذاتی عقل و سمجھ پر یقین کرنے والے ہی مسائل و معاملات میں اُلجھے نظر آئیں گے جبکہ دین دار دین پرست آپ کو صرف مظالم کے خلاف برسر پیکار نظر آئیں گے وہ فرعون کے قتل خانے میں قتل ہوتے قلعہ جنگی کے آگ میں جلتے اور ابو غریب کے جیل میں ہوس اور جبر و تشدد کا شکار نظر آئیں گے فلسطین اور کشمیر میں گولوں ٹینکوں اور ہوائی جہاز کے بموں کا نشانہ بنتے نظر آئیں گے چیچنیا میں سر قلم ہوتے نظر آئیں گے آج کے جدید سائنسی دور میں ہر شخص کی زبان پر ایک ہی کلمہ ہے کہ انسان نے بہت ترقی کر لی ہے انسان نے یہ کیا وہ کیا۔۔۔۔

ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ انسان نے ترقی نہیں تنزلی کی ہے انسان کو عروج نہیں زوال ہوا ہے ترقی اگر کی ہے تو اشیاء نے کی ہے لوہے نے کی ہے تانبے نے کی ہے پلاسٹک نے کی ہے لوہے کو

ہوا میں اڑا کر جہاز کا نام دیا گیا پلاسٹک اور مختلف دھاتوں کو ترتیب دے کر ریڈار، وائرلیس، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور کمپیوٹر کا نام دیا گیا ہے کبوتروں اور قاصدوں کی جگہ فیکس ٹیلیکس میل فون موبائل فون نے لیا چراغ، دیئے کی جگہ بلب نے لے لی روٹی کی جگہ سلائس برگر نے لی سادہ پانی کی جگہ مہنگے منرل واٹر اور بوتلوں نے لی مٹکے کی جگہ فریج نے لی گھوڑے اور خچر اونٹ کی جگہ گاڑیوں نے لی قافلوں کی جگہ بحری جہاز اور ریلوں نے لی۔

یہ صرف اور صرف چیزوں کی ترقی ہے انسان آج بھی آگ کی پرستش اپنے ہاتھ سے بنائے مورتی کی پوجا اور خدا کو ولد کہنے کو فخر سمجھتا ہے قبروں سے مانگنے مزاروں کے طواف جعلی و غالی پیروں کے غلاف کو عبادت سمجھتا ہے موسیقی رقص غیروں کی مشابہت نافرمانوں سے تعلقات شیطان کی پیروی نفس کی بندگی کو جدت سمجھتا ہے سود کو مارک اپ رشوت کو کمیشن کہا جاتا ہے بھوک، غربت ،افلاس اور فاقہ کو جہالت کہا جاتا ہے۔

چیزوں نے اگر ترقی کی بھی ہے تو ضرورت نے کرائی ہے اسی لئے مشہور ہے کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے امام العصر قطب زماں حضرت مولانا عبدالکریم قریشیؒ بیر شریف والوں نے اپنی کتاب ''اسلامی تہذیب'' میں سائنس کی ترقی پر انسان کے کردار کے متعلق بہت اعلیٰ مثال بیان فرمائی ہے کہ "مادی حجابات میں رہ کر تگ و دو کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی چھوٹا بچہ رات کو جب اسے بھوک ستاتی ہے تو اللہ کی مہربانی سے جاگ اٹھتا ہے ماں کے پستانوں سے کپڑا ہٹا کر دودھ پیتا ہے اور وہیں پر اسے نیند آجاتی ہے اب یہ بچہ بھوک کا علم رکھتا ہے اور بھوک مٹانے کے لئے اس کو راستہ اختیار کرنا پڑا بھوک مٹانے کا جہاں مرکز تھا کوشش کر کے اسے تلاش کر لیا اور دودھ پیا حالانکہ اسکی ماں نیند میں ہے کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ بچے نے کمال کر دکھایا؟ نہیں بلکہ اس نے اپنی طبیعت کے تقاضے کو جستجو سے پورا کر لیا خواہ اندھیرا ہو گھر کے اندر چراغ بھی نہیں لیکن بچہ پستان ڈھونڈ نکالے گا لوگ زمین کھود کر چیزیں نکالتے ہیں اوپر ہواؤں پر قبضہ کرتے ہیں یا سیاروں پر جاتے ہیں یہ اسی طرح مادیاتی ماں کا تھن چوستے ہیں مادہ بھی ایک سوئی ہوئی ماں کی طرح ہے جس

کے ذریعے لوگ پرورش پاتے ہیں" آپؒ کی یہ کتاب اور "عظمت انسان" انسانی عقول پر غیر اللہ اور غیر دین کے تمام دروازے بند کر دیتی ہیں اور واقعی دنیا کی تمام ترقی کی چیزیں زمین ہی میں ہیں جب انسان کو کسی چیز کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ اس کی تلاش اور جستجو میں نکلتا ہے تب اسے ضرورت کی بنائی گئی چیزیں قانون اور قاعدے مل جاتے ہیں جو وقت کی ضرورت کیساتھ ساتھ بدلتے اور نئے ملتے جاتے ہیں قرآن وحدیث فقہ ائمہ نے ان چیزوں کے نام برائے راست کیوں نہیں لیئے اشارہ وکنایہ کیوں استعمال ہوا؟ اسلام اور قرآن دانائی وحکمت سے پُر دین اور کتاب ہے جس زمانے میں قرآن آیا نہایت تاریکی اور جہالت کا دور تھا وہ قرآن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تراشی ہوئی کتاب سمجھتے تھے اور جب قرآن کی حکمت ودانشمندی کی باتیں انسانوں سے کہی جاتیں تو وہ محمد ﷺ کو دیوانہ کہتے اسی لئے اللہ نے اپنی حکمت سے قرآن میں ان چیزوں کا نام برائے راست لیا جو اس زمانے میں موجود تھیں اور جو چیزیں آئندہ قیامت تک آنے والی تھیں ان کا نام اشاروں اور کنایوں میں لیا جن کی مثالیں اور بیان قرآن وحدیث میں جا بجا ہیں خود آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل شانہ نے اپنی قدرت سے قیامت تک کے حالات صاف صاف دکھائے اور بتلائے جب کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ میں آج کے اس موجودہ زمانے کا کوئی واقعہ ذکر کرتے تو صحابہ کرامؓ حیرت میں پوچھتے یارسول اللہ ﷺ کیا ایسا ہوگا؟ کیا ایسے ہوسکتا ہے؟ تو کیا اگر قرآن یارسول ﷺ برائے راست اس جدید دور جدید ٹیکنالوجی اور دنیاوی سائنسی ترقی کا ذکر کرتے تو کیا جہالت کے اندھیروں میں ڈوبے معاشرہ کے دوسرے انسان اس دین اور فطرت کو قبول کرتے ؟ آج بھی اگر کسی سو سال پہلے مرے انسان کو زندہ کیا جائے تو وہ آج کی موجودہ ترقی وجدت دیکھ کر پھر سے مرجائے گا وگرنہ پاگل تو ضرور ہوگا۔

"اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہ جنہوں نے اپنے دین کو لہو ولعب بنا رکھا ہے اور دنیوی زندگانی نے انکو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے اور اسی قرآن کے ذریعے نصیحت بھی کرتا رہ تا کہ کوئی شخص اپنے کردار کے سبب اسی طرح نہ پھنس جاوے کہ کوئی غیر اللہ اس کا نہ مددگار رہو اور نہ سفارشی ہو اور

یہ کیفیت ہو کہ اگر دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے ڈالے تب بھی اس سے نہ لیا جاوے یہ ایسے ہیں کہ اپنے کردار کے سبب پھنس گئے ان کے لئے نہایت تیز پانی پینے کے لئے ہوگا اور دردناک سزا ہوگی اپنے کفر کے سبب'' (سورہ انعام آیت ۷۰)

سائنس قدرت کے اظہار کے طریقوں کے سوا کچھ بھی نہیں سائنس کی کوئی بھی نئ سے نئ تحقیق لیں آپ اس بارے میں قرآن وحدیث فقہ ضرور دیکھیں آپ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ سائنس بالکل وہی کہتا ہے جو اسلام کہتا ہے جس کی نشاندہی اللہ کے کلام انبیاءؑ صحابہ کرامؓ ائمہ اور علماء کے اقوال میں ہوگی۔ جن امور میں سائنس سے اختلاف ہو تو یقین رکھیئے کہ فی الحال سائنس بھول بھلیوں میں ہے سائنسی نظریات کا بدل جانا یا رد ہونا سائنس کی بہت بڑی علمی بصیرت اور دریا دلی ہے کائنات جن حقائق پر قائم ہے سائنس ان حقائق میں ردوبدل نہیں کرسکتی وہ حقائق کے مدار ہی میں گھومے گا اسلام کے سوا دیگر مذاہب سائنس وٹیکنالوجی سے خائف ہیں وہ مذہب اور سائنس کو دو مختلف چیزیں قرار دیتے ہیں انہیں علم ہے کہ علم سائنس مستقبل قریب میں ہمارے عقائد کے حقائق سے پردے اُٹھائے گا تو کچھ بھی نہ بچے گا اس لئے وہ سائنس اور مذہب کو مختلف سمجھتے ہیں اسلام دنیا کی مضبوط ترین حقیقت ہے اس کا اللہ کوئی شاعر نہیں نہ ہی اس کے چھوٹے چھوٹے خدا ہیں جو تھوڑے عرصے کیلئے ہوتے ہیں ہمارے لئے تو مستقبل قرب قیامت اور آخری زمانہ بھی ماضی ہے

موجودہ سائنسی ترقی کو دیکھ کر انسان یہ خیال نہ کرے کہ موجودہ دور بہت ترقی یافتہ ہے انسان نے بہت عروج وزوال دیکھا ہے کتاب "انسان اسلام اور سائنس" میں اس کا ذکر باثبوت موجود ہے ہم نے اس کتاب میں انگریزی کے الفاظ، کلیئے اور مشکل سائنسی الفاظ سے اجتناب کیا ہے تاکہ ہر بندہ باآسانی سمجھ سکے بے جا تفصیل سے گریز کیا ہے جو بات ایک بات میں بیان ہوسکتی ہو دوسری بات فضول ہے مولانا رومیؒ فرماتے ہیں ''بات مختصر اور مدلل ہونی چاہیئے'' یہ کتاب تین درجن کتابوں کے برابر ہے اس کتاب میں جتنے ابواب ہیں اتنے ہی کتابوں میں اسے بیان کیا جاسکتا تھا لیکن زیادہ باتیں اور بیان قرآن وحدیث اللہ اور رسول ﷺ ہی کی جائز ہیں۔

اس کتاب کی باتوں کو نصیحت نہ سمجھی جائے کیونکہ جو شخص کسی بات کا خود عامل نہ ہو اور دوسرے کو نصیحت کرے وہ ناصح نہیں نامرد ہے بلکہ اس کتاب کی باتوں کو نیکی پر رغبت دلانے والی باتیں سمجھی جائیں تاکہ اس حقیر فقیر کو پورا ثواب ہو کیونکہ میرے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "نیکی پر رغبت دلانے والا ایسا ہی ہے جیسا کہ خود کرنے والا" نیکی پر رغبت دلانے کی میری اوقات وحیثیت کہاں یہ تو نیکی پیدا کرنے والے مالک وخالق کی عطا ہے اور اس کے نیکوکار صلحا کی محبت وشفقت صحبت اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

اپنے روحانی باپ شیخ کامل حضرت مولانا عبدالعزیز قریشی مداللہ تعالیٰ بیر شریف والوں کے احسانات تلے دبا جارہا ہوں ان کا نظر وتوجہ خاص ہے ورنہ کہاں قرآن حدیث اور علم کہاں یہ نادان چیز اور بے علم میری معلومات بالکل سطحی بلکہ صفر ہیں اس کتاب میں ہم نے تقریباً قرآن واحادیث سے مثالیں دی ہیں ائمہ کرام مسلمان مفکرین اور سائنسدانوں کے نام ایجادات میں دریا کے بہاؤ کی طرح ہیں ان کی تحقیقات اور علم ان کے علاوہ ہیں جنہیں بیان کیا جائے تو ہر انسان بلا جھجک کہہ اٹھے گا کہ علم سائنس اسلام اور مسلمانوں کی ہی ایجاد ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مسلمان ''پدرم سلطان بود'' کی خوش فہمی میں مردوں کے ساتھ شرط لگا کر بہت پہلے سو گئے ہیں۔

احقر العباد

محمد خالد خان خلجی عفی عنہ

پیر محمد خان خلجی روڈ کوئٹہ

یکم جولائی ۲۰۰۴ء

جمعرات جمادی الاول ۱۴۲۰ھ

اسلام اور سائنس

اسلام کے سوا دیگر مذاہب نے خوف، مفاد اور اکثر لاعلمی کی وجہ سے ایمان اور عقیدے پر سمجھوتے کر لئے ،لیکن دین اسلام فطری و حقیقی ہونے کی وجہ سے ہر طرح کے مفادات خوف زوال اور لاعلمی سے مبرا ہے، ایمان اور عقائد میں مصلحت و سمجھوتہ کی کوئی گنجائش نہیں، یہ کوئی ہٹ دھرمی یا ضد نہیں، سائنس کی ترقی نے اس دین کے عقیدے پر مہر ثبت کر دی ہے، اس لئے کہ یہ دین کہتا ہے کہ کائنات اور اس کے خالق کی حقیقت بدلی نہیں جا سکتی اور سائنس دان کائناتی قوانین جاننے کے بعد ان قوانین پر اس طرح ایمان رکھتے ہیں کہ یہ قوانین بدلے نہیں جا سکتے، اسطرح ایمان و عقیدے کا عمل بالکل ایک عقلی کلی فیصلہ ہے اللہ جل شانہ نے جس دن کائنات کو پیدا کیا اور اسلام کو اس کا قانون بنایا تو اس دن سے اسلام اور کائنات لازم و ملزوم ٹھہرے کائنات اور کُرہ ارض کے تمام امور اور گردشیں قدرتی سائنس کے ذریعے ہیں تو معلوم ہوا کہ اسلام اور سائنس کا تخلیق کائنات کے دن باہم ربط ہوا اور ثابت ہوتا ہے کہ سائنس کی بنیاد ہی عقیدے پر ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ دنیا میں جتنی بھی چیزیں سائنس ایجاد کرتی ہے وہ ایجاد نہیں دریافت ہیں۔ اور یہ مسلمہ اصول ہے کہ سائنس یا کوئی بھی علم آج تک نہ کوئی چیز وجود میں لا سکی ہے اور نہ ہی لا سکتی ہے اور نہ ہی ختم کر سکتی ہے آج ہم جہاں نظر دوڑائیں ہمیں زندگی میں جو تیزی اور نئی چیزیں نظر آتی ہیں یہ یقیناً علم کا کمال ہے مگر محال نہیں گرچہ علم و سائنس نے ہر زمانہ اور دور میں ترقی کی ہے مگر اسلام کے بعد سائنس نے بہت تیزی سے ترقی کی ہے اسلام سے قبل معبود کے سوا ہر چیز کو خُدا جانا جاتا تھا۔ ہر چیز کی پرستش ہوتی تھی، یہ اسلام ہی ہے جس نے کہا یہ سورج، آسمان، ستارے، چاند، زمین جملہ کواکب ہمہ کائنات اے انسان تیرے لئے ہیں، یہ تیرے ہی لئے مسخر اور حرکت میں خوار و زبوں ہیں، اب جن چیزوں کو لوگ خُدا سمجھتے تھے اس پر تحقیق و جستجو کس طرح کرتے؟ لیکن اسلام نے ان سب کو حقیر اور خدّام بتائے۔ اس پیغام کو لانے والے پیغمبر حضرت

محمد ﷺ نے فرمایا ''عقل میرے دین کی بنیاد اور علم میرا ہتھیار ہے'' اور خالق کائنات نے اپنے ہر کتاب اور کلام میں کائنات میں بار بار تفکر تدبر، نظر، غور اور اعتبار کا حکم دیا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا ''ایک ساعت کا تفکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے'' تفکر کے معنی طلب علم یا جاننے کے ہیں، سائنس کے معنٰی بھی علم یا جاننے کے ہیں، معلوم ہوا کہ سائنس کی بنیاد عقیدے سے شروع ہوئی جب علم ہوا کہ کائنات کی ہر چیز انسان کیلئے مسخر ہے معبود نہیں تب انسان نے خوف وہم مفاد بے علمی کو چھوڑ کر عقل کو بنیاد اور علم کو ہتھیار بنا کر دنیاوی ترقی میں دوڑنا شروع کیا اور اللہ نے اس کے دل میں ترقی کی ایسی خواہش رکھ دی کہ وہ ہمیشہ ترقی کرتا رہے اسی لئے سورہ حٰم میں اللہ رب العزت نے فرمایا ''آدمی ترقی کی خواہش سے اس کا جی بھرتا نہیں'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ہر نئی چیز دل آویز ہوتی ہے'' اور یہی وجہ ہے کہ انسان کی جبلت ہوتی ہے کہ وہ خوب سے خوب تر اور نئے سے نئے چیز کی جستجو میں رہتا ہے، اب بعض اعتراض کریں گے کہ پہلی سطروں میں لکھا ہے کہ علم یا سائنس کوئی نئی چیز وجود میں نہیں لاسکتی بلکہ دریافت کرسکتی ہے میں اپنے اس قول پر قائم ہوں۔ دنیا میں جتنی نئی چیزیں ہمیں نظر آتی ہیں وہ سب دنیا ہی کی دوسری چیزوں سے نکلی یا بنی ہیں اب اگر نر مادہ مل کر بچہ پیدا کرے اور یہ کہے کہ ہم نے بچہ ایجاد کرلیا تو دنیا ہنسے گی بالکل یہی مثال دُنیا کی تمام چیزوں پر غالب ہے، دو معرفتیں ملا کر ترتیب دیا جاتا ہے تا کہ خوب اور طریقے سے مل جائیں اور ان سے تیسری معرفت پیدا ہو، اس طرح دُنیا کے ہر شعبہ مٹی کی چیزیں بنانے سے لیکر خلائی شٹل تک کے بنانے کے عمل میں دُنیا ہی کی چیزیں استعمال ہوتی ہیں انہیں ترتیب دے کر ملا کر نئی شکل میں پیش کیا جاتا ہے ''اور جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لئے ہے'' (القرآن)

اب کرنٹ کو لیں ٹھنڈا اور گرم تار کے ملنے سے بجلی آکسیجن اور ہائیڈروجن سے پانی ،اسی طرح غور کیا جائے تو دُنیا کی بیشتر چیزیں دو اشیاء سے یا دو عوامل سے مل کر بنتی ہیں اور یہ بھی

قرآن نے بتایا ''وہ اللہ پاک ہے جس نے زمین کی نباتات کے اور خود اُن کے اور جن چیزوں کی اُن کو خبر نہیں سب کے جوڑے بنائے'' (سورہ یٰسیٓن آیت ۳۶) جس طرح ان کلیوں اور قاعدوں سے نئی چیزیں پیدا اور دریافت ہوتی ہیں یہ نئی چیز پہلی دو چیزوں کی طبیعت و مزاج پر پیدا ہوگی، کسی سائنسدان کے چاہنے کے مطابق نتیجہ نہ دیگا۔ جسطرح گھوڑے کے جوڑے سے بکری پیدا نہیں ہوسکتی اسی طرح دو علموں سے وہ علم پیدا نہیں ہوگا جو سائنسدان چاہے گا بلکہ ہر دو نوع کے جدا جدا کلیے ہیں اور ہر جدا جدا کلیے کے جدا جدا نتائج ہوں گے، ان نسل در نسل اور اشیاء در اشیاء سے انسانی عقل سائنسدان کے عقل حیران ہیں کہ دُنیا کتنی ترقی کرے گی لیکن ہمیں ساڑھے چودہ سو سال پہلے معلوم ہے کہ جب تک انسان ہے اس کا جی ترقی سے نہیں بھرے گا اور انسان ترقی کرتے کرتے وہاں تک پہنچے گا کہ انسان جو خیال کرسکتا ہوگا اس خیال کو عملی جامہ پہنا سکتا ہوگا کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''انسان کے ساتھ اللہ وہی معاملہ کرتا ہے انسان جو گمان کرتا ہے'' لہٰذا انسان ترقی میں وہاں تک جاسکتا ہے جتنا وہ گمان کرسکتا ہے اور اللہ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا ''انسان کیلئے وہی کچھ ہے جس کے لیئے وہ کوشش کرتا ہے'' (سورہ نجم آیت ۳۹)

قرآن کے مروج اصطلاح علم، حکمت و دانشمندی کو سائنس کا نام دیا گیا علم اور سائنس ایک ہی شئے کے دو نام ہیں لہٰذا ہم جہاں لفظ سائنس یا علم استعمال کرتے ہیں تو اس کا ایک ہی مطلب و معنٰی ہیں سائنس کا تعلق حیات انسانی سے ایسا ہی ہے جیسا کہ روح کا جسم سے سائنس کا تصور سائنسدان علم کا تصور عالم کے بغیر ایسا ہی محال ہے جیسے مخلوق کا تصور خالق کے بغیر۔ قرآن کی رُو سے سائنسدان ہر وہ انسان ہے جو فکر و تدبر عقل و فراست دور بینی دور اندیشی نظر اور وسیع دل کے ساتھ کائنات کا مطالعہ و مشاہدہ و تجربہ گہری اور وجدانی کیفیت کے ہمراہ کرتا ہے بلکہ قرآن اس امر پر ترغیب و ہدایت اور تلقین و تاکید کرتا ہے اور جو فہم و ادراک سے کام نہیں لیتا غلط راہ کا انتخاب کرتا ہے ایسے ہی لوگوں کیلئے سزا و عذاب کا پیغام سناتا ہے۔

''اور ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کیلئے پیدا کیئے ہیں جو ایسے دل رکھتے ہیں جن سے نہیں سمجھتے، جو ایسی آنکھیں رکھتے ہیں جن سے قوت بصری کو کام میں نہیں لایا جاتا اور جن کے کان ایسے ہیں جو سماعت حق کیلئے بے کار ہیں ایسے لوگ چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ گمراہ ہونے کے ساتھ ساتھ غافل بھی ہیں'' (الاعراف ۱۷۹)۔

سائنس کے مشہور مؤرخین و مستشرقین اور ماہرین علم جو غیر مسلم ہیں متعصب ذہنیت استعمال کر کے کہتے ہیں ''حقیقت میں علم اور مذہب دونوں کی حدود الگ الگ اور جُدا ہیں'' اور اسلام میں بھی بعض نفوس مغرب زدہ ایسے ہیں جن کو اپنے مذہب و علم پر بھروسہ نہیں دوسروں کی تحقیق و جستجو پر بھروسہ کر لیتے ہیں اور علم و مذہب کو جداگانہ رنگ دیتے ہیں اسلام نے علم دنیا کے تمام تر انسانوں کیلئے اولین و بنیادی ضرورت قرار دیا اسلام ہے ہی جاہلیت کی ضد ہاں یہ ضرور یقین کیا جاتا ہے کہ ماسوائے اسلام کے تمام عالمی مذاہب اور علم دو جداگانہ راستے ہیں جن کی منزل ایک نہیں ہو سکتی۔

جو اقوام مادہ کو ہی حقیقت و صداقت تسلیم کرتی ہیں ابتداء و انتہا کا درجہ دیتی ہے ان مادہ پرستوں کے سبب ہی مذہب و سائنس میں فرق پیدا ہوا ہے لیکن اسلام مادہ کو فانی اور اللہ ہی کو باقی سمجھتا ہے یہ بنیادی مسلّمہ کائناتی حقیقت و صداقت شروع میں ہم بیان کر چکے کائنات مادہ اور تمام سائنسی حقائق و قوانین قدرت و حکمت والی ذات کے سبب مستقل مربوط و منظّم شکل میں مصروف عمل ہیں۔ کائنات دُنیا علم و سائنس سے ہٹ کر فعل کرنا یا زمینی حقائق ترک کرنا منافی قرآن ہے اور یہ اسلام سے پہلے انسانوں کا اختراعی عمل ہے۔

''اور انہوں نے رہبانیت (ترک دنیا) کی خود ساختہ راہ اختیار کر لی ہم نے تو انہیں اس کا حکم نہیں دیا تھا'' (الحدید ۲۷)

کائنات سے عدم وابستگی اسلام نے باطلانہ اور عین تضاد قرار دیا ہے ''اللہ ان لوگوں کے

درجات بلند کرے گا جو تم میں ایمان لائے اور جنہیں دولت علم سے نوازا گیا'' (سورۃ المجادلہ ۱۱ آیت) خالق کائنات کا واضح فرمان ہے کہ ایمان بنیاد ہے اسلام کی اور جب دولت علم سے نوازا جائے تو یقیناً ترقی وترویج ناگزیر ہے، اس واحد عالم گیر مذہب نے اسی بنیاد پر نہ صرف تحقیق وجستجو کی راہیں کھولیں بلکہ سینکڑوں ایسے سپوت پیدا کیئے جنہوں نے متعین کردہ راہ پر سفر کر کے ترقی وسہل راستے سے انسان کو نوازا اور آنے والی نسلوں کیلئے فکر وعمل کے مختلف دلچسپ زاویے ونظریے چھوڑ دیئے جو وقت کیساتھ ساتھ ترقی میں تیزی کرتے گئے مشہور مسلمان سائنسدان جابر بن حیان ازدی سے مشہور مسلمان فقہی عالم حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا ''اے ازدی کیا تو اس بات کو فخر سمجھتا ہے کہ تو اسرار خداوندی میں تداخل کا سبب ہے؟

جابر بن حیان ''میں نے اپنی دانست میں حقیقت کی تلاش کی اور صداقت کا اظہار کیا تاہم اگر آپ میرے اس عمل کو شریعت الٰہیہ کے خلاف اور اسرار خداوندی میں تداخل کا سبب محسوس کرتے ہیں تو میں آج ہی اس سے دست کش ہوتا ہوں''

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ ''نہیں! اے جابر ازدی تو ایسا نہیں کرے گا یہ فضل خداوندی ہے کہ اس نے تجھ پر رازہائے فطرت منکشف کیئے تو اس کے متعین کردہ اصولوں کا مسافر ہے اب تیرا یہ فرض ہے کہ تو ان علوم کو جن کی بدولت تجھ پر رازوں کا انکشاف ہوا ہے دوسروں تک منتقل کر یہی تیرا فرض ہے یہی تیری عبادت ہے'' اس مکالمے سے یقیناً اسلام اور سائنس کے تعلق کا مقام واندازہ متعین ہوتا ہے اور یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جابر بن حیان جہاں ایک وسیع مطالعہ پر قادر سائنس دان تھا وہاں ایک ایسا مسلمان تھا جسے علوم قرآن پر بھی وسیع دسترس تھی یعنی ہم انہیں مذہبی عالم بھی کہہ سکتے ہیں علم کیمیاء میں اس کی عظمت اپنی پیدا کردہ نہیں بلکہ اسلامی احکامات اور اسلام کے پیدا کردہ فطری میلان کا نتیجہ ہے اور یہی قیاس دیگر تمام بلند پایہ مسلمان سائنسدانوں پر کیجئے۔

جب انسان آنکھ کھول کر اطراف کائنات میں نظر دوڑاتا ہے تو اِسے کہیں بھی کوئی خلل نظر نہیں آتا پھر بار بار نگاہ ڈال کر دیکھتا ہے اسکی نظر ذلیل اور درماندہ ہو کر لوٹ آتی ہے آخر یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ کائنات بنی کیسی یہ کہاں تھی کیسی تھی عدم سے وجود میں کیسے آئی تخلیق کائنات کے اس فکر کو وسعت دینے کیلئے قرآن نے کہا۔

''آپ ﷺ فرمایئے کہ کیا تم ایسی ذات کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو روز میں تخلیق کیا اور تم اس کے شریک ٹھہراتے ہو؟ یہی سارے جہاں کا رب ہے اور اس نے اس کے اوپر پہاڑ بنا دیئے اور اسمیں فائدے کی چیزیں رکھ دیں اور اسمیں چار دن میں اسکے رہنے والوں کی غذائیں تجویز کر دیں یہ ہے پوچھنے والوں کیلئے ٹھیک جواب پھر آسمان کی طرف توجہ فرمائی جو کہ اس وقت دھواں سا تھا سو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے آؤ یا ناخوشی سے دونوں نے عرض کیا کہ ہم خوشی سے حاضر ہیں سو دو روز میں سات آسمان بنا دیئے'' (حٰمٓ سجدہ آیت ۱۱)

سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ کائنات ایک دور میں دھواں نما تھا جسکا ذکر اوپر قرآن حکیم کے حکم میں موجود ہے اس سے مراد سائنس نے کوئی نئی بات نہیں کی بلکہ قرآن کے الفاظ کو اپنے الفاظ میں بدلا تخلیق کائنات کے متعلق مغربی سائنسدان میں بگ بینگ تھیوری عظیم دھما کا سب سے زیادہ مانی جاتی ہے اس تھیوری کے مطابق کائنات ایک گولے یا گیند کی شکل میں ایک مقام پر جمع تھی پھر ایک وقت دھماکے سے پھٹ گئی اور یوں کائنات کی تخلیق کا عمل شروع ہوا بالآخر موجودہ کائنات کی صورت میں تبدیل ہوگئی اور یہ کائنات مزید پھیل رہی ہے اس کی وسعت میں اضافہ ہو رہا ہے بگ بینگ یا عظیم دھماکہ تھیوری عین قرآن سے نقل ہے۔

''کیا ان کفار نے یہ خیال نہ کیا کہ آسمان اور زمین پہلے اکھٹے تھے پھر ہم نے دونوں کو علیٰحدہ کر دیا'' (الانبیاء آیت ۳۰) اور کائنات کی وسعت بھی قرآن سے نقل ہے ''اور ہم نے آسمان کو اپنی قوت سے بنایا اور ہم اس کی وسعت کو بڑھاتے ہیں'' اسلام سے قبل نظریہ تھا کہ آسمان پہاڑوں پر کھڑا

ہے یعنی پہاڑ آسمان کے ستون ہیں لیکن قرآن نے یہ نظریہ رد کرتے ہوئے کہا ''اللہ نے آسمان کو بلاستون بنایا'' (لقمان آیت ۱۰)

بگ بینگ یا عظیم دھماکہ تھیوری کا نظریہ ہے کہ مادہ کائنات میں ہمیشہ سے ہے اسے کوئی عدم سے وجود میں نہیں لاسکتا اور یہ وجود میں رہے گا اس کے اشکال بدلتے رہیں گے اب جدید تحقیق سائنس کے مطابق ہمارے سورج کی توانائی کا ۲۵٪ حصہ ختم ہو چکا ہے اور ۷۵٪ باقی ہے جب بھی یہ ۷۵٪ باقی ماندہ توانائی ختم ہوگی نظام شمسی کے تمام سیارے آکر سورج پر گر پڑیں گے اور زندگی ختم ہو جائے گی۔

اس تحقیق سے مراد زندگی ختم ہوگی اور ستارے نظام شمسی ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے اور قرآن ساڑھے چودہ سو سال قبل کہتا ہے ''ہم نے آسمان وزمین اور ان چیزوں جوان کے درمیان میں ہیں حکمت کے ساتھ ایک معیاد معین کیلئے پیدا کیا ہے اور جو لوگ کافر ہیں ان کو جس چیز سے ڈرایا جاتا ہے وہ اس سے بے رُخی کرتے ہیں'' (الاحقاف آیت ۳)

قرآن صدیوں پہلے کہتا ہے کہ کائنات ختم ہو جائے گی زلزلے ہوں گے دھماکے ہوں گے اور پہاڑ ہوا میں اُون کے رُووں کی طرح اُڑیں گے اور سائنس آج کہتی ہے کہ نظام شمسی کا ٹکراؤ زلزلے دھماکے اور پہاڑوں کا اُڑنا ہوگا اور جہاں تک سوال ہے مادے کی موجودگی کا یا عدم سے وجود میں آنے کا اس بارے میں قرآن کہتا ہے ''کیا یہ لوگ بدون کسی خالق کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود اپنے خالق ہیں؟ یا انہوں نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا؟ بلکہ یہ لوگ (بوجہ جہل) یقین نہیں لاتے'' (سورۃ طور رکوع ۲) اس حکم قرآن سے صاف واضح ہوتا ہے کہ مادہ پہلے سے موجود نہ تھا نہ ہی اپنے آپ وجود میں آیا ہے یہ کیسا اپنے آپ پیدا وار اور وجود ہے کہ کوئی گولہ پھٹا دھماکہ ہوا اور کائنات ترتیب پا گئی؟ ہر چیز ایک مستقل قانون کے تحت چل رہا ہے؟ آفتاب ضیاء پاشی کر رہا ہے؟ سیارے اس کے گرد سیکنڈ کی سُستی کے بغیر چکر کاٹ رہے ہیں؟ انسان زمین

پر آباد ہے سورج کی نقصان دہ روشنی سے اوزون کی سطح اسے بچا رہی ہے؟ زمین پر مخصوص درجہ حرارت ہے؟ زمین سے اُگنے کیلئے غذا ہے؟ پانی ہے پہاڑوں اور زمین میں وقت کی ضرورت کیساتھ ساتھ اس کیلئے زندگی کی چیزیں ہیں؟ ایک اندازے سے بارش اور برفباری ہوتی ہے ؟ مناسب ہوا چل رہی ہے؟ جو لوگ یہ نظریہ رکھتے ہیں قرآن انہیں جاہل قرار دیتا ہے اور یہ بات سائنس سے ثابت ہے کیونکہ سائنس کا کوئی بھی نظریہ اٹل آخری یا قطعی نہیں ہوتا ہمیشہ سائنسدان ایک دوسرے کے نظریات رد کرتے ہیں اور نظریات میں ردوبدل عمومی ہوتا ہے جبکہ اسلام حقیقت اور آخری حقیقت ہی بیان کرتا ہے جس پر آخر کار انسان یا سائنس عرصہ بعد پہنچ کر اپنا یقین کر لیتا ہے سائنس نظریات ردوبدل کرتے کرتے جب حق واضح کر دیتا ہے تو اسلام اسے معاف کر دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے ''اُن پر حق ظاہر ہو چکا ہے تو تم معاف کر دو اور درگذر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے'' (بقرہ رکوع ۱۲) اور یہ بات یقینی ہے کہ اہل کتاب کے سائنسدان اور علماء حقیقت کو چھپاتے ہیں اول تو یہ بات سائنس سے ثابت ہے کیونکہ ہمیشہ حقیقت بہت دیر بعد سائنسدان بیان کرتے ہیں جبکہ قرآن نے یہ بات صدیوں پہلے بتا دی ''اے اہل کتاب تم سچ کو جھوٹ کیساتھ خلط ملط کیوں کرتے ہو؟ اور حق کو کیوں چھپاتے ہو؟ اور تم جانتے بھی ہو'' (العمران رکوع ۷) حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نماز میں روتے تھے میں نے عرض کیا کہ آپ تو معصوم ہیں پھر کیوں رُوتے ہیں ؟ فرمایا کہ میں کیسے نہ رُوؤں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت اُتاری ''یقیناً آسمان وزمین کی تخلیق اور رات دن کے ادل بدل پر عقلمندوں کیلئے نشانیاں ہیں'' پھر فرمایا کہ اس شخص پر افسوس ہے جو یہ آیت پڑھے اور چیزوں میں تفکر نہ کرے۔

اب انسان تفکر کرے اور دل میں دو علوم یکجا کریں اور ان سے تیسرا علم اخذ کرے پہلا علم یہ کہ باقی فانی سے بہتر ہے دوسرا علم یہ کہ آخرت باقی ہے اور دُنیا فانی ہے ان دونوں علوم کو جاننے کے

بعد خود بخود تیسرا علم نکل آیا کہ آخرت دُنیا سے بہتر ہے چاہے انسان سائنسی نظریہ سے مانے یا اسلام سے، لہٰذا کوئی شخص ایک بار اللہ کہے وہ تمام دُنیا سے بھاری ہے کیونکہ دنیا فانی ہے اللہ باقی ہے اللہ کا نام باقی ہے۔

تخلیق زندگی (Origin of Life)

قرآن نے انسان کو جاہل اور جلد باز بھی کہا ہے اس کا اندازہ ہمیں سائنس کی دُنیا میں بآسانی ہوتا ہے جب سائنس کے میدان میں کوئی نیا سرابی قانون یا نظریہ کوئی سائنس دان پیش کرتا ہے تو انسان جہالت اور جلد بازی میں فوراً اس کی ہاں میں ہاں ملا دیتا ہے وہ آفاقی فطری قانون اور نظریہ کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے انسان کے قاعدہ قانون کو حقیقت سمجھ لیتا ہے اور پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب سائنس کا یہ نظریہ حقیقی معنوں میں حقیقت تک پہنچ جاتا ہے اور سائنسدان اپنا یہ نظریہ غلط قرار دیتا ہے یا عرصہ بعد کوئی اور سائنس دان اس کے نظریے کو رَد کرتا ہے تو جن انسانوں نے پہلے نظریے کے قصیدے بیان کیئے تھے وہ تو دُنیا سے گزر چکے ہوتے ہیں اور جو زندہ ہوتے ہیں وہ شرمندگی محسوس کرتے ہیں اور بعض مادہ پرست اسے علم و ترقی کے مراحل قرار دیتے ہیں گرچہ یہ نظریات عقائد ہی سے کیوں نہ ہوں مثال تخلیق زندگی سے لیجیئے ڈارون نے نظریہ پیش کیا ''Theory of Evolution'' نظریہ ارتقاء جو ایک مفروضہ تھا۔ ڈارون کا مفروضہ تھا کہ انسان یک خلوی جاندار امیبا سے لاکھوں کروڑوں سال ہر درجہ پر ترقی کرتا ہوا کیمیاوی تبدیلی سے بندر تک پہنچا اور پھر بندر سے انسان بنا (اس کا کوئی ثبوت بھی نہیں) اور ڈارون خود ہی زندگی میں اس نظریے اور مفروضے کو رد کر چکا آج مغرب کے سائنسدان اور یونیورسٹیاں دھڑا دھڑ اس نظریے کو رَدّ کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں اب جن انسانوں نے اس مفروضے کو شروع شروع میں تسلیم کر لیا جن میں بعض بد بخت مسلمان بھی ہوتے ہیں اُن کے پاس آج کیا جواب ہے؟ آج اُن کے پاس انسانی علم پر یقین کرنے اور ناقص علم ثابت ہونے پر کیا تأثرات ہیں؟

آج سائنس کا کہنا ہے کہ انسان ستر فیصد پانی سے بنا ہے یہ بات پھر قرآن سے لی گئی ''اور اللہ نے ہر جاندار ایک طرح کے پانی سے پیدا کیا کوئی پیٹ کے بل چل رہا ہے تو کوئی دو ٹانگوں پر

اور کوئی چار ٹانگوں پر جو کچھ وہ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے" (سورۃ النور آیت ۴۵)

اب قرآن کی یہ آیتیں پڑھ کر کوئی معترض (اعتراض کرنے والا) کہے گا کہ مسلمان تو کہتے ہیں کہ انسان مٹی یا گارے سے بنا ہے پھر قرآن کہتا ہے "جو چیز بھی اس نے بنائی خوب ہی بنائی اس نے انسان کی تخلیق کی ابتداء گارے سے کی پھر اس کی نسل ایک ایسے ست سے چلائی جو حقیر پانی کی طرح کا ہے پھر اس کو نک سک سے درست کیا اور اس کے اندر اپنی روح پھونک دی اور تم کو کان دیئے آنکھیں دیں اور دل دیئے تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو" (سورۃ سجدہ آیت ۷، ۸، ۹)

اللہ جل شانہ کی طرف سے ندا (آواز) آتی ہے ﴿وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ﴾ "کیا تم اپنے آپ میں تأمل نہیں کرتے" زمین پر انسان سے عجیب اور اشرف کوئی چیز نہیں لیکن انسان خود سے غافل ہے اپنی ارتقاء ابتداء و انتہاء سے غافل ہے اصل خالق کے عمل اور تھیوری کو چھوڑ کر سائنس کی زبانوں میں اپنی ارتقاء و انتہا کا متلاشی ہے اور مختلف نظریات و تھیوری میں خود کو ڈھونڈتا پھرتا ہے۔

خالق ہے تمہیں پانی سے گارے یا ایک سیل سے پیدا کرے وہ قادر ذات ہے اصل مسئلہ ارتقاء کا نہیں انتہاء کا ہے معمولی مستقبل کیلئے انسان کیا کچھ نہیں کرتا لیکن وہ اپنی انتہاء کے لئے ایسے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا ہے جیسے وہ جنت میں ہے۔

انسان کے ایک ایک عضو میں تفکر کیا جائے تو ہر جوڑ ہر ہڈی ہر رگ ہر پٹھہ میں خالق کی صناعی حکمت و عظمت عقل سے بالاتر ہے صرف ایک آنکھ پر میڈیکل سائنس آج تک بے شمار کتابیں لکھ چکی ہیں لیکن ہنوز اس کے سمجھنے اور علاج معالجہ کیلئے صدیاں اور بے شمار کتابیں درکار ہیں اسی طرح ہر عضو کا حال ہے کہ کس واسطے ہے ایک ہی سبب ہے کہ خالق کی حکمت و عظمت لُطف و رحمت اور علم و قدرت سے آگاہی ہو اللہ تبارک و تعالیٰ کے قدرت کاملہ کے عظیم الشان تخلیق انسان کا بیان قیامت تک ناممکن ہے کہ ختم ہو جائے چند الفاظ میں ایک دو پہلو سطحی طور پر لکھے

جاتے ہیں کہ باقی پہلوؤں اور بیان کا اندازہ ہو سکے۔

ایک مرد کے مادہ تولید کے ایک اخراج میں تقریباً نصف ارب حیوانات منویہ ہوتے ہیں ان پچاس کروڑ جرثوموں میں سے ہر ایک جرثومہ میں سے ایک انسان بننے کی صلاحیت ہوتی ہے اور عورت کے مخصوص حصے میں چار لاکھ ناپختہ انڈے موجود ہوتے ہیں ان میں سے ایک انڈہ میں مرد کے نصف ارب جرثوموں میں سے ایک جرثومہ داخل ہو جائے تو حمل قرار پاتا ہے۔

انسان چھوٹے چھوٹے خلیات سے مل کر بنا ہے ایک انسان کھربو ہا خلیوں سے مل کر بنتا ہے کروڑوں خلیے روزانہ ختم ہوتے ہیں اور ان کی جگہ نئے خلیے لے لیتے ہیں ڈارون نے ارتقاء کا یہی نظریہ پیش کیا تھا۔ایک خلیہ ترقی کرتے کرتے کھربوں میں پہنچا اور پھر بندر سے ہوتا ہوا انسان بن گیا اول تو یہ کیسے مانا جائے کہ پہلا خلیہ کیسے خود بخود پیدا ہو گیا؟ پھر لاکھوں مراحل اور سال گزرتے گزرتے خود بخود وہ کیسے ترقی کرتا گیا؟ اور پھر یہ سلسلہ انسان پر آ کر کیوں رُکا؟ اور پھر دُنیا میں پھل پودے سبزی جانور اور انسان و دیگر جاندار مخلوقات ایک سیل سے ترقی کر کے بنے اور دوسری طرف ہزاروں قسم کے جرثومے آج تک ایک خلیہ ہی ہیں اور وہ ترقی نہیں کر رہے؟ ”وہ ایک اچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پشت اور سینہ کے درمیان میں سے نکلتا ہے“

(سورۃ طارق آیت ۶، ۷)

اور یہ جو کہتے ہیں کہ انسان بندر سے بنا ہے بالکل برعکس کہتے ہیں آج سے ہزاروں سال قبل بنی اسرائیل کے شرع سے تجاوز کرنے والے انسانوں کو اللہ نے بندر بنائے جو کہ رہتی دُنیا کیلئے مثال ہے نادان سائنس دان نے بندر سے انسان بننا بتایا۔لیکن قرآن نے بہت پہلے بتا دیا کہ انسان بندر بن گئے۔

”اور تم جانتے ہی ہو ان لوگوں کا حال جنہوں نے تم میں سے تجاوز کیا تھا دوبارہ یوم ہفتہ کے سو ہم نے ان کو کہہ دیا کہ تم بندر ذلیل بن جاؤ پھر ہم نے اس کو عبرت بنا لیا ان لوگوں کیلئے بھی جو اس قوم

کے ہم عصر تھے اوران کیلئے بھی جو مابعد زمانہ میں آتے رہے اور پرہیز گاروں کے لئے وعظ ونصیحت کا" (سورہ بقرہ آیت ۶۵، ۶۶)

انسانی جسم میں ہر سیکنڈ میں خون کے دس لاکھ سرخ خلیات ختم ہوجاتے ہیں اور نئے خلیات جنم لیتے ہیں جسم میں نازک خلیے بھی ہوتے ہیں جن کی جسامت ملی میٹر کے دس لاکھ ویں حصے کے برابر ہوتے ہیں گیارہ ماہ میں کھربوں خلیے ختم ہوجاتے ہیں اور پھر نئے بن جاتے ہیں ہر خلیے میں پورا نظام حیات ہے جسکا علم جنینیات کے نام سے مشہور ہے جین عجیب وغریب سالمے (مالیکول) سے ترتیب پاتے ہیں ہر جانور، پودے اور انسان کی تمام ممکنات اس دھاگے کے اندر سموئی ہوئی ہے اس کو جدید میڈیکل سائنس نے (DNA) کا نام دیا ہے اس کی تفصیل بیان کی جائے تو ایک لاکھ صفحات شاید کافی ہوں۔

انسانی دماغ میں ۱۲۵ ارب سے زیادہ نیوٹرون ہوتے ہیں جو نیند کی حالت میں بھی ہمہ وقت کام کرتے رہتے ہیں انسانی دل میں دو پمپ ہوتے ہیں ایک پھیپھڑوں کو خون ترسیل کرتا ہے تا کہ وہ آکسیجن جذب کر سکے دوسرا پمپ تمام بدن کو صاف شدہ خون فراہم کرتا ہے یہ اپنی بجلی بھی خود پیدا کرتا ہے ایک ستر سالہ انسان کا دل زندگی میں چار کھرب دفعہ دھڑکتا ہے اور ایک اوسط عمر انسان کا دل زندگی میں تین لاکھ ٹن خون پمپ کرتا ہے اور اس کے پھیپھڑے پچاس کروڑ مرتبہ پھولتے اور سکڑتے ہیں آنکھ میں ایک کھرب سے زیادہ روشنی قبول کرنے والے ریشے ہوتے ہیں خون کی شریانیں ایک لاکھ میل تک ہوتی ہیں انسانی جسم تیس کروڑ کیمیائی اجزاء پر مشتمل ہے اجزاء کے نام دس ہزار کتابوں میں لکھا جاسکتا ہے یہ سطحی اعداد وشمار ہیں ہر رَمز تک پہنچنا ناممکن ہے جب یہ ناممکن ہے تو انسان ہی انسان کے ابتداء وانتہاء کا کھوج کیسے لگا سکتا ہے؟ انسان پوری کائنات کی خوبیوں کا جامع ہے پوری کائنات انسان کی تفصیل وتشریح ہے انسان اسی وجہ سے اشرف المخلوقات ہے کہ وہ تمام مخلوقات میں سے عجیب ترین اور خوبصورت ترین ہے

خلیفہ منصور کے زمانے میں ایک شخص کو اپنی بیوی سے بڑی محبت تھی اس نے ایک دن فرط محبت میں آ کر بیوی سے کہا کہ تو اگر چاند سے زیادہ خوبصورت نہ ہو تو تجھ پر تین طلاق بیوی نے میاں سے پردہ کر لیا اور کہا کہ تو نے مجھے طلاق دے دی اب میں تمہارے سامنے نہیں ہو سکتی خاوند بڑا حیران و پریشان ہوا کہ یہ میں کیا کر بیٹھا ساری رات فکر میں رہا صبح خلیفہ منصور کے پاس آیا اور اپنا حال بیان کیا اور کہا کوئی صورت نکالیے کہ میری بیوی پر طلاق واقع نہ ہو خلیفہ نے علماء کو بُلایا اور مسئلہ دریافت کیا سب نے بتایا کہ عورت پر طلاق ہو گئی، مگر ایک فقیہہ عالم نے برعکس اس کے فتوٰی دیا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ﴾ ''تحقیق ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت پر بنایا ہے'' (سورۃ والتین آیت ۴)

اس ارشاد کے پیش نظر انسان چاند سے بھی زیادہ خوبصورت ہے خلیفہ منصور اس فتوٰی سے بہت خوش ہوا اور خاوند کو بیوی کے پاس بھیج دیا۔

انسان کی مثال اس چیونٹی سے بھی کم تر ہے جو بادشاہ کے عالیشان لامحدود محل میں چھید کر کے رہتی ہے اپنے گھر غذا اور احباب کے سوا اِسے کسی چیز کی خبر نہیں ہوتی قصر شاہی کی رونق و زینت غلاموں کی کثرت تخت و سلطنت سے وہ بالکل بے خبر رہتی ہے معرفت الٰہی کے باغ کا تماشہ دیکھنے کی راہ ہمیں بتائی گئی ہے کہ ہم باہر نکل کر آنکھ کھول کر عجائبات الٰہی دیکھیں سمجھیں مسخر چیزوں کو مستعمل کریں یا پھر چیونٹی سے کمتر درجے پر رہنا پسند کریں تو شوق سے رہیں۔

علم الحساب (Mathmatics)

دنیا کا کوئی بھی علم لیجیئے اس کے لیئے علم الحساب اشد ضروری اور بنیادی ہے دین ہو یا دُنیا فزکس ہو یا کیمسٹری اس کے نتائج ریاضی سے ہی اخذ ہوں گے ریاضی کے بغیر تمام کاوشیں لاحاصل اور علم الحساب کا بنیاد ضرب، جمع، تقسیم، منفی اور برابر پر ہے ضرب جمع تقسیم منفی برابر حساب سے نکال دیئے جائیں تو علم الحساب کا نام ونشان نہ رہے علم الحساب کے جتنے قواعد اور بیانات ہیں سب ضرب جمع منفی تقسیم برابر ہی کے فروع ہیں، ضرب جمع تقسیم منفی برابر نہ ہوں دُنیا کی معیشت کیا دُنیا کا نظام ہی نہ چل سکے قرآن نے ان پانچوں ضرب جمع تقسیم منفی برابر کا ذکر کیا ہے جو دُنیا و کائنات اور مخلوقات کے حساب و کتاب کی بنیاد ہے۔

ضرب (×): ''جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُن (کے مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات (۷) بالیں اُگیں اور ہر ایک بال میں سَو سَو دانے ہوں'' (بقرہ ۲۶۱) سات بالیوں کے کل دانے معلوم کرنے کیلئے قرآن نے ضرب کا اصول بتایا لہٰذا ۱۰۰×۷=۷۰۰ معلوم ہوا کہ قرآن نے ضرب کا قاعدہ سکھلایا اور خصوصاً یہ کہ اللہ کی راہ میں ایک روپیہ خرچ کرنے سے ۷۰۰ بدلہ میں ملتے ہیں۔

جمع (+): ''یہ (قرآن) اس (دُنیا) سے کہیں بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں'' (یونس ۵۸)

یہ ہے جمع کا قاعدہ قرآن جو جمع کا اصول بیان کرتا ہے یعنی ہم دُنیا یا دُنیا کی جتنی بھی چیزیں یا حساب کتاب جمع کرتے ہیں اس سے قرآن کہیں بہتر ہے۔ کہیں کی کوئی حد نہیں۔۔۔

تو یہ کلیہ جمع قرآن پیش کرتا ہے کہ دُنیا میں جو قاعدہ، قانون، دنیا، دنیا کی چیزیں ہم جمع کرتے ہیں اس کا قرآن کی نسبت تو کوئی حد ہے لیکن اللہ کے نازل کردہ کتاب کی دولت کی کوئی حد نہیں آپ ایک سے شروع کریں اور پھر جمع کرتے جائیں کوئی درجہ کوئی حد کوئی انتہا نہیں۔ مثال کے

طور پر ۱+۲+۳+۴+۵+۶+۷+۸+۹+۱۰+۱۱+۱۲+۱۳.....

تقسیم (÷): ''اور جب میراث کی تقسیم کے وقت رشتہ دار اور یتیم اور محتاج آ جائیں تو اس میں سے کچھ دے دیا کرو'' یہ قرآن کا قاعدہ تقسیم میراث میں زمین باغات کوٹھیاں بنگلے، کارخانے ،دولت، گاڑیاں، بینک بیلنس، بیوائیں یا ان چیزوں سے کم وبیش ان سب کیلئے قرآن نے تقسیم کا حکم اور فارمولہ دیا ہے۔ ''ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہے اور اگر اولاد میت صرف لڑکیاں ہی ہوں دو سے زیادہ تو کُل ترکے میں اُن کا تہائی اور اگر صرف ایک لڑکی ہو تو اس کا حصہ نصف اور میت کے ماں باپ کا یعنی دونوں میں سے ہر ایک کا ترکے میں چھٹا حصہ بشرطیکہ میت کے اولاد ہو اور اگر اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ ہی اُس کے وارث ہوں تو ایک تہائی ماں کا حصہ اور اگر میت کے بھائی بھی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ (اور یہ تقسیم ترکہ میت کی) وصیت (کی تعمیل) کے بعد جو اُس نے کی ہو قرض کے (ادا ہونیکے بعد جو اُس کے ذمے ہو عمل میں آئے گی) تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ دادوں اور بیٹوں پوتوں میں سے فائدے کے لحاظ سے کون تم سے زیادہ قریب ہے یہ حصے (تقسیم کے) خدا کے مقرر کیئے ہوئے ہیں اور وہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے'' (النسآء ۱۱)۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ نے دنیاوی مال و دولت کی تقسیم کے کلیئے میں علم الحساب کے تقسیم کا قاعدہ سکھایا اور یہ تو خاص حکم ہے کہ ترکے کی تقسیم کرو اور اگر رشتہ دار یتیم محتاج آ جائیں تو ان میں بھی کچھ تقسیم کیا کرو اللہ تعالیٰ دنیاوی مال و دولت تقسیم کرنے کا حکم دیتا ہے لیکن ظالم جابر غاصب لوگ جمع کے فارمولے کو ہی یاد رکھتے ہیں چاہے سامنے محتاج یتیم مظلوم کا حق ہی کیوں نہ ہو تقسیم اُن کیلئے موت ہے اسی لئے جمع کا عمل ہر انسان جانتا ہے اور تقسیم کا عمل لوگ مشکل سے سمجھتے ہیں۔

منفی (-):۔ ''اور ہم نے نوح کو اُن کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ اُن میں پچاس برس کم ہزار

برس رہے" (سورہ عنکبوت آیت ۱۴)

لہٰذا (۱۰۰۰-۵۰=۹۵۰) یعنی نوح علیہ السلام ۹۵۰ برس اپنی قوم میں رہے۔

اللہ جل شانہ کلام پاک میں نوسو پچاس برس بھی فرما سکتے تھے لیکن حق تعالیٰ جہاں اس آیت میں منفی کا کلیہ اور دیگر بے شمار اشارے تعلیم فرما رہے ہیں وہاں انسان کو زیادہ عمر سے کم عمر اور انسان کو اپنے ذات کی نفی کا تعلیم فرما رہے ہیں۔ اسی لیئے نبی کریم ﷺ نے زیادہ بڑھاپے (زیادہ عمر) سے پناہ مانگی اور بعض اسلاف نے کبھی علاج کی طرف رُغبت نہ کی اس نفی کی وجہ کیونکہ موت دو دوستوں کے درمیاں پُل ہے جو ایک کو دوسرے سے ملاتا ہے یعنی بندے کو اللہ سے ملاتا ہے اور یہی منفی کا کلیہ ذات کی نفی کا لیکر بزرگان دین فرش سے عرش پر پہنچے لیکن آج مسلمانوں کی اکثریت مال و دولت میراث و عمر کے بارے میں صرف اور صرف جمع اور ضرب کے علم کو بہترین جانتے ہیں جب کہ تقسیم و نفی سے بالکل بے خبر و نابلد ہیں جو اصل علم کی بنیاد ہے۔

برابر (=):۔ "اور اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں" (فاطر ۱۹)

"اور نہ اندھیرا اور روشنی" (فاطر ۲۰)

"اور نہ سایہ اور دھوپ" (فاطر ۲۱)

"اور نہ زندے اور مُردے برابر ہو سکتے ہیں" (فاطر ۲۲)

باہم برابر یعنی برابری کے کلیے کلام اللہ میں دوسرے مقامات میں بھی بیان شدہ ہیں جن میں اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ کیا غلام اپنے آقا کے برابر ہو سکتا ہے؟ یا غلام اور آزاد شخص برابر ہو سکتے ہیں؟ گونگا اور اچھی باتوں کی تعلیم دینے والے برابر ہو سکتے ہیں؟ مؤمن اور کافر برابر ہو سکتے ہیں؟ اس کا مطلب حسابی لحاظ سے یہ ہوا کہ (۵) اور (۱) برابر نہیں (۴) اور (۸) برابر نہیں اسی طرح (۵-) اور (۵) برابر نہیں ہیں (۱۰۰-) اور (۱۰۰) برابر نہیں ہیں یہ تو حسابی لحاظ سے قرآن کا مقصد بیان ہے علمی اور عمل کے لحاظ سے قرآن کی یہ آیتیں محتاج تشریح نہیں ہر آیت میں صاف

صاف الفاظ میں اللہ جل شانہ کا حکم اور اعلان عام ہے اللہ جل شانہ کے صاف صاف آسان احکامات کے باوجود آج لوگوں کی نظروں میں گھوڑے اور خچر برابر ہیں عزت دار اور بے عزت برابر ہیں عظمت والے اور بے عظمت برابر ہیں شریف اور غنڈے برابر ہیں متقی اور گنہگار برابر ہیں صراط مستقیم والے اور مغضوب علیہم والے برابر ہیں ہمارا سارا علم الحساب ہماری مرضی وطبیعت کے مطابق ہو گیا ہے اب ہمیں صحیح معنوں میں علم الحساب یوم الحساب ہی میں ملے گا" اور اللہ تعالیٰ انکے تمام احوال کا احاطہ کیئے ہوئے ہیں اور اس کو ہر چیز کی گنتی معلوم ہے (سورہ جن آیت ۲۸)۔

علم الفلکیات (Astronomy)

اسلام سے قبل لوگوں کا خیال تھا کہ زمین ایک نہ ختم ہونے والی پھیلی ہوئی سطح ہے جس کا کوئی کنارہ دائرہ یا اختتام نہیں یہ بہت وسیع وعریض ہے لیکن اولاً قرآن نے نازل ہوکر اس نظریے کو رد کر دیا اور کہا ''اللہ ایسا ہے جس نے سات آسمان بنائے اور ان ہی کی طرح زمین بھی'' اس آیت سے سائنس کو معلوم ہوا کہ زمین کی کوئی مقدار، قطر یا احاطہ ضرور ہے۔ باقی زمینوں کے بارے میں تحقیق جاری ہے کہ کیا ان پر حیات موجود ہے یا نہیں اور یہ کس قسم کی زمینیں ہیں؟ یا دیگر سیاروں کو زمین کہا گیا؟ اس بنیاد پر تحقیق کر کے انسان نے آسمانوں کی وسعتوں کا مشاہدہ کیا بڑھتے بڑھتے انسان آج یہاں تک پہنچا ہے کہ جس زمین سورج اور چاند کو وہ کل تک کُل کائنات سمجھتا تھا یہ تین نہیں بلکہ پورا نظام شمسی کل کائنات کے ایک ذرے کے برابر نکلا زمین کا قطر بارہ ہزار سات سو چوّن (۱۲۷۵۴) کلومیٹر ہے سورج کا قطر چودہ لاکھ کلومیٹر ہے یعنی زمین سے ۱۰۹ گنا بڑا۔ اور امام غزالیؒ نے ہزار سال پہلے بتا دیا تھا کہ سورج زمین سے ۱۶۰ گنا بڑا ہے اسی طرح نظام شمسی کے متعلق اُن کے تمام بیانات آج سائنس درست قرار دے رہے ہیں جسامت چھوڑ کر اب فاصلوں کا اندازہ کیجئے زمین سورج سے پندرہ کروڑ پچاس لاکھ کلومیٹر دور ہے پلوٹو کا سورج سے فاصلہ پانچ ارب اکیانوے کروڑ کلومیٹر ہے۔ کہکشاؤں کے فاصلے متعین ہو رہے ہیں یہ فاصلے ہندسے یا لفظوں میں لکھے نہیں جا سکتے اس لئے نوری سال کی اصطلاح وضع کی گئی نور یعنی روشنی ایک سیکنڈ میں تین لاکھ کلومیٹر سفر طے کرتی ہے اس طرح ایک سال میں تقریباً ۹۵ کھرب کلومیٹر یہ فاصلہ نوری کا سال ہے اب چار ارب کو پچانوے کھرب سے ضرب دیں جو کہکشاں کا ایک سرے سے دوسرے سرے تک کا فاصلہ یا وقت معلوم ہوگا کہ ایک روشنی جو ایک کہکشاں سے چلی وہ ہمارے زمین تک کتنے وقت میں پہنچی۔

تمام تارے نہایت گرم آگ کے گولے ہیں جن کا زمین سے فاصلہ چند لائٹ ائیر میل سے

لیکر کروڑہا لائٹ ائیر میل ہیں اور جسامت میں بھی اکثر اوقات ہمارے سورج سے کئی کروڑ گنا بڑے ہیں آسمان پر ستاروں پر مشتمل کئی کروڑ کہکشائیں یعنی گلیکسیاں ہیں اور ہر گلیکسی میں اربوہا ستارے ہیں اور گلیکسی میں ایک طرف کا ستارہ دوسرے بعید ترین ستارے سے اتنا فاصلہ رکھتا ہے کہ سورج کی شعاع کئی اربوہا سالوں میں طے کرتی ہے اتنے فاصلوں کا اندازہ جدید انسان کیلئے تو حیرت ہوسکتا ہے لیکن مسلمانوں کو محمد رسول ﷺ نے صدیوں پہلے بتایا کہ جب کوئی مسلمان ایک دفعہ سبحان اللہ کہتا ہے تو اللہ جل شانہ جنت میں اس کیلئے ایسا درخت لگاتا ہے جس کے سائے میں عربی نسل کا گھوڑا پانچ سو سال دوڑایا جائے تو بھی اس کا سایہ ختم نہ ہو وہ کونسا جہل ہے جو انسان کو اسلام اور اللہ سے دور رکھ رہا ہے یقیناً یہ انسان کی ذاتی ضد اور لاعلمی ہے تمام گلیکسیاں ایک مربوط طریقے سے گھومتی اور پھیلتی جارہی ہیں ان میں بلیک ہولز اور وائٹ ہولز بھی ہیں اور انتہائی طاقتور میگنیٹک فیلڈز، ویوز، ریز اور قوتیں ہیں جن کو سمجھنے کیلئے ابھی انسان کو صدیوں کی ضرورت ہے قرآن پاک میں چاند سورج، زمین آسمان اور ستاروں کا جابجا ذکر ہے اور بعض مقام پر اللہ نے ستاروں کی قسم بھی کھائی ہے اس قسم کو سمجھنا بھی سمجھ سے بالاتر ہے جب اس کے مخلوقات کا یہ حال ہے کہ سائنس کو پہنچنے کیلئے مزید ہزاروں سال کم از کم چاہیے تو اس خالق ذات لافانی کا تفکر ہم کیسے کریں گے؟ اور کیوں کریں؟

چاند پر انسان کا قدم رکھنا ایسا ہی ہے جیسے انسان اپنے گھر کے چوکھٹ سے پہلا قدم نکالے ابھی تو اس نے ستاروں پر کمند ڈالنے ہیں ''ہم نے تمہارے لئیے رات اور دن سورج اور چاند اور جملہ کواکب کو خاص احکام سرانجام دینے کا حکم دیا ہے۔ درحقیقت عقل مند لوگوں کیلئے اس میں نشانیاں ہیں'' (سورۃ النحل آیت ۱۲)

چاند سورج تاروں کو سجدہ اسلام میں حرام ہے بلکہ یہ انسانوں کی تسخیر کیلئے ہیں مگر انسان کا علم بہت محدود ہے وہ عشرہ پہلے تک کہتا رہا کہ سورج ایک مقام پر ساکن ہے جبکہ باقی سیارے اس کے گرد

گھوم رہے ہیں اب سائنس نے وہ نظریہ رَدْ کر دیا اور اب کہتا ہے کہ سورج بھی گردش میں ہے اور میرے اللہ نے بہت پہلے قرآن مجید میں فرمایا ''اور سورج اپنے مقرر راستے پر چلتا رہتا ہے'' (سورہ یٰسین ۳۸) جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ آفتاب سورج کو زوال ہوگا جبرائیل علیہ السلام نے کہا **'لا'** **'نعم'** یعنی نہیں اور ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کیا بات ہوئی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ **'لا'** کہنے سے نعم کہنے کے وقت تک آفتاب پانچ سو برس کی راہ طے کر گیا دیکھیے اسلام کا فلکیات انہوں نے صدیوں پہلے بتا دیا کہ کائنات کی کتنی وسعت ہے کہ **لا** اور **نعم** کہنے کے درمیان سورج پانچ سو برس کا فاصلہ طے کر گیا اور آج ثابت ہوا کہ تمام کائنات تیز ترین حرکت میں ہے۔ کھربوہا فاصلے طے ہو رہے ہیں اگر انسان صرف کائنات کی وسعتوں پر غور کرے تو یقینی بات ہے کہ وہ ڈر جائے گا کہ کائنات میں انسان بہت تنہا اور غیر محفوظ ہے محض کوئی ماورائی قوت ہے جو انسان کو محفوظ رکھے ہوئے ہے فی الحال انسان کائنات کے معمولی ذرے کے ذرہ نظام شمسی میں محو حیرت اور مختلف سیاروں پر پہنچنے کی تگ ودو میں مصروف ہے نظام شمسی کے علم و معلومات کیلئے سائنس کو ابھی صدیاں درکار ہیں جبکہ باقی تاروں پر شاید انسان کا پہنچنا ناممکن ہو کیونکہ تا حال زمین پر ایسی دھات ملی ہے نہ تیار ہوئی ہے جو ان تاروں کی گرمی میں وجود برقرار رکھ سکے۔ اب تک سائنس اپنی تمام تر کوششوں، آلات کے استعمال سے کائنات کا صرف ۱۰/۱ حصے کی صرف ناپ تول و پیمائش کر سکا ہے نوے فی صد سے زائد کائنات اور مادہ ہماری نظروں سے اب بھی پوشیدہ ہے کہ نہ جانے وہ کیا ہوگا؟ کائنات میں اللہ کی اٹھارہ ہزار مخلوقات میں سے ظاہر و پوشیدہ کا پھر اپنا اپنا دائرہ و قانون ہے۔ قرآن میں نجوم کے متعلق سورہ نجم موجود ہے راقم السطور نے بنظر شوق علم نجوم کا حصول بھی کیا اسلام میں ستاروں پر اعتقاد چونکہ حرام ہے لہٰذا شوق تک بات رہی نجوم کے ذریعے کائنات کے وسعتوں کا اندازہ تک نہ کر سکا اس کی وسعتوں کا اندازہ یا تو انسان کو پاگل کر دیتی ہے یا پھر خوفزدہ کیونکہ میں رحم

مادر میں ماں کی پیٹ کو بہت بڑی دنیا سمجھتا تھا دُنیا میں آنے پر کائنات نے دُنیا کو رحم مادر کہا تو آخرت کی دُنیا و کائنات کیا ہوگی؟ تمام کائنات کی گلیکسیاں تارے ستارے نور کے دیگر منبع گردش میں ہیں سب تیر رہے ہیں ردم کیساتھ بیک وقت بیک ساعت ان اربو ہا ٹکڑوں میں کش مکش اور اپنے اپنے چکر ہیں سب اپنے اپنے دائروں میں ایک قانون نظم وضبط کیساتھ مصروف عمل ہیں گویا وہ کسی عبادت میں مصروف ہیں اور لمحہ بھر کیلئے اپنی دُعا و تسبیح یا فعل سے غافل نہیں ہوتے۔

''کیا تجھ کو معلوم نہیں ہوا کہ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ کہ آسمان اور زمین میں ہیں اور پرندے جو پر پھیلائے ہوئے سب کو اپنی اپنی دُعا اور تسبیح معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کے سب افعال کا پورا علم ہے اور اللہ ہی کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے'' (سورہ نور آیت ۴۱)۔

ہجری اور عیسوی سال حقیقت کیا ہے.....؟

۱۹۹۹ء نئی ہزاری پر بی بی سی کے پروگرام سیر بین میں ایک تبصرہ سنا عالمی نشریاتی اور معلوماتی پروگرام کی ناقص معلومات اور تبصرہ سن کر بہت دکھ ہوا ناچیز کو دکھ اس بات پر ہوا کہ انگلستان کے اس عالمی نشریاتی ادارے پر مشرقی اقوام حد درجہ اعتماد کرتی ہیں ان کی نشر کی گئی ہر بات اور خبر کو حقیقت اور مکمل تصور کیا جاتا ہے مشرقی سامعین کی اس سادگی پر دکھ اور افسوس کے سوا کچھ کیا بھی نہیں جاسکتا کیونکہ ہمارے نشریاتی ادارے اپنے کمزور ارادوں اور ساکھ کے باعث انکا مقابلہ تو درکنار انکی تصحیح اور غلطیوں کی نشاندہی سے بھی کتراتے ہیں اور اس طرح بی بی سی کی نشر کی گئی ہر بات اور جھوٹ کو ہمارے بنائے گئے ذہنوں پر نقش کر دیا جاتا ہے چاہے یہ خبریں ہمارے دین ہی کے خلاف کیوں نہ ہوں؟

بی بی سی کے تبصرے میں بنیادی طور پر کیلنڈر اور سالوں کے آغاز اور دریافت کو موضوع بنایا گیا اور کہا گیا کہ کیلنڈر درمیانی صدیوں میں دریافت ہوا جو کسی چرچ کے پوپ نے تشکیل دیا بقول بی بی سی مذکورہ کیلنڈر ہر لحاظ سے مکمل و قابل اعتبار ہے عیسوی سال کو مستند اور قابل عمل گردانا گیا جبکہ اسلامی سال کے بارے میں کہا گیا کہ یہ صرف اسلامی تہواروں اور مسلمانوں سے متعلق غم و خوشی کے خاص مہینوں کے لئے مختص ہے اور اس کی کوئی اہمیت باقی نہیں۔ میرا مقصد یہ نہیں کہ اسلامی سال کا عیسوی سال سے مقابلہ کروں بلکہ حقیقت کو واضح کرنا چاہتا ہوں کیونکہ فطرت کے تقاضوں پر چلنا ہی حقیقت ہے حقیقت کو عارضی طور پر دبایا جاسکتا ہے لیکن اس کا خاتمہ قدرت کا ہی کام ہوسکتا ہے حقیقت خود ایک طاقت ہے جسے کسی اور طاقت کی ضرورت نہیں ہوتی یہ بھی ہے کہ ہر فرد کو حقیقت مختلف زاویوں سے مختلف نظر آتی ہے جیسے مذکورہ پرگرام کے تبصرے میں مبصر نے صرف اپنا زاویہ نظر پیش کیا تھا تو اسلامی سال پر بھی تحقیق یا دینی علماء سے معلومات کو اس میں شامل کیا جاتا لیکن لگتا ہے کہ اتنے بڑے ادارے کے لئے یہ تکلیف دہ اور مشکل کام تھا بی بی سی نے

عیسوی سال اور کیلنڈر کو کامل اور قابل اعتبار ثابت کرنے کی کافی کوشش کی لیکن حیرت کی بات ہے کہ بی بی سی کو خود عیسوی سال اور کیلنڈر کی تاریخ کے بارے میں لاعلمی ہے اور اندھیرے میں تیر چلاتے ہوئے سال اور کیلنڈر کی خودساختہ کہانی پیش کی ہے جسے اپنے سال تاریخ و کیلنڈر کی خبر نہ ہو وہ اسلامی سال کی اہمیت کیا سمجھے گا۔۔؟ کیلنڈر درمیانی صدیوں میں کسی چرچ کے پوپ نے دریافت نہیں کیا بلکہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ پیدائش سے سال کی گنتی شروع کی تھی حالیہ کیلنڈر بیسویں صدی کے دوسرے عشرے میں دریافت ہوا اور اسے گھنٹوں اور اوقات کے لحاظ سے درست کیا گیا اور اس درست کیلنڈر اور سال میں آج کی تاریخ میں بھی سیکنڈوں کی غلطی موجود ہے چونکہ یہ انسان کا ترتیب شدہ کیلنڈر ہے اس لئے اس میں درستگی کے بعد آئندہ بھی غلطیوں کی نشاندہی ہوتی رہے گی اور ہر ذہن دوسرے ذہن کو غلط تصور کرتا رہیگا۔

رہا اسلامی کیلنڈر کا سوال اور اس کی اہمیت تو اس حقیقت کو رد نہیں کیا جاسکتا کہ فطرت تو فطرت ہے میرے تجزیئے، تحقیق اور حوالہ جات کو بنیاد پرستی کا نام نہ دیا جائے بلکہ حقیقت و فطرت کا نام دیا جائے اور اگر حقیقت اس تحقیق سے عیاں ہو جائے اور حقیقت کا نام بنیاد پرستی ہے تو مجھے یہ لیبل قبول ہے کیونکہ یہ بنیاد پرستی بنیاد درستی کی علامت ہے اسلامی سال ہی نہیں اسلام کے ہر نکتہ نظر اور قانون کا تعلق کائنات کی مختلف کڑیوں سے ہوتا ہوا ذرے ذرے تک ہوتا ہے اسلئے جہاں تک اس تحقیق و جستجو کا تعلق ہے اسے بھی اسلامی سال کی اہمیت کے لئے نامکمل تصور کیا جائے کیونکہ اسکے اور بھی بے شمار پہلو ہیں اور یقیناً ہوں گے یہ تو صرف معمولی تحقیق و جستجو ہمیں سائنس نے بتایا ہے کہ کرہ ارض پر موجود تمام جاندار مرد عورت چرند پرند اور پودے سب کی نشوونما چاند کا زیادہ اثر و تعلق ہے چاند کا بڑھنا گھٹنا زندگی اور کرہ ارض کے مختلف امور پر مختلف اثرات ڈالتے ہیں۔ اسی لیئے ارشاد باری تعالیٰ ہے "یہ (اللہ) غالب دانا کا (مقرر کیا ہوا) اندازہ ہے اور چاند کی بھی ہم نے منزلیں کر دیں یہاں تک کہ (گھٹتے گھٹتے) کھجور کی پرانی شاخ کی طرح

ہو جاتا ہے" (یٰسیٓ آیت ۳۹) ظاہری طور پر چاندنی راتوں میں سمندر کا مست ہونا لہریں پیدا ہونا چکور کا چاند کیطرف اڑنے کی کوشش کرنا علم نجوم میں چاند کے لئے 28 درجات منازل قائم ہیں جس سے زندگی کے تمام امور متعلق ہیں یہ قرآن کے ذکر کردہ منازل ہیں لوگ جانتے ہیں کہ چاند کا زمانہ دو حصوں پر منقسم ہے عروج اور زوال چاند کی یکم تاریخ سے 14 تاریخ تک کا زمانہ عروج کہلاتا ہے جو چاندنی راتیں بھی کہلاتی ہیں اور 14 تاریخ سے آخری تک کا زمانہ زوال کہلاتا ہے جو اندھیری یا تاریک راتیں ہوتی ہیں اب رب العزت نے انسانی سانس کو بھی چاند کی تاریخوں پر منقسم کیا ہے ہر صبح طلوع شمس (طلوع آفتاب) سورج نکلنے کے وقت انسان کے ناک کے نتھنوں میں سے ایک نتھنا جسے سانس کے علم، علم النفس میں سر کہا جاتا جاری ہوگا یعنی ایک نتھنے میں سے سانس زیادہ زور کے ساتھ نکلے گا اور دوسرا سر آہستہ چلے گا یعنی دوسرے کی نسبت کم سانس نکلے گا اس کا امتحان آپ اس طرح لے سکتے ہیں کہ اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو ناک کے قریب لے جائیں اور سروں (نتھنوں) میں سے سانس باہر خارج کریں آپ محسوس کریں گے کہ واقعی ایک سر تیز چل رہا ہے اور دوسرا نسبتاً کم طلوع آفتاب کے وقت جو بھی سر چل رہا ہوگا وہ دو گھنٹے پورا چلے گا اب پورے دو گھنٹے بعد یہ سر کم پڑ جائے گا اور اگلا سر تیز چلے گا گویا سانس ایک سر سے دوسرے سُر کو دو گھنٹے بعد منتقل ہوگی پھر دو گھنٹے بعد یہ پہلی والی سر میں بدل جائے گی اس طرح دو گھنٹے بعد سر بدلتے رہتے ہیں یہ دو گھنٹے کا وقفہ قدرت نے رکھا ہے یہ وقفہ معین کردہ وقت ہے اس میں کمی و بیشی کا مطلب حادثات غم اور خوشی اور مختلف عوارض کا اعلان ہے یعنی اس کمی بیشی کی وجہ سے زندگی میں عوارضات وقوع پذیر ہوتے ہیں اپنے سانس کا مطالعہ و نگرانی رکھیں تو اپنے نیک و بد ہر قسم کے حالات سے قبل از وقت خبردار ہو سکتے ہیں آپ سانس کو معمولی ہوا کا خارج اور جذب ہونا سمجھ کر نظر انداز نہ کریں جن صاحب کو میری ان باتوں اور تحقیق سے انکار ہو میری کتاب "خیال و سانس" کے تجربات و مشاہدات کا ضرور مطالعہ کریں سانس کا یہ اٹل قانون ہے کہ ہمیشہ

چاند کی پہلی تاریخ کو صبح سورج نکلتے وقت بایاں سر یعنی بایاں نتھنا تیز چلے گا اور یہ متواتر تین دن طلوع آفتاب کے وقت چلے گا اس کے خلاف ہو نہیں سکتا (چاند کے طلوع ہونے عیدین اور رمضان میں عوام اور حکام میں ہمیشہ اختلاف پایا جاتا ہے وجہ رویت ہلال کمیٹی کے ارکان ہیں جو بڑی بڑی دربینوں سے بھی بڑے چاند کو دیکھ نہیں پاتے) جب کبھی مختلف مقامات کے عوام میں اختلاف رائے پیدا ہو جائے تو یہ معلوم کرنے کیلئے کہ چاند طلوع ہوا ہے کہ نہیں صبح چاند کی پہلی تاریخ کو طلوع آفتاب کے وقت اپنے سروں پر غور کریں اگر بایاں سر چل رہا تھا تو چاند یقیناً طلوع ہو چکا ہے اور اگر دایاں سر چل رہا تھا تو ابھی چاند طلوع نہیں ہوا یہ آسان قاعدہ ہے جادو ہے نہ فال آپ کے نفس اور فطرت کا کمال چاند طلوع ہونے کا یقین چاند کی پہلی تاریخ کی بجائے آپ 29 یا 30 تاریخ کو بھی کر سکتے ہیں کہ چاند کی کیا تاریخ ہے ان تواریخ کو یاد رکھنے کے لئے یہ جدول یاد رکھیں۔

بایاں سر:..... یکم سے تین، سات سے نو، تیرہ سے پندرہ، انیس سے اکیس، اور پچیس سے ستائیس تواریخ چاند۔

دایاں سر:..... چار سے چھ، دس سے بارہ، سولہ سے اٹھارہ، بائیس سے چوبیس اور اٹھائیس سے تیس تواریخ چاند۔

چاند کی پہلی تین تاریخوں میں بایاں سر چلتا ہے پھر چار پانچ چھ کو دایاں سر.....! علیٰ ہذا القیاس انسانی سانس کی نالی میں پورا کلمہ **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** قائم و درج ہے اور قرآن پاک میں آتا ہے کہ "اللہ نے جس دن زمین و آسمان پیدا کئے اس دن سے خدا کے ہاں مہینوں کی گنتی لوح محفوظ میں بارہ لکھی ہے" (سورہ التوبہ آیت ۳۶) دوسری جگہ ارشاد فرمایا "وہ اللہ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو نورانی بنایا اور اس کی منزلیں مقرر کیں تا کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں بے فائدہ پیدا نہیں کیں یہ دلائل ان

لوگوں کو صاف صاف بتلا رہے ہیں جو دانش رکھتے ہیں'' (سورہ یونس آیت ۵) ثابت ہوا کہ چاند کی منزلوں کے جو سال اور مہینے اور کلینڈر ہوتے ہیں وہ حقیقی اور فطری ہیں کیونکہ اسلام میں سال ماہ دن کا حساب حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے ہے اب اگر سائنس دان متعصب ذہن والے یہ کہیں گے کہ چرچ کے پوپ نے درمیانی صدیوں میں جو عیسوی کلینڈر دریافت کیا وہ درست اور آخری ہے تو ہم وہ بھی ماننے کو تیار ہیں کیونکہ چرچ کے پوپ کا کلینڈر قرآن سے نقل ہے جو پوپ نے اپنے نام سے منسوب کیا ہے قرآن میں مہینہ کے لیئے لفظ شھر آیا ہے اور دن یا روز کیلئے یوم آیا ہے قرآن میں شھر لفظ ۱۲ مرتبہ آیا ہے یہ بارہ مہینے ہوئے اور قرآن میں لفظ یوم ۳۶۵ بار آیا ہے یہ عیسوی سال کے دن ہوئے جو بارہ مہینوں میں ترتیب سے تقسیم کیئے گئے ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ دونوں سال عیسوی سال اور ہجری سال دونوں اسلام کے ہیں اسی لیئے ہمارے عبادات اور تہوار دونوں حساب یعنی شمسی وقمری کے محتاج ہیں ہمارے روزے، حج، عیدین فضیلت کی راتیں قمری حساب سے ہوتے ہیں اور ہماری نمازیں، افطار، سحری، شمسی حساب سے ہوتے ہیں ۔قرآن نے دونوں حساب ہمیں دیئے غیروں کا شمسی وقمری حساب سے کیا تعلق ؟ عیسوی اور ہجری سال لازم وملزوم ہیں اسلیئے ایسے کلیے اور جدولیں ہیں کہ عیسوی سال سے ہجری سال کے دن ماہ اور تاریخ معلوم کیئے جاسکتے ہیں اور ہجری سال سے عیسوی کے اب آگے دیکھئے اسلام اور اس کا ارفع واعلیٰ فلسفہ سال وماہ کہ اللہ نے انسان کی زندگی سانس کی تعداد پر مقرر کی ہے اور ہر سانس سانس کی نالی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں سے ہو کر گزرتی ہے اور سانس کا دارومدار چاند پر منحصر ہے اور اسلام کی تاریخ مہینہ سال بھی چاند پر قائم ہے ہر قوم اور زمانے کے سال اور مہینے چھوٹے بڑے ہوتے ہیں لیکن دیکھیں کہ اسلامی تاریخ مہینہ اور سال کیلینڈر فطرت کے تقاضوں اور اصولوں کے عین مطابق ہے" کیونکہ انسانی سانس کا ہر لمحہ کلمہ طیبہ اسلامی تاریخ، اسلامی مہینہ اسلامی سال اور اسلامی کیلنڈر کا محتاج ہے "اس حقیقت اور فطرت سے ایک اور بات

اور حق غالب آتا ہے کہ دنیا میں ہر انسان چاہے وہ یہودی ہو یا عیسائی، ہندو ہو یا بدھ مت یا لادین اس کے سانس کا ہر لمحہ اسلامی کلمہ اسلامی سال بارہ مہینوں کا محتاج ہے انسان کا پیدا ہونا بڑھنا جوان ہونا بیمار ہونا بوڑھا ہو جانا اور پھر مر جانا یہ سب قدرت کے تقاضوں پر چلنا ہے لیکن ایمان بالقلب نہیں ہوتا اس لئے شعوری مسلمان نہیں کہلاتا ورنہ اگر انسان سائنسی یا اسلامی طور سے غور کرے تو وہ مسلمان ہے لیکن امنت باللہ ایمان مفصل سے غافل و لاپروا ہو کر خود جہنمی کہلانے کی دنیاوی اور اخروی تصدیق کرتا ہے خدا نے اسے زندگی بطور انسان بخشی لیکن وہ نجس جانوروں کو بھی پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اس بارے میں دنیا کے کسی اور مذہب وعقیدے کے پاس اگر اپنے سال، سانس اور مذہب کیلئے کوئی ثبوت یا دلیل ہے تو پیش کرے جو ناممکن ہے کیونکہ بی بی سی نے پانچ سال میں تا حال جواب نہیں دیا تو پھر حقیقت وفطرت اور فطری مذہب اسلام کو قبول کرنے میں نفس کو مات دو جس میں دونوں جہانوں کا فائدہ ہے اسلام کے قوانین پر غور کیا جائے تو ہر انسان دنیا میں کہہ اٹھے گا کہ "میں مسلمان ہوں"۔

لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ

خلاء اور فضا کا علم

(The Study Of Air & Space)

ہم نے ہزاروں سال قبل کہا کہ الیاس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ آسمانوں پر لے گئے اور وہ وہاں ہمارے لیئے جنت کے کپڑے تیار کر رہے ہیں تو کافر ہنسے؟ ہم نے عیسٰی علیہ السلام ابن مریم کے بارے میں کہا کہ انہیں اللہ تعالیٰ صلیب سے اُٹھا کر آسمانوں پر لے گئے اور قرب قیامت میں پھر آ کر شریعت محمدی ﷺ کا نظام چالیس برس چلائیں گے تو عیسائیت ہنسی؟ ہم نے تخلیق زندگی کے ساتھ ہی کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک بزرگ ترین فرشتہ جبرائیلؑ زمین پر آتا ہے اور پلک جھپکنے میں خلاء وفضا سے نکل جاتا ہے آسمانوں اور ستاروں کی مسافت طے کرتا ہے تو بھی کفر ہنسی؟ ہم نے کہا کہ اور بے شمار ملائکہ ہیں جو آتے اور جاتے ہیں تو بھی دُنیا کے نادان لوگ ہنسے؟ اور جب میرے آقا حضرت محمد مصطفٰے ﷺ بذات خود آسمانوں پر تشریف لے گئے معراج ہوئی اور واپس تشریف لے آئے اور یہ واقعہ بیان فرمایا تو کفار نے کہا یہ جھوٹ ہے (نعوذ باللہ)۔

آپ ﷺ کے زمانے ہی میں یہ صداقت چند واقعات سے بالکل ثابت ہوا اور کفر وظلمت حیران وپریشان ہی رہی۔

ہم خلا وفضا کے علم سے تخلیق زندگی سے قبل واقف ہیں جس چاند پر قدم رکھنے کو آج آپ کمال وفخر سمجھتے ہیں، ہم اُسے انگلی کے اشارے سے کل دو حصّے کر چکے ہیں اسلام خلاء وفضاء میں جانے کو عام سمجھتا ہے اور بعض نادان خاص سمجھتے ہیں اسلام کی جس بات پر کل لوگ انگشت اُٹھاتے آج اسی کیلئے قدم اُٹھاتے ہیں قرآن پاک نے صاف واضح الفاظ میں بتا دیا ہے کہ انسان کیلئے فضاء میں نکلنا ممکن ہے۔

''اے جن وانس کے گروہ !اگر تم کو یہ قدرت ہے کہ آسمان اور زمین کی حدود سے باہر نکل

جاؤ تو نکلو مگر بدون زور کے نہیں نکل سکتے'' (سورۃ رحمٰن ۳۳)

یہ قرآن پاک کا اعلان ہے ترغیب ہے کہ نکل جاؤ مگر بغیر زور کے نہیں نکل سکتے تب انسان نے پہلے ایندھن ٹیکنالوجی کا بندوبست کیا قوت وزور کو بروئے کار لا کر انسان فضاء سے باہر خلاء میں نکلا یہ ہے کشش ثقل کا پہلا قانون جو قرآن نے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ زمین سے بغیر زور کے نہیں نکل سکتے کیونکہ اس کی کشش تمہیں جانے نہیں دے گی البتہ زور قوت لگانے سے آپ اس کی کشش سے آزاد ہو سکتے ہیں۔

آج جہاز جیٹ خلائی شٹل سب ایک روٹ پر سفر کرتے ہیں آپ نے دُنیا کے جس بھی ملک کا سفر کرنا ہو جہاز کا روڈ کی طرح اپنا روٹ ہے اس روٹ یا روڈ کے بغیر حادثات ہی واقع ہوں گے خلائی شٹل کا اپنا روٹ اور روڈ ہے ان روٹس کی نشاندہی اسلام میں بہت پہلے ملتی ہے آسمان اور فضاء کی راہوں کا علم اسلام میں عام ہے سائنس فی الحال ایک چند راہوں سے آگاہ ہو چکا ہے، جبکہ اسلام تمام راہوں اور راستوں سے واقف ہے جس پر مردہ مسلمانوں کی روحیں سفر کر کے مختلف مقامات پر پہنچ جاتی ہیں زندگی نیک و بد گزارنے کے مطابق روحیں اپنے اچھے و برے مسکن پر پہنچ جاتی ہیں اسلاف دین اولیاء بزرگ صالحین لطائف کے ذریعے آسمانوں عرش تک آتے جاتے ہیں اور کل سائنس کی جدید ترقی یہ ہوگی کہ آدمی تنہا بھی جہاز شٹل وغیرہ کے بغیر ہوا اور فضا میں اُڑا کرے گا مگر بدون زور کے وہ بھی اُڑ نہ سکیں گے جس طرح اولیاء اللہ ذکر اللہ کے زور کے بغیر سفر طے نہیں کر سکتے۔

علم الحیوانات (Zoo logy)

اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے تمام جاندار اور بے جان چیزیں حکمت و مصلحت کیلئے بنائی ہیں اس کے نظام میں ذرہ بھی بے کار نہیں اور کوئی چیز نکمی نہیں ہے اور اسلام وہ واحد نظام وضابطہ حیات ہے جس نے ہر شئے کیلئے قانون مقرر کیا اسلام صرف انسانوں کا مذہب نہیں صرف آدمیوں کیلئے قانون نہیں بلکہ وہ ہر ذی حیات کیلئے ضابطہ اور قانون ہے یہ فطری قانون دینے والی ذات اللہ ہی ہوسکتی ہے جو ہر فطرت کو ٹھیک ٹھیک جانتی ہے اسلام کے مطابق جانور آپس میں اپنی زبان میں باتیں کرتے ہیں اور سوجھ بوجھ و احساسات بھی رکھتے ہیں جانوروں میں سے جو دوسرے جانور پر ظلم کرے گا تو روز قیامت اس کا بھی بدلہ ہوگا اسی طرح اگر کوئی انسان جانوروں پر ظلم کرے گا یا رحم کرے گا تو بھی اس کا سزا و جزا ملے گا آج ہم مختلف نشریات پر دیکھتے ہیں کہ مغربی اقوام جانوروں سے متعلق فلمیں جن میں وہ جانوروں پر مختلف تحقیق اور جانوروں پر رحم و ہمدردی کے انسانی فرضیات دِکھاتے ہیں اور ہم یہ دیکھ کر کہتے نہیں تھکتے کہ دیکھو کفار جانوروں تک کا کتنا خیال کرتے ہیں؟ لیکن ہمیں علم نہیں کہ یہ رحم و ہمدردی اور سلوک کا قانون کس نے بنایا اور کس نے پیش کیا کس نے تاکید کی؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''تمام جانور انسانوں کی طرح گروہ (اُمت) ہیں''

حضرت سلیمان علیہ السلام ان کی زبان سمجھتے تھے اور ان سے باتیں بھی کرتے تھے اور جہاں تک جانوروں پر تحقیق کے موجودہ محظوظ والے طریقے جو میڈیا پر دکھائے جاتے ہیں چیونٹی سے لیکر ہاتھی تک اور مکھی سے لے کر عقاب تک کے عجیب و غریب اور حیرت انگیز مناظر جنہیں لوگ بڑی دلچسپی سے دیکھتے ہیں اور دوسروں کو بڑے شوق سے حال سناتے ہیں یہ بالکل عجیب و غریب نہیں ہیں نہ ہی حیرانگی کے قابل کیونکہ میلوں دور کیمرے انہیں فلمبند کر لیتے ہیں اور ان کی حرکات وسکنات اور رہنے کے طریقے دیکھ دیکھ کر ماہرین اس پر تبصرہ کر لیتے ہیں اور ان کی خُو بُو سے ہمیں

آگاہ کرتے ہیں۔

حیرت کی بات تو تب ہے کہ کیمرے نہ ہوں اور ہر چرند پرند پر بیان پیش کیا جائے اور یہ اس قدر مصدقہ ہوں کہ اسمیں کلام نہ ہو آپ کو یہ پڑھ کر سب سے زیادہ حیرت ہوگی کہ آج تک آپ نے جتنے چینل حیوانات پر دیکھے ہیں جتنی معلومات اکٹھی کی ہیں وہ سب مناظر معلومات مسلمان بزرگ سائنسدان حضرت علامہ کمال الدین دمیری اور امام ذکریا بن محمد بن محمود قزوینی رحمہ اللہ علیہما کی دو کتابوں ''حیاۃ الحیوان'' اور ''عجائب المخلوقات'' کے سامنے ہیچ ہیں ٹیلی ویژن کے اسکرین پر جانوروں کے خوبصورت مناظر اور شکار کے طریقے وغیرہ دیکھے جاتے ہیں مسلمان بزرگوں نے اپنی کتابوں میں جنگلی بری و بحری اور ہوائی جانوروں کی شکلیں صورتیں عادتیں رنگ ڈھنگ ان کی طبعی مقتضیات اور جہاں جہاں پائے جاتے ہیں مقامات کو اس قدر تحقیق و تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ پڑھنے والے کے سامنے مذکورہ جانور چلتے پھرتے نظر آتے ہیں اور ان کے بارے میں اس قدر علم و تفکر بیان کیا گیا ہے کہ آج کے جدید سائنسی معلومات بھی عاجز ہیں ان معلومات میں حیوانوں کے طرز عمل سے ایمان افروز مثالیں اور اسلامی تاریخ کے واقعات دیئے گئے ہیں ان کے اعضاء کے طبعی طبی سحری اثرات و خواص کا تفصیلی و تجرباتی ذکر بھی ہے حلال و حرام کے شرعی جواز اور خواب میں دیکھنے کی تعبیر بھی ہے ان کے عجائبات کی کوئی انتہا و شمار نہیں کسی کی کیا مجال کہ ان عجائبات کو پہچان سکے یا بیان کر سکے ہم یہاں ایک دو نقل بیان کرتے ہیں کہ علم الحیوانات کے متعلق دوسرے جانوروں کیلئے خود دلچسپی لیکر حقیقی علم کیلئے آپ متلاشی بنیں۔

چوہا:۔ چوہا بہت ہی مفسد اور مضر جانور ہے قیمتی کپڑے اور ضروری کاغذات کو تباہ کر دیتا ہے بعض اوقات چراغ کی بتی کو لے بھاگتا ہے جس سے مکان اور مکان والے سب جل جاتے ہیں کھانے پینے کی چیزوں کو خراب کر دیتا ہے (اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ رات کو سونے سے پہلے ہر قسم کی آگ بُجھا دیا کرو کیونکہ شیطان چوہے کو اس شرارت پر آمادہ کرتا ہے اور آج

جدید دور میں ہیٹر نہ بجھا دیئے جائیں تو گیس سے دم گھٹ جاتے ہیں) بعض نے کہا کہ اس کا حافظہ بہت کمزور ہے اس لیئے کہ بلّی کو دیکھ کر بل میں گھس جاتا ہے مگر پھر جھٹ نکل آتا ہے اُسے یاد ہی نہیں رہتا کہ ابھی ابھی تو میں بلّی سے بھاگ کر آیا ہوں مگر دوسروں نے کہا ہے کہ چوہے کی عجیب وغریب حرکتوں کے پیش نظر نہیں کہا جاسکتا کہ اس کا حافظہ کمزور ہے چناچہ کسی تنگ منہ والی بوتل سے اسے تیل پینا منظور ہو تو یہ بوتل کے منہ میں اپنی دُم ڈال کر اُسے تیل سے بھگو کر باہر نکالتا ہے اور چاٹ لیتا ہے پھر دوبارہ دُم ڈال کر اُسے تیل سے بھگو کر باہر نکالتا ہے اور چاٹتا ہے اسی طرح کرتا جاتا ہے حتّٰی کہ بوتل خالی ہو جاتی ہے اور اگر کسی بوتل میں تیل تھوڑا ہو اور اسکی دم وہاں تک نہ پہنچتی ہو تو پہلے بوتل میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں ڈال دیتا ہے تا کہ تیل کی سطح اُوپر آجائے اور یہ اپنا عمل جاری رکھ سکے اور اگر اُسے انڈہ لے بھاگنا منظور ہو تو دوسرے چوہے کو بلاتا ہے پھر ایک تو انڈے کو چاروں طرف سے تھامتا ہے اور دوسرا اُس کی دُم پکڑ کر گھسیٹتا ہے اور یوں دونوں مل کر انڈے کی چوری کر کے لے جاتے ہیں اور اگر اخروٹ کو لے جانا چاہیں تو اس طرح کرتے ہیں کہ اُسے اُٹھا کر دوسرے کی پیٹھ پر رکھ دیتا ہے اور پھر اپنی دُم سے اس اخروٹ کو اُوپر سے دبائے رکھتا ہے تا کہ وہ اس کی پیٹھ سے گر نہ جائے اس طرح یہ گاڑی اخروٹ کو لے کر چلتی ہے۔ اور اخروٹ غائب ہو جاتا ہے اور اگر چوہا کسی ایسے پانی کے برتن میں گر جائے جس سے وہ نکل نہ سکے تو دوسرا چوہا آتا ہے اور اس برتن کے کنارے کو اپنے دونوں ہاتھوں سے مضبوط تھام کر اپنی دُم نیچے لٹکاتا ہے تا کہ گرا ہوا چوہا اُس کی دُم کو پکڑ کے باہر آجائے جنگلی چوہا گھروں میں نہیں رہتا یہ اپنا بل بڑا گہرا بناتا ہے اور زمین کے اندر دائیں بائیں اُوپر نیچے کئی گوشے بنالیتا ہے تا کہ دُشمن جانور اگر اندر آگھسے تو یہ اِدھر اُدھر چھپ سکے ان جنگلی چوہوں کا ایک رئیس ہوتا ہے اپنے رزق کی تلاش میں نکلنا انھیں جب منظور ہو تو سب سے پہلے رئیس نکلتا ہے اور اچھی طرح دیکھ بھال کرتا ہے کہ کوئی دُشمن تو نہیں ہے اگر میدان صاف ہو تو چیختا ہے اس کی چیخ سن

کر تمام چوہے باہر نکل آتے ہیں اور اگر وہ کسی دشمن کو دیکھ لے تو فوراً بل میں آ کر سب کو باہر نکلنے سے روک دیتا ہے میدان صاف پا کر جب سب نکلتے ہیں تو رئیس کسی اُونچے مقام پر بیٹھ کر دُشمن کو دیکھتا رہتا ہے اور باقی چوہے رزق کی تلاش میں لگ جاتے ہیں رئیس کا یہ فرض رہتا ہے کہ وہ دشمن کی دیکھ بھال کرے اگر دشمن آجائے تو وہ چیخے تا کہ سب اپنی اپنی پناہ گاہوں میں گھس جائیں رئیس کی اس ڈیوٹی کے بدلے سب چوہے تلاش کردہ رزق میں سے سب سے پہلے اس رئیس کا حصہ نکالتے ہیں اور اگر رئیس کی غفلت سے دشمن کسی چوہے کو آدبوچے تو سب کے سب چوہے متفق ہو کر رئیس صاحب کو کھا جاتے ہیں چوہے کی ایک ایسی قسم بھی ہے جسے رُوپے پیسے سے بڑا پیار ہوتا ہے اسے پیسے کہیں سے مل جائیں تو اُن سے کھیلتا ہے پیسے زیادہ ہوں تو اُن میں سے ایک ایک اُٹھا کر نکالتا ہے پھر ایک ایک کر کے واپس ڈالتا ہے۔

برائے دفع موش از کشت:۔

کھیت کو چوہے سے بچانے کے لیے یہ تعویذ بانس کی چھڑی میں باندھ کر وہ چھڑی کھیت کے چاروں طرف پھرا کر ایک جگہ گاڑ دے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. بحرمة بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الٰہی بحرمۃ بایزید عثمانی از شر موش نگہدار۔

تجربے

چوہے کا سر کپڑے میں باندھ کر سر پر باندھا جائے تو سر درد جاتا رہتا ہے۔ اور مرگی کے مریض کیلئے بھی مفید ہے۔ چوہے کی آنکھ ٹوپی میں باندھ لی جائے تو چلنا آسان ہو جاتا ہے اور چلتے ہوئے تھکاوٹ نہیں ہوتی اور جس گھر میں بھیڑیئے یا کُتے کا براز جلا کر اُس کا دھواں دیا جائے وہاں سے چوہے بھاگ جاتے ہیں اور اگر کبوتر کی بیٹ آٹے میں گوندھ کر ڈالی جائے تو جو چوہا اُسے

کھالے گا مر جائے گا۔اور اگر چوہا پکڑ کر اُس کی دُم کاٹ کے کمرے کے درمیان میں دبا دی جائے تو جب تک وہ دُم دبی رہے گی اس کمرے میں کوئی چوہا نہ آئے گا اور کالی خچر کے پاؤں کا ناخن (کُھر) جلا کر اُسکا دھواں دیا جائے تو چوہے بھاگ جاتے ہیں اور جسے چوتھے کا بخار ہو چوہے کی آنکھ اگر اُس کے گلے میں لٹکا دی جائے تو بخار اُتر جاتا ہے اور چوہے کا پیشاب کاغذ پر لکھے ہوئی الفاظ وحروف کو مٹا دیتا ہے (حتٰی کہ بلاک پر بھی اگر چوہے کا پیشاب پڑ جائے تو بلاک خراب ہو جاتا ہے)۔

تعبیر

چوہے کا خواب میں دیکھنا رزق کی علامت ہے کیونکہ چوہے وہیں ہوتے ہیں جہاں غلہ ہو۔

حکم

حرام ہے۔

ہمارا تبصرہ

☆ طالب دُنیا بھی ایک چوہا ہے جو دُنیا کی خاطر دین کا قیمتی سامان برباد کر دیتا ہے اور فتنہ وفساد کی آگ بڑھکانا بھی اس کا کام ہے۔

☆ دنیا حاصل کرنے کیلئے یہ عجیب وغریب ڈھنگ استعمال کرتا ہے۔

☆ راشی اگر مال حرام براہ راست نہ لے سکے تو چوہے کی دُم کی طرح کئی دُمیں موجود ہوتی ہیں جن کے واسطے سے وہ اپنی چاٹ پوری کر لیتا ہے۔

☆ قوم وملّت کے دشمن ملک وملت کے سامان کو اُڑانے کے لیے دو چوہوں کی طرح مل بھی جاتے ہیں اور مل جل کر قوم کا نقصان کر ڈالتے ہیں ۔اور اگر ایک غدار پکڑا جائے تو دوسرا اس کی

مدد کو آ پہنچتا ہے۔

☆ بدعقیدہ شخص بھی جنگلی چوہا ہے جس کا راز بڑا گہرا ہوتا اور اس نے اپنے مختلف اقوال لکھ رکھے ہوتے ہیں تا کہ وہ آسانی سے گرفت میں نہ آسکے۔

عقاب:۔ یہ بڑا قوی اور تیز نظر پرندہ ہے یہ تین انڈے دیتا ہے اور جب انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں تو ایک بچے کو نیچے پھینک دیتا ہے تین بچوں کی پرورش اسے بوجھ معلوم ہوتی ہے اس لیے ایسا کرتا ہے اور جس بچے کو وہ پھینک دیتا ہے اُس کی پرورش ایک اور پرندہ جس کا نام سرالعظام ہے کرنے لگتا ہے سرالعظام پرندے کی عادت ہی یہ ہے کہ جس پرندہ بچہ کو لاوارث دیکھتا ہے اُس کی پرورش کرنے لگتا ہے۔

عقاب بڑا سریع السیر پرنڈہ ہے یعنی اسکی رفتار بڑی تیز ہوتی ہے دوپہر کو عراق میں ہو تو شام تک یمن پہنچ جاتا ہے اس کی نظر میں کمی آجاتی ہے تو اس کے بچے اسے پشت پر بٹھا کر ایک پہاڑی چشمے پر لاتے ہیں جس میں وہ نہاتا ہے اور نہانے کے بعد پھر دھوپ میں بیٹھتا ہے تو اس کے سارے بال و پر جھڑ جاتے ہیں اور پھر نئے اُگتے ہیں پھر وہ دوسری مرتبہ اسی چشمے میں نہاتا ہے تو اس کی جوانی پھر لوٹ آتی ہے اور نظر بھی ٹھیک ہو جاتی ہے اور یہ سب خدا کی قدرت کا کرشمہ ہے۔

عقاب کے جگر میں کوئی خرابی ہو جائے تو وہ خرگوش یا لومڑی کا جگر کھاتا ہے۔ تو اس کی شکایت رفع ہو جاتی ہے اور کسی پرندے کا گوشت کھائے تو اس کا دل نہیں کھاتا سانپ کو کھائے تو اُس کا سر نہیں کھاتا حجر العقاب یعنی عقاب کا پتھر یہ ایک کھجور کی گٹھلی کے برابر پتھر ہوتا ہے جسے ہلاؤ تو اُس کے اندر سے ایک خاص قسم کی آواز سنائی دیتی ہے توڑو تو اندر کچھ نہیں ہوتا یہ پتھر عقاب کے گھونسلے میں رہتا ہے اگر کوئی شخص عقاب کے گھونسلے کی طرف بڑھے تو عقاب یہ پتھر آدمی کی طرف پھینک دیتا ہے تا کہ وہ یہ پتھر لے لے اور اُس کے گھونسلے کو نہ چھیڑے۔

اس پتھر کی یہ تأثیر ہے کہ حاملہ عورت کے بچہ پیدا نہ ہوتا ہو تو یہ پتھر اس کے گلے میں لٹکانے سے

بچہ فوراً پیدا ہو جاتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک بار ہُدہُد کو جب اپنے دربار سے غیر حاضر پایا تھا تو آپؑ نے عقاب ہی کو حکم دیا تھا کہ جائے اور اُس کی تلاش کرے چنانچہ عقاب نے اس قدر بلند پرواز کی کہ دائیں بائیں آگے پیچھے ساری دُنیا کو اس طرح دیکھنے لگا جس طرح آدمی کے سامنے کوئی پیالہ رکھا ہوتا ہے پھر اُس نے ہُدہُد کو یمن کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا اور اُسے بتایا کہ سلیمان علیہ السلام تمھاری غیر حاضری پر ناراض ہیں اور مجھے اُنھوں نے تمھاری تلاش کے لیے بھیجا ہے قریش مکہ نے جب کعبہ شریف کی تعمیر شروع کی تو اچانک ایک بڑا سانپ نکل آیا جو کسی کو آگے بڑھنے نہیں دیتا تھا اتنے میں ایک عقاب آیا اور اُس نے سانپ پر حملہ کر کے اُسے اُٹھا کر کہیں دور جا کر پھینک دیا۔

شاہ روم قیصر نے شاہِ فارس کسریٰ کو ایک عقاب بھیجا اور اُسے لکھا کہ اِسے شکار کرنا سکھاؤ یہ تمھارا بڑا اچھا سپاہی اور شکاری ثابت ہوگا چنانچہ شاہِ فارس نے اس عقاب کو شکار کرنے کی تعلیم دی اور ایک دن بھوکا رکھ کر اُسے جب چھوڑا تو اُس عقاب نے شاہِ فارس کے بیٹے ہی کو پھاڑ کھایا شاہِ فارس نے کہا شاہِ روم نے گھر بٹھائے اور بغیر لشکر کشی کے مجھ پر حملہ کیا اور جنگ جیت گیا۔

تجربے

عقاب کے پر جلا کر دھواں دینے سے گھر میں کوئی سانپ ہو تو وہ مر جاتا ہے اس کی چربی زیتوں کے تیل میں پگھلا کر درد نقرس اور وجع المفاصل کے مریض پر ملنے سے مرض جاتا رہتا ہے۔

تعبیر

خواب میں عقاب نظر آئے تو دشمن پر فتح و ظفر کی علامت ہے۔

حکم

حرام ہے۔

ہمارا تبصرہ

☆ عقاب کی یہ سنگدلی اور اس کا جانورپن ہے کہ وہ محض اس خیال خام سے کہ اتنے بچوں کی پرورش کیسے ہوگی اپنے ایک بچّے کو پھینک دیتا ہے آج مسلمان رزق کی خاطر اپنے بچے قتل کرتے ہیں جنہیں قرآن نے منع فرمایا ہے۔

☆ لاوارث بچّوں کی دیکھ بھال نہ کرنا نہ صرف یہ کہ انسانیت ہی کے خلاف ہے، بلکہ ایسے بے رحموں سے ایک پرندہ ہی اچھا ہے جو لاوارث بچّے کی پرورش کرنے لگتا ہے۔

☆ جس خدا نے ایک پرندے کی رفتار میں اس قدر تیزی پیدا فرمادی ہے، اسی خدا کی عطا سے کسی مقبول خدا کی سرعت سیر کا کوئی انکار کیوں کرے؟

☆ بوڑھے ماں باپ کی خدمت نہ کرنے والا برائے نام انسان جانوروں سے بھی گیا گذرا ہے۔

ہم ایسی سب کتابیں قابل ضبطی سمجھتے ہیں
کہ جن کو پڑھ کے بیٹے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

☆ عقاب کی بلند پروازی اور پھر اس کی یہ وسیع النظری کہ ساری دُنیا کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے کو پیالے کی طرح دیکھ لے۔ پھر خدا کے مقبولوں اور بالخصوص سرور عالم ﷺ کی وسعت نظر سے انکار کرنا کس قدر بدبختی کی دلیل ہے۔

☆ عقاب نے جب ساری دُنیا کو دیکھا تو ''كَالْقَصْعَةُ بَيْنَ يَدَيِّ الرَّجُلِ'' یعنی جس طرح آدمی کے سامنے پیالہ تو حضور ﷺ کے ارشاد ﴿كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى كَفِّيْ هٰذا﴾ ''یعنی میں ساری دُنیا کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح اپنی اس ہتھیلی کو'' کا انکار کرنا کتنی بڑی گمراہی ہے۔

☆ عقاب کی تیز رفتاری اگر مسلم ہے تو اللہ کے مقبولوں کی سرعت سیر کا اور مقبولوں کے سردار ﷺ کے واقعہ معراج کا انکار کرنا گمراہی و جہالت کیوں نہ ہو؟

ہویل:۔ یہ ایک قسم کی بڑی مچھلی ہے لیکن فرق یہ ہے کہ یہ انڈہ نہیں دیتی بلکہ بچّہ جنتی ہے اور اس کو اپنی چھاتی سے دودھ پلاتی ہے اس کا جسم ہاتھی سے بھی کئی گنا بڑا ہوتا ہے یہاں تک کہ چالیس گز کے قریب لمبا منہ ایسا چوڑا کہ جس میں ایک کشتی سما سکے دُم ایسی کہ جس کی ٹکّر سے جہاز تک ٹوٹ جائے اور وزن ہزاروں من ہوتا ہے اس کے اندر سے بہت چربی نکلتی ہے اس لیے اس کا شکار بہت کیا جاتا ہے ملّاح لوگ جہازوں پر بیٹھ کر اس کا تعاقب کرتے ہیں جب سانس لینے کیلئے منہ باہر نکالتی ہے تب ہی برچھیاں لے کر مارتے ہیں یہاں تک کہ بے دم ہو کر اُلٹ جاتی ہے تب اس کو رسّوں سے کھینچ کر اور جہازوں پر لاد کر کنارے پر لے آتے ہیں جہاں اس کی چربی کاٹ کر نکالی جاتی ہے اور ہزاروں روپے میں بکتی ہے اس کی ہڈیاں عمارت کے کام آتی ہیں یہ شمالی اور جنوبی برف کے سمندروں میں بکثرت پائی جاتی ہے اس کا پھیپھڑا انسان کے موافق ہوتا ہے اس لیے پانی کے اندر سانس نہیں لے سکتی اور نہ سمندر کی تہہ میں رہ سکتی ہے اس کی جسامت دیکھ کر خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس کو کسی قسم کا خوف نہ ہوگا سمندر کے تمام جانور اس سے ڈرتے ہوں گے اور اس کے تابع ہوں گے مگر ایسا نہیں ہے چند قسم کی چھوٹی مچھلیاں بھی اسکو بڑا دق کرتی ہیں اور اپنے لمبے سینگوں سے اس کو گود گود کر مار ڈالتی ہیں۔

ہویل کو اپنے بچّے سے بڑا پیار ہوتا ہے اگر شکاری اس پر حملہ کرے تو وہ بچّے کو دھکیل کر سمندر میں ڈبو دیتا ہے اور آپ شکاری کے سامنے پڑ کر برچھیاں اپنے جسم پر لیتا ہے مرنا قبول کرتا ہے مگر شکاری کو یہ موقعہ نہیں دیتا کہ وہ اس کے بچّے کو پکڑ لے۔

تبصرہ

☆ ناعاقبت اندیش اور مغربی تہذیب میں رنگا ہوا مسلمان اگرچہ ہی ہے مگر فرق یہ کہ یہ نماز نہیں پڑھتا۔ بلکہ ڈانس کرتا ہے اور اغیار کو اپنی چھاتی سے لگاتا ہے۔

☆اس کا فیشن مغرب سے بھی کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔

☆اس کا ملحدانہ و بیباکانہ منہ اتنا کھلا ہوتا ہے کہ حرام مال کی کشتیاں بھی اس میں سما جاتی ہیں

☆ گستاخی کی دم ایسی کہ جس کی ٹکر سے ایمانی جہاز بھی ٹوٹ جائے۔

☆اس کی فرعونیت دیکھ کر یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اسے کسی قسم کا اندیشہ وفکر نہ ہوگا مگر ایسا نہیں بعض دفعہ ایسا گھبرا جاتا ہے کہ اسی گھبراہٹ میں اس کا ہارٹ (Heart) فیل ہو جاتا ہے۔

زامور:۔ زامور ایک چھوٹی سی مچھلی کا نام ہے یہ مچھلی انسان کی آواز بڑی محبت سے سنتی ہے اور اُسے اُس آواز سے بیحد انس ہے اسی لیے یہ کشتیوں کے ساتھ ساتھ رہتی ہے تا کہ انسانوں کی آواز سنتی رہے جب یہ کسی بڑی مچھلی کو کشتی پر حملہ کرنے کے لیے آتے ہوئے دیکھ لیتی ہے تو یہ فوراً اُس کی طرف لپک کر اُس کے کان کے اندر گھس جاتی ہے اور اُس کے دماغ میں کاٹنا شروع کر دیتی ہے بڑی مچھلی شدّت تکلیف سے کشتی سے رُخ موڑ کر ساحل کی طرف دوڑتی ہے تا کہ کسی پتھر پر اپنا سر مارے چنانچہ جب اُسے کوئی کنارہ یا پتھر نظر آتا ہے تو وہ اُس پر زور زور سے اپنا سر مارنے لگتی ہے اور اسی طرح سر مار مار کر مر جاتی ہے زامور کی اس وصف کے پیش نظر ملّاح اُسے بہت چاہتے ہیں اور اُسے کھلاتے پلاتے رہتے ہیں اور اگر کسی شکاری کے جال میں زامور پھنس جائے تو اُسے واپس چھوڑ دیتے ہیں۔

تبصرہ

☆ یہ ایک مچھلی کی کیفیت ہے مگر بعض جنٹلمینوں کو انسان کی آواز سے زیادہ کتے کی آواز پسند ہے۔

☆ یہ مچھلی انسان کی خاطر بڑی مچھلی کو ہلاک کر دیتی ہے مگر حضرت انسان خود بعض دفعہ ''کُتّوں'' ''بٹیروں'' ''کبوتروں'' کی خاطر اپنے ہی بھائی انسان کو ہلاک کر ڈالتے ہیں۔

منارہ

یہ ایک عظیم مچھلی کا نام ہے۔ جو سمندر سے نکل کر منارے کی طرح سیدھی کھڑی ہو جاتی ہے اور پھر کشتیوں پر اپنے آپ کو گرا کر اُنھیں غرق کر دیتی ہے۔

تبصرہ

☆ متکبر و مغرور منارے کی طرح اکڑا ہوا آدمی قوم کے لیے ایک مصیبت ہوتا ہے۔

رعاد

رعاد ایک چھوٹی مچھلی کا نام ہے اللہ تعالیٰ نے اس میں اس قدر ٹھنڈک پیدا فرمائی ہے کہ ماہی گیر کے جال میں اگر یہ پھنس جائے اور جال کی رسّی ماہی گیر کے ہاتھ میں ہو تو ماہی گیر اس مچھلی کی ٹھنڈک کے باعث کانپنے لگتا ہے ماہی گیر اس مچھلی کے اس وصف کو جانتے ہیں۔ چنانچہ جب اُنھیں پتہ چلے کہ اس کے جال میں رعاد پھنس گئی ہے تو وہ جال کی رسّی کسی درخت یا کیل سے باندھ دیتے ہیں حتّٰی کہ وہ مر جاتی ہے۔ تو پھر اُسے نکال لیا جاتا ہے کیونکہ مرنیکے بعد اُس میں یہ صفت باقی نہیں رہتی ہند کے طبیب اسے گرمی کی بیماریوں میں استعمال کراتے ہیں۔

تبصرہ

☆ بدعمل افراد جن میں حرارت دین باقی نہ رہی ہو اس قدر سرد ہو جاتے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھ جانے والا بھی ان سے متاثر ہو کر ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور مذہبی امور میں اس کی سرگرمی باقی نہیں رہتی

☆ جنھیں مغربی تہذیب کی ''ٹھنڈ'' لگ گئی ہے شرعی احکام سن کر وہ کانپنے لگتا ہے۔

عنبر

عنبر ایک بہت بڑی مچھلی کا نام ہے چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کے حکم سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر قیادت ہم تین سو آدمی غزا کے لیے نکلے ہمارے پاس کھانے پینے کا سامان بہت کم تھا حتّٰی کہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ہم ایک ایک کھجور کو منہ میں لے کر بچّوں کی طرح اُسے چوس کر بعد میں پانی پی لیتے اور اس طرح دن بھر گزار دیتے اسی دوران میں ہم سمندر کے ایک کنارے پہنچے ہم نے دیکھا کہ سمندر میں سے ایک عظیم پہاڑ کی طرح کی کوئی چیز کنارے کی جانب آرہی ہے تھوڑی دیر میں وہی پہاڑ کنارے پر آگرا۔ ہم نے جو اسے دیکھا تو وہ عنبر مچھلی تھی۔ حضرت عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے بھیجے ہوئے سپاہی ہیں اللہ نے یہ ہمارا راشن بھیجا ہے۔ چنانچہ ہم تین سو جوان وہاں مہینہ بھر ٹھہرے رہے اور اُسی ایک مچھلی ہی میں سے کھاتے رہے۔ حتّٰی کہ ہم میں وہی توانائی لوٹ آئی جو پہلے تھی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عنبر مچھلی اتنی بڑی تھی کہ بیل بیل جتنا ٹکڑا اس کے جسم سے ہم کاٹتے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم میں سے تیرہ آدمی لیے اور اُن سب کو اُس کی آنکھ کے گھیرے میں بٹھا دیا پھر اُس کی ایک پسلی لے کر اُسے کھڑا کیا تو سب سے بڑا ایک اُونٹ اس کے نیچے گزر گیا۔ مہینہ بھر ہم اسی ایک مچھلی کے گوشت کھاتے رہے اور جب وہاں سے واپس آئے تو اس کا بہت سا گوشت ساتھ بھی لے آئے مدینہ منورہ آئے تو حضور ﷺ سے یہ قصہ بیان کیا تو حضور ﷺ نے سن کر فرمایا یہ اللہ نے تمہارے لیئے رزق بھیجا تھا اور فرمایا اگر اسکا گوشت ساتھ لائے ہو تو کچھ ہمیں بھی کھلاؤ چنانچہ ہم نے اس کا گوشت حضور ﷺ کو بھی بھیجا اور آپ ﷺ نے تناول فرمایا۔

تبصرہ

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور ﷺ سے وفا کی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے سمندروں میں سے بھی راشن مہیا کیا اور اُن کے پاس کچھ بھی نہ تھا پھر بھی انھیں سب کچھ ملا اور ہم نے اپنی غفلتوں کے باعث اپنے لیے صدہا مصائب و مشکلات پیدا کر لیں کھانے پینے کی چیزیں نایاب ہونے لگیں اور ہمارے پاس سب کچھ ہونے کے باوجود پھر بھی ہمیں کچھ نہیں ملتا۔

جب میں کہتا ہوں کہ یا اللہ میرا حال دیکھ
حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامہ اعمال دیکھ

ہم نے یہاں صرف بری و بحری ہوائی میں سے ایک ایک جانور کا ذکر کیا تمام کی تفصیل تو کہاں صرف اسماء لکھنے کیلئے صفحات درکار ہیں ایسی ایسی نادر و نایاب باتیں اور عجائبات ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ صدیوں قبل جب کیمرہ تھا نہ دوربین اور سمندر کی گہرائیوں اور تہہ تک جانا تو کیا سوچنا بھی محال تھا اُس زمانے کی تحقیق ہی آج صرف سکرین پر دہرائی جا رہی ہے مگر صدیوں قبل کی تحقیق جدید تحقیق سے پھر بھی تفصیلی اور علمی ہے اور قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جانوروں کا ذکر کیا ہے اور ان میں غور و فکر کا حکم دیا ہے۔

علم النباتات (Botany)

قرآن پاک میں جہاں کائنات کی مختلف چیزوں میں غور وفکر کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ وہاں نباتات میں بھی انسان کے لیے دعوت موجود ہے۔

''اور آسمان سے پانی بھی برسایا پھر اس سے ہم نے انواع واقسام کے نباتات کے جوڑے نکالے کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو بھی چراؤ بلاشبہ اسمیں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں''۔

(سورہ طٰہٰ آیت ۵۳،۵۴)

''پس چاہیے کہ انسان اپنے کھانے (کی چیزوں) پر غور کرے کہ (کس طرح) ہم نے (پہلے) اوپر سے مینہ برسایا پھر ہم نے زمین کو پھاڑا پھر ہم نے اسمیں اناج اُگایا اور انگور بھی اور ترکاریاں بھی اور زیتون اور کھجور جو تمھارے اور تمھارے مویشیوں کے لیے سامان ہے''۔

(سورہ عبس آیت ۲۴ تا ۳۲)

''اور تم زمین کو دیکھتے ہو کہ خشک پڑی ہے پھر جب ہم نے اس پر پانی برسایا تو وہ پھولتی اور ابھرتی ہے اور ہر قسم کی نباتات کے جوڑے اُگالاتی ہے'' (سورہ حج آیت ۵)

دنیا کے سب سے پہلے کاشتکار اور زمیندار حضرت آدم علیہ السلام تھے جنھوں نے مختلف نباتات کے بیج اور تخم دنیا میں پھیلا دیئے۔ علم سائنس کے نباتات کی شاخ کو آج قریب ہی میں معلوم ہوا کہ تمام نباتات میں نر اور مادہ کے خواص پائے جاتے ہیں جو مل کر بیج بناتے ہیں اور یہ علم باٹنی کی خاص تحقیق ہے جبکہ نباتات میں نر و مادہ کا ذکر اللہ جل شانہ نے قرآن پاک میں ہمارے لیئے بہت پہلے کیا ہے ''اور ہر قسم کے پھل کے دو زوج (Two Sexes) بنائے'' (سورہ رعد آیت ۳)

''پاک ہے وہ ذات جس نے تمام چیزوں کا جوڑا زوج' (نر اور مادہ) پیدا کیا زمین کی نباتات کے اور تمہارے اور ان کے جن کا تمہیں علم نہیں'' (سورہ یٰسین آیت ۳۶)

یوں قرآن پاک وہ پہلی کتاب ہے جسمیں کائنات کے ہمہ قسم کے اشیاء کی نر و مادہ کا ذکر موجود ہے

اور پھر اسی کے حسن وکمال رنگ وبو ختم ہونے پھر سے پیدا ہونے میں اللہ فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے ہزاروں ایسی بوٹیاں ہیں جن کے ہم نام تک نہیں جانتے مگر اُن میں بے شمار فائدے ہیں کوئی شیرین کوئی تلخ کوئی شفا بخشتی ہے، کوئی گرم کوئی سرد کوئی خشک ہے کوئی دل کو فرحت پہنچاتی ہے تو کوئی اذیت کوئی انسانوں کی غذا تو کوئی جانوروں کا چارہ کوئی پرندوں کا دانہ ان میں غور وفکر سے بے شمار عجائبات قدرت کاملہ کے نظر آتے ہیں علم طب کا سارا کمال وبنیاد اسی کے سہارے ہے انسان وحیوان چرند پرند کی زندگی اسی پر منحصر ہے۔

''اور ان کے لیئے خشک زمین بھی نشانی ہے جسے ہم نے زندہ کر دیا اور اسمیں سے اناج نکال دیا سو وہ اسمیں سے کھانے کے کام میں لاتے ہیں اور ہم نے اسمیں باغات بنا دیئے کھجوروں اور انگوروں کے اور اسمیں ہم نے چشمے جاری کر دیئے تا کہ وہ اس کے پھل کھائیں اور یہ اُن کے ہاتھوں کی بنائی ہوئی (تو) نہیں؟ تو پھر کیوں یہ لوگ شکر گزار نہیں ہوتے؟ (اللہ کے)''۔

(سورہ یٰسین آیت ۳۳، ۳۴، ۳۵)

علم الجمادات (Geology)

آج کے جدید دور کی ترقی جس پر انسان کو بڑا ناز و فخر ہے یہ جمادات ہی کی مرہون منت ہے۔ جمادات وہ نفیس اور بیش بہا امانتیں ہیں جسے اللہ جل شانہ نے انسانی ضرورت کے تحت پہاڑوں اور زمین میں رکھے ہیں۔ جمادات میں انسانی ضروریات کی چیزیں رکھیں ان ہی تمام چیزوں سے جدید ٹیکنالوجی ترقی صنعت و حرفت نکلی ہے" اور ہم نے لوہا پیدا کر دیا جسمیں سخت زور اور لوگوں کے لیئے فائدے ہیں" (سورہ حدید ۲۵)

آج جدھر نظر دوڑائی جائے تو ہر طرف لوہے ہی کے کرشمے ہیں اکثر چیزیں اسی دھات سے بنی ہوئی ملیں گی جہاز ریل گاڑیاں مشینیں وغیرہ اسی سے بنے ہیں واقعی اسمیں سخت زور اور لوگوں کیلیئے بے شمار فائدے ہیں" اور اس (سلیمان) کیلیئے ہم نے تانبے کا چشمہ بہا دیا" (سورۃ سبا آیت ۱۲)

"اور پہاڑوں میں بھی سفید و سرخ دھاریاں ہیں مختلف رنگ کے اور کچھ کالے سیاہ ہیں"۔
(سورہ فاطر آیت ۲۸)

"ان دونوں (سمندروں) سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں" (سورۃ رحمٰن آیت ۲۲)۔

"اور تم اس (سمندر) میں سے آرائشی سامان (زیور) نکالتے ہو" (سورہ نحل آیت ۱۴)۔

قرآن پاک و احادیث میں قدرت کے خزانوں جمادات کا جا بجا ذکر ہے اُن عقول پر افسوس ہے جو اتنی نشانیاں دیکھ کر بھی رب کائنات سے نہیں ڈرتے اس کی وحدانیت پر نہیں آتے یہ کیسا اتفاق ہے؟ یہ کیسے خود بخود ہو سکتا ہے کہ انسان کی ضرورت کی ہر چیز معمولی سے معمولی چیز اسکے لیئے اطراف میں پیدا کی گئی ہیں۔ سونا چاندی لوہا تانبا پیتل کوئلہ گیس گندھک قلعی کانسی سنگ مرمر لعل و مرجان فیروزہ یاقوت ہیرا پتھر ریت اور اشیائے بے شمار جن کے نام گننے کیلیئے دفتر چاہیے یہ انسان کی توجہ خالق کی طرف مبذول کراتی ہیں یہ سب متفرق کاموں کیلیئے ہیں کیمیکلز، رنگ، نمکیات، آرائش، تعمیر و ترقی سب کچھ انہی سے ہے ان میں سب سے کمتر نمک کو لیجیئے جسکی ہم کوئی

قدر نہیں کرتے کھانا ہضم کرنے کا ذریعہ نمک ہے نمک نہ ہو تو کھانے بدمزہ اور خراب ہو جائیں ،لوگ بیمار پڑ جائیں ہلاکت کا اندیشہ ہو جائے نمک سے قیاس کریں کہ باقی بکھرے ہوئے خزانوں میں کیا کیا حکمتیں اور فائدے ہیں؟

علم سمندر (Ocean logy)

انسان اور سائنس کو مدتوں بعد معلوم ہوا کہ کرہ ارض زمین ایک حصہ ہے جبکہ باقی ۳ حصے پانی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زمین دریا میں ایسی ہے جیسے کہ زمین پر اصطبل ایک اور حدیث میں فرمایا کہ پانی کا جنگ خشکی کے دس جنگوں کے برابر ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے صدیوں پہلے بتادیا کہ دُنیا میں پانی کا حصہ بہت زیادہ ہے بلکہ یوں سمجھئے کہ خشک زمین دُنیا میں پانی کے چند جزیرے ہیں جب پانی کا حصہ خشکی سے بہت بڑا ہوا تو لازماً اس کے عجائبات بھی خشکی سے بہت زیادہ ہوں گے اس کے مخلوقات خشکی کے مخلوقات سے بڑے اور زیادہ ہوں گے اور آج کی سائنسی معلومات میں سے ہے کہ سب سے بڑا جانور وہیل مچھلی ہے جب انسان کی فی الحال خشکی پر تحقیق ادھوری و باقی ہے تو اُس کا پانی اور سمندروں کے بارے میں کیا تحقیق ہوگی؟ فی الحال انسان پانی کی گہرائی میں بیس میل تک جاسکا ہے یہ صرف جانے کا ریکارڈ ہے تحقیق اُس کی ابھی تک سطحی ہے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ سمندروں اور نہروں کے بارے میں یہی حکم دیتا ہے کہ یہ انسانوں کیلئے مسخر ہیں تا کہ وہ بحر سے بھی فوائد حاصل کریں۔

''اور تمہارے لیئے جہاز (بحری) کو مسخر بنایا کہ وہ اس کے امر کے مطابق سمندر میں چلے اور تمہارے لیئے نہروں کو مسخر کیا'' (سورہ ابراہیمؑ ۳۲)

''اور وہ ایسا ہے کہ اس نے سمندر کو قابل تسخیر بنایا تا کہ تم اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے زیورات نکالو جس کو تم پہنو اور تم جہازوں کو دیکھتے ہو لہریں چیرتے ہوئے چلے جاتے ہیں تا کہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور احسان مانو'' (سورۃ النحل ۱۴)

جہاز رانی میں مسلمانوں کی تاریخی ترقیاں دُنیا کے سامنے ہے اللہ نے اپنے کلام میں بحری جہازوں کا ذکر کر کے واضح کر دیا کہ یہ اللہ کے فضل سے سمندر میں چلتے ہیں آج بین الاقوامی تجارت و مال برداری ان بڑے بحری جہازوں کے بغیر نامکمل ہے ترقی یافتہ ممالک اپنے بحری

بیڑوں پر فخر کرتے ہیں سمندروں سے تیل نکالا جاتا ہے انہی میں شہر آباد کئے جا رہے ہیں میزائلوں اور بموں کا تجربہ کیا جاتا ہے آرائش وزیبائش کی چیزیں نکالی جاتی ہیں خوراک کا ذخیرہ عام ہے آج صدیوں بعد سمندری علوم کے ماہرین کہتے ہیں کہ سمندروں میں شیرین وتلخ اور مختلف رنگوں کے بڑے بڑے رگ ہیں جو ایک دوسرے سے ملتے نہیں ہر ایک کا ذائقہ الگ رنگ الگ اس کی خبر قرآن نے بہت پہلے دی ''اس نے دو دریاؤں کو ملایا کہ باہم ملے ہوئے ہیں، ان کے دونوں کے درمیان ایک حجاب ہے کہ دونوں بڑھ نہیں سکتے'' (سورہ رحمٰن ۲۰)۔

پھر میٹھے اور کڑوے پانی کا سورہ فرقان میں ذکر فرمایا ''وہ ایسا ہے جس نے دو سمندروں کو ملایا جن میں ایک کا پانی میٹھا تسکین بخش ہے اور ایک کڑوا ہے اور ان کے درمیان ایک حجاب اور مضبوط رکاوٹ والا (غیر محسوس) پردہ ہے'' سات سمندر کا ذکر بھی سب سے پہلے قرآن ہی نے کیا ہے۔

علم صنعت (Industry)

تمام اشیاء کا خالق و مالک اللہ جل شانہ کی ذات ہے سائنس کے اختراعی لفظ ایجاد کو ایجاد حقیقی سمجھنا انسان کی بہت بڑی نادانی ہے کیونکہ سائنس انسان یا علم کوئی چیز شئے یا قانون دریافت کرتا ہے ایجاد نہیں موجد حقیقی واحد حقیقی ذات ہے جدید دور کے جدید ٹیکنالوجی صنعت و حرفت پر تکیہ کرنا جھاگ پر تکیہ کرنے کے برابر ہے یہ انسانی ایجادیں دور جدید کے انسان کی مرہون منت نہیں ہر چیز وقت اور ضرورت کی مرہون منت ہے کہ وہ دریافت یا ایجاد ہوئی ہے اسی لیئے کہا جاتا ہے کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے موجد حقیقی کے بعد کسی شئے قانون کا موجد وہ انسان کہلاتا ہے جس نے پہلی مرتبہ وہ نظریہ قانون یا چیز پیش کی ہو پہلے سے کوئی چیز موجود ہو اُسے جدید یا نیا و مختلف شکل وصورت دینا کوئی کمال کوئی ایجاد نہیں مثلاً سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے تین منزلہ کشتی بنائی یہ بہت بڑی اور پہلی حیرت انگیز ایجاد تھی کیونکہ اس سے قبل انسان کشتی تو کیا اس کے تصور سے نابلد تھا اب اس کشتی کو وقت کے ساتھ ساتھ نئے اشکال میں نکالنا کوئی کمال نہیں آج واٹر بوٹ پہاڑ نما بحری جہاز آبدوزیں بحری بیڑیں بالکل حیرت و تعجب نہیں ''اور ایک نشانی ان کیلئے یہ ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا اور ہم نے ان کیلئے کشتی ہی جیسی کئی چیزیں پیدا کیں جن پر یہ لوگ سوار ہوتے ہیں (کشتی کی طرح یا اس سے ملتی جلتی ہر طرح کی چیز)'' (سورہ یٰسین)

بری اور ہوائی سواریوں کیلئے قرآن پاک میں اللہ جل شانہ فرماتے ہیں ''تمھارا رب بڑی شفقت والا اور رحمت والا ہے اور گھوڑے اور خچر اور گدھے بھی پیدا کیئے تا کہ تم ان پر سوار ہو اور نیز زینت کیلئے بھی اور وہ ایسی ایسی چیزیں بناتا ہے جن کی تم کو خبر بھی نہیں'' (سورۃ النحل آیت ۸)

جس طرح ممتا کی شفقت اور رحم بیٹے کی تھکاوٹ کو دیکھ نہیں سکتی اس سے بڑھ کر اللہ انسانوں پر رحم کرتا ہے اور خالق و مالک فرماتا ہے کہ تمھاری سواری کیلئے گھوڑے، خچر اور گدھے اور ایسی چیزیں

پیدا کیں جن کی تم کو خبر بھی نہیں اس فرمان سے یہی علم و سبق ملتا ہے کہ تمام چیزوں کا موجد اللہ ہے، اور تمام رحم و کرم اسی کا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کہ بازار قریب ہو جائیں گے اور زمانہ قریب ہو جائے گا'' اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے یہ اشارے جہاز، فون، فیکس ٹیلیکس اور مزید تیزی کی طرف نہیں تو اور کیا ہیں؟ اور گلوبل ویلیج کا تصور بھی یہاں سے اخذ کیا گیا ہے جس کا آج کل بہت چرچا ہے۔

دھاتوں کا علم حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں بہت ترقی پر تھا تلوار ڈھال خنجر، تالا، چابی ، زرہ سازی وغیرہ عام تھا آپ علیہ السلام کیلئے اللہ جل شانہ لوہا مثل موم کر لیتا لوہے میں فائدے کا ذکر قرآن میں ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے دھاتوں کے علم کو مزید ترقی دی آپ علیہ السلام کے زمانے میں تانبے کی کانوں کا خاص ذکر ملتا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایسا شیشہ زمین پر بچھایا تھا جو کہ بالکل پانی کی طرح تھا اس کا بھی ذکر قرآن میں آیا ہے اینٹ اور پتھر گارے اور سیمنٹ سے تعمیر عام بات ہے آپ نے کبھی لوہے اور تانبے کی تعمیر دیکھی ہے جب لوہے اور تانبے کا آرکیٹیکٹ اور انجنیئر تعمیر میں کوئی کارنامہ دکھا جائے تو عام عمارتیں ریت کے گروندے بن جاتے ہیں ''میں (ذوالقرنین) تمہارے اور ان (یاجوج ماجوج) کے درمیان میں خوب مضبوط دیوار بنا دوں (اچھا تو) تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادر لاؤ یہاں تک کہ جب (ملاتے ملاتے) ان کے دونوں سروں کے بیچ (کے خلاء) کو برابر کر دیا تو حکم دیا کہ دھونکو یہاں تک کہ جب اس کو لال انگار کر دیا تو حکم دیا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ کہ اس پر ڈال دوں سو نہ تو یاجوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے ہیں اور نہ اسمیں نقب دے سکتے ہیں ذوالقرنین نے کہا کہ یہ (دیوار کی تیاری) میرے رب کی ایک رحمت ہے'' (سورہ کھف رکوع ۱۱)

حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام کے زمانے میں سنگ تراشی کی صنعت بہت ترقی پر تھی حضرت موسٰی علیہ السلام کے زمانے میں تو اتنی ترقی کر چکی تھی کہ فرعونان مصر نے

ہزاروں ٹن کے وزنی پتھروں کو تراش کر اس طرح اہرام مصر بنائے۔ کہ آج سائنس کے عروج کے زمانے میں بھی عجوبہ ہیں۔

کپڑوں اور گارمنٹس کی صنعت الیاس علیہ السلام کے زمانے میں بہت عروج پر نظر آتی ہے آج بھی الیاس علیہ السلام جنتیوں کیلئے حسین وجمیل ڈیزائن کے کپڑے اور ملبوسات بنا رہے ہیں سونے جیولری کی کارگری اور مہارت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے کو یاد کرتی ہے ملبوسات اور آرائش کے سامان کا ذکر بھی قرآن میں آتا ہے ''اے اولاد آدم! تحقیق ہم نے تمہارے لیئے لباس اُتارا ہے جو تمھاری شرمگاہوں کی پردہ پوشی کرتا ہے اور دیگر اسباب (آرائش) آپ ﷺ کہہ دیجیے کہ اللہ کا وہ سامان زینت کس نے حرام کر دیا جو اس نے اپنے بندوں کیلئے پیدا کیا نیز روزی ورزق کی ستھری اور پاکیزہ چیزیں'' (الاعراف آیت ۲۶)

آئس کریم چیونگم چاکلیٹ وغیرہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے پیشنگوئی فرمائی ''لوگ گائے کی طرح زبان سے کھائیں گے''۔

اور موجودہ دور کے کاروں اور عورتوں کے بارے میں فرمایا میری آخری اُمت میں ایسے لوگ ہوں گے جو کجاوؤں کی مانند زینوں پر سواری کریں گے اور مساجد کے دروازوں پر اُترا کریں گے ان کی عورتیں لباس پہن کر بھی ننگی معلوم ہوں گے ان عورتوں کے سروں پر کمزور اُونٹوں کے کوہان کی مانند کوئی چیز ہوگی انہیں لعنت کرو کیونکہ یہ سب ملعون ہیں'' جدید ترقی کا کوئی ایسا پہلو نہیں جسکا قرآن یا حدیث سے اشارہ نہیں ملتا ہو تمام ذکر یہاں طوالت سے بچنے کی خاطر نہیں کیا جا سکتا۔

''اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے گھروں کو تمہارے لیئے آرام کی جگہیں بنائی ہیں اور تمہارے لیے چارپایوں کی کھالوں سے خیمے بنائے جنہیں تم سفر وحضر میں ہلکا سمجھ کر اُٹھا لے جاتے ہو اور اس نے بھیڑوں کی اُون، اُونٹوں کی روؤں اور بکریوں کے بالوں سے کتنے ہی سامان اور مفید چیزیں

بنائیں وقت مقررہ تک کیلئے۔۔۔۔اور تمہارے لیئے کُرتے بنادیئے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور زرہیں بنادیں جو تمہاری لڑائی کی شدت سے تمہیں بچاتی ہیں اسی طرح اللہ جل شانہ اپنا احسان تم پر پورا کرتا ہے تا کہ تم فرمانبرداری اختیار کرلو" (سورۃ النحل آیت ۸۰،۸۱)

تجارت (Trade and Commerce)

انسان ساختہ تاریخ میں نہ جانے وہ انسان کو کب سے لین دین اور تجارت کا عادی بتلاتا ہے لیکن دین اسلام میں انسان کو روز اول سے نفع نقصان کا شعوری بتایا جاتا ہے اور یہ بات آج سائنس سے بھی ثابت ہے کہ واقعی اگر انسان نے پہلا شعور لیا ہوگا تو وہ نفع نقصان کا ہوگا گرچہ یہ نقصان روپوں پیسوں کا نہیں تھا لیکن نفع نقصان ضرور ہے جیسے انسان نے رات دیکھا تو ڈر گیا اور رات کی تاریکی میں اپنا نقصان خوف کی صورت میں محسوس کیا۔ دن دیکھا اُجالا دیکھا سورج کی روشنی میں ہر چیز کو دیکھا تو اسمیں اس نے اپنا فائدہ دیکھا اسی طرح گرمی سردی بھوک سیر حلال جانور اور خونخوار جانور ہر شئے میں اس نے نفع ونقصان محسوس کیا لیکن ساتھ ساتھ جس چیز میں اُس نے نقصان یا خوف محسوس کیا اُس کے فائدے سے بھی آگاہ ہوا۔ مثلاً جیسے رات میں ڈر تھا لیکن سونے کی دولت سے نفع لیا۔

یہ ہے اسلام کے تجارت کا نفع ونقصان کی ابتداء تمام انبیاء کرامؑ کسی نہ کسی پیشے سے منسلک تھے اللہ جل شانہ فرماتے ہیں ﴿وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ﴾ ''ہم نے تمہارے لیئے زمین میں روزی پیدا کی'' (الاعراف) دوسری جگہ ارشاد فرمایا

''جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو'' (سورہ جمعہ)

''اور وہی (اللہ) ہے جس نے سمندر کو کام پر لگا دیا تا کہ تم اسمیں سے تازہ گوشت کھاؤ اور زیور نکالو جنہیں تم پہنتے ہو اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ اس کو چیرتی ہوئی چلی جاتی ہیں تا کہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تا کہ تم شکر گزار بنو'' (سورۃ النحل آیت ۱۴)

حضور ﷺ نے جوانی میں تجارت کا پیشہ اپنایا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے ریکارڈ منافع کمایا آپ ﷺ کے ایمانداری سے متاثر ہو کر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کو نکاح کا پیغام بھیجا۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''رزق کے دس حصوں میں سے نو حصّے تجارت میں ہیں''
آپ ﷺ نے ہر شخص پر فرض قرار دیا تھا کہ ''وہ اپنی اولاد کو کمانے کیلئے کوئی نہ کوئی پیشہ سکھائے''
آپ رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے میری روزی میرے جدوجہد میں رکھی ہے'' اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''حسن تدبیر نصف معیشت ہے''
تجارت کیلئے دنیائے عالم نے باریک سے باریک قانون بنائے بدعنوانی سے بچنے کیلئے سخت سے سخت قانون متعارف کرائے لیکن اس کے باوجود غبن، چوری اور ملاوٹ کو روک نہ سکی اسلام میں تجارت کیلئے جو اصول متعین کیئے گئے ہیں وہ تا قیامت قابل عمل اور ہر طرح کے جھنجھٹوں سے پاک ہے حضور ﷺ نے تجارت کے لیئے سب سے پہلا قانون اور حق ایمانداری اور سچائی کو قرار دیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے ایمانی بالآخر رزق میں کمی کا باعث بنتی ہے جبکہ جھوٹوں کو اللہ جل شانہ قرآن میں لعنت سے یاد کرتے ہیں حضور ﷺ نے تجارتی معاملات کو تحریر کرنے اور اس پر گواہان مقرر کرنے کی سخت تأکید کی ہے تا کہ بعد میں اختلاف اور غلط فہمی سے بچا جا سکے اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں لین دین کے معاملات لکھنے کا حکم دیا ہے اگر چہ آدمی سفر ہی میں کیوں نہ ہو آپ ﷺ نے ہر حال میں عہد پورا کرنے کا حکم دیا معاملات میں نرمی قرض مقررہ وقت پر ادا کرنے کا حکم دیا مزدور کی مزدوری اُس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرنے کا حکم دیا ذرہ برابر حق تلفی سے منع فرمایا ملاوٹ کرنے والے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والے کے بارے میں فرمایا کہ ''وہ ہم میں سے نہیں'' ناپ تول ایمانداری سے کرنے کا حکم دیا خرید و فروخت آسان بنانے والوں کیلئے رحمت کی دُعا فرمائی چیزوں کو مروجہ قیمت پر فروخت کرنے کی تلقین فرمائی۔
اسلام نے تجارت ہر بنی نوع انسان کیلئے عام کرنے کیلئے سودی ظلم کے خلاف اعلان جہاد کیا سرمایہ داروں کو پابند کیا گیا کہ وہ نفع نقصان کی بنیاد پر تجارت و کاروبار میں حصہ لیں سود کو اللہ کے

خلاف جنگ قرار دیا گیا سود جیسی لعنت کا قلع قمع کرنے کے بعد ہی تجار اسلام پاکیزہ تجارت حلال رزق کی تلاش کی وجہ سے ساری دنیا پر چھا گئے اسلام کے پھیلنے کا ایک بڑا ذریعہ تجار ہی بنے آج نہ وہ تجار ہیں اور نہ ہی اُن کی تجارت مگر جن تک اُنہوں نے اسلام پہنچایا اُن کا صدقہ اور تجارت جاریہ اب بھی بلاخسارہ کے جاری وساری ہے، سود سود خوروں کو امیر تر اور سرمایہ چند ہاتھوں تک محدود کر دیتا ہے جبکہ قوم اور عوام کو موت کے گھاٹ اتارتی ہے غلامی کو جنم دیتی ہے۔

آج بعض دنیا پرست اور ناعاقبت اندیش کہتے ہیں کہ سود کے بغیر چارہ نہیں اس کے بغیر بینکنگ کا نظام چل نہیں سکتا ان کیلئے آج کل بلاسود بینکاری کے مشہور خالص اسلامی معیشت طرز کے بینک مثال اور ماڈل بن گئے ہیں بعض کہتے ہیں کہ جب مکان پر کرایہ، دُکان پر کرایہ، گاڑی پر کرایہ زمین پر کرایہ وغیرہ جائز ہے تو پیسوں پر کرایہ (سود) کیوں حرام ہے؟ ہم اللہ کے نظام مصلحت وقانون میں کیا کیوں کیسے کو ناجائز سمجھتے ہیں مگر یہاں انہی لوگوں سے جواباً سوال کیا جاتا ہے کہ ماں بیوی بہن پر کرایہ کیوں حرام ہے؟ واقعی ہر سوال کا جواب سوال ہی میں پوشیدہ ہوتا ہے، بشرطیکہ غور وفکر ہو، اسلام کے زکوٰۃ، عشر، جزیہ، ٹیکس تمام معاشی اصطلاحات ایک طرف اگر صرف خیرات کو صحیح معنوں اور انداز میں استعمال کیا جائے تو مسلمان سے خوشحال اور کوئی قوم نہ ہوگی۔

علم طب/صحت (Health)

بخت یسوع (نصرانی) مأمون الرشید کا طبیب تھا اس نے علی بن حسین بن واقد سے کہا تمہاری کتاب (قرآن) میں کوئی چیز طب سے نہیں ہے؟ علی بن حسین نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ نے تمام طب کو اس آدھی آیت میں جمع فرمایا ہے ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْ﴾ کھاؤ اور پیو اور مت اُڑاؤ" (سورہ اعراف) بخت یسوع نے پھر کہا آپ کے رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز طب میں ماثور نہیں ہے؟ علی بن حسین نے پھر جواب دیا کہ ہمارے رسول اللہ ﷺ نے طب کو تھوڑے الفاظ میں جمع کرتے ہوئے فرمایا ہے ﴿اَلْمِعْدَةُ بَيْتُ كُلِّ دَآءٍ﴾ " معدہ تمام بیماریوں کا گھر ہے "بخت یسوع نے کہا، تمھاری کتاب اور تمھارے پیغمبر ﷺ نے طب میں جالینوس کیلئے کچھ نہیں چھوڑا۔

بخت یسوع بلند پایہ حکیم گزرے ہیں وہ طب جانتے تھے انہوں نے طب میں اقرار کیا کہ اسلام نے حکیم جالینوس کیلئے کچھ نہیں چھوڑا اسی طرح کوئی شعبہ نہیں جس میں مشہور و نامور غیر مسلموں نے اسلام ہی کے قانون اور قاعدہ کو فطری و آخری قرار نہ دیا ہو۔

حفظان صحت طب اور صحت کے متعلق قرآن وحدیث انبیاء کرامؑ اور اسلامی مشاہیر کے ایسے قاعدے قانون اصول علاج وادویات ہیں کہ جسمیں رضارب کے بعد شفا کلی یقینی اور اٹل ہے اس قدر سہل ارزان علاج کہ مریض کو یقین اور باور نہیں ہوتا یہ الگ بات ہے کہ اسلامی طب بخل کی نظر ہو گیا ہے اور علم قبروں کو منتقل ہو رہا ہے لیکن طب علاج صفائی کا جو بنیاد اسلام نے رکھا وہ آج آسان مؤثر قابل عمل اور بنیاد صحت و تندرستی ہے اسلام جس طرح دُنیا کے ساتھ آخرت کی خاص ترغیب دیتا ہے بعینہ وہ جسم کے ساتھ روح کے غذا اور علاج کی تلقین کرتا ہے اس طرح یہ دُنیا کی پہلی سائنس ہے کہ وہ مرض اور بیماری کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکتا ہے۔

آج طب نبوی کریم ﷺ اور جدید سائنس، قرآن اور شفا پر مستند کُتب موجود ہیں ہم یہاں طب

،صحت اور حفظان صحت کے متعلق معمولی معلومات رقم کرنے کی سطحی سعی کرتے ہیں۔

حفظان صحت سے متعلق میڈیکل سائنس مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کرتا ہے اور اربوں ڈالر کے منصوبے بنا کر عوامی آگاہی کیلئے پیش کرتے ہیں عوام کو مہلک و موذی جراثیم سے دُور رہنے کی ترغیب دیتے ہیں میڈیکل سائنس صفائی کے فوائد اور جراثیم کے وجود اور وار سے چند عشرے قبل آگاہ ہوا ہے جبکہ اسلام نے ''صفائی کو نصف ایمان قرار دیا ہے'' میڈیکل سائنس کی صفائی ماحول اور انسانی اجسام تک محدود ہے جبکہ اسلام انسانی جسم ،انسانی ذہن، انسانی قلب اور انسان کی روح تک کی صفائی کی تلقین کرتا ہے۔

اسلام میں نماز پانچ وقت فرض ہے اور قرآنی حکم ہے کہ نماز کیلئے وضو کیا کرو وضو میں ظاہری جو صفائی ملتی ہے اس میں مکمل حفظان صحت کا راز مضمر ہے اور اس کے بعد نماز جس کے بارے میں اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ ''بے شک نماز میں شفاء ہے'' وضو کرنے پھر نماز پڑھنے سے جو ظاہری ،جسمانی صفائی ،تازگی ،ورزش اور صحت ملتی ہے اس کے سامنے دُنیا کے تمام جراثیم کُش ادویات صفائی کے طریقے ،تفریح ، یوگا اور میڈیکل سائنس جھک جاتے ہیں روحانی فرحت سکون قلب اور فطری اطمینان کی تو کوئی دُنیاوی مثال بھی دی نہیں جاسکتی۔

آپ ﷺ نے پانچ وقت کے نماز اور وضو کرنے والے کے متعلق فرمایا کہ ''یہ ایسا ہے جیسا کسی شخص کے گھر کے سامنے نہر بہتی ہو اور پانچ وقت اسمیں وہ نہاتا ہو کیا ایسے شخص کے جسم پر کوئی میل یا گند باقی رہ سکتا ہے؟''

دانتوں کی صفائی کی ضرورت کا کسی ڈینٹل ڈاکٹر سے حال پوچھیں تو آپ تمام صفائیوں میں سب سے پہلے دانتوں کی صفائی کا خاص خیال رکھنا شروع کریں گے کیونکہ ہم جو بھی غذا کھاتے ہیں وہ منہ ہی سے کھاتے پیتے ہیں اگر منہ گندگی و جراثیم کی آماجگاہ ہوگی تو اس سے خوراک چبا کر ہم معدے میں کیا پہنچاتے ہیں؟ اس صفائی پر خاص زور دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

''مجھے اُمت کی تکلیف کی فکر نہ ہوتی تو میں مسواک کو فرض کر دیتا'' آپ کسی بھی درخت کی لکڑی کا مسواک بنائیں اُس میں اتنا فلورائیڈ موجود ہوتا ہے جو دانتوں کیلئے ضروری ہوتا ہے آپ مضر صحت ٹوتھ پیسٹ اور برش استعمال کریں یا فطری برش مسواک استعمال کریں جسمیں پیسٹ مفت ملتا ہے برش کی رگڑ سے دانت آہستہ آہستہ دس پندرہ سال میں پتلے ہو جاتے ہیں مسوڑھے کم پڑ جاتے ہیں اور پھر دانتوں اور معدے کی بیماریاں لگ جاتی ہیں جبکہ مسواک کرنے سے دانت پتلے نہیں ہوتے نبی اکرم ﷺ جب بھی باہر نکلتے مسواک کرتے اور وضو میں ہر وقت کرتے مسواک میں ستر بیماریوں کا علاج ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ موت کے وقت زبان پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ آجاتا ہے یعنی خاتمہ بالایمان ہو جاتا ہے اتنی بڑی سعادت کہ مسلمان خاتمہ بالایمان کیلئے تمام زندگی پریشان رہتے ہیں مگر یہ راز اس عمل اور سنت میں پوشیدہ ہے جسمیں انسان ہی کا دُنیاوی فائدہ ''تندرستی ہزار نعمت ہے'' بھی موجود ہے۔ آپ ﷺ نے پیلو، عنم اور صنوبر کے مسواک کو پسند فرمایا۔

جدید میڈیکل میں آج تک آنکھوں کی صفائی کا کوئی ذریعہ نہیں جو باقاعدہ استعمال کیا جا سکے البتہ آنکھیں خراب و بیمار پڑ جائیں تو ادویات اور علاج کرتے ہیں جبکہ نبی کریم ﷺ باقاعدہ سُرمہ استعمال فرماتے اور اُمت کو بھی استعمال کرنے کا حکم دیا جو آنکھوں کی گندگی کو چوس کر نکال دیتا ہے۔

آپ ﷺ نے گھر بار کو صاف ستھرا رکھنے کا حکم دیا عورتوں سے فرمایا کہ گھر داری و صفائی اور سجاوٹ کا جو بھی کام کریں گے اللہ تعالیٰ ہر حرکت پر ثواب دے گا اسی لیئے آپ ﷺ اکثر اپنے کام خود کرتے تھے اور گھر والوں کا ہاتھ بٹاتے تھے آپ ﷺ نے پینے والی چیزوں کو ڈھانپنے کا حکم دیا آپ ﷺ نے کھانے پینے کیلئے دایاں ہاتھ اور قضائے حاجت کیلئے بایاں ہاتھ استعمال کرنے کا سبق دیا اور ناخن بڑھ جانے پر کاٹنے کا حکم دیا آپ ﷺ نے ایسا پانی پینے سے منع فرمایا جس

کا رنگ یا ذائقہ بدل گیا ہو اس سے مطلب ہر گلی سڑی اور باسی اشیاء کا استعمال منع ہے آپ ﷺ نے گندگی کھانے والے جانوروں کا گوشت اور دودھ استعمال کرنے سے منع فرمایا اور یہ سب اقوال و افعال اشارہ ہے کہ آپ ﷺ بیماریوں اور جراثیم کے پھیلنے سے آگاہ تھے کیونکہ آپ ﷺ نے طاعون کے وباء کی صورت میں لوگوں کو ہدایت کی کہ وہ اپنے علاقوں میں رہیں اور اس صورت میں موت آنے کو شہادت کا درجہ قرار دیا (اپنے علاقوں میں رہنے کا یہی مقصد ہے کہ وباء دوسرے علاقوں میں نہ پھیلے اور جراثیم منتقل نہ ہوں) آپ ﷺ نے کُتے کے جوٹھے برتن کو ایک مرتبہ مٹی سے مانجھنے اور سات مرتبہ پانی سے دھونے کا حکم دیا (تاکہ جراثیم مکمل ختم ہو جائیں)۔

ایک دفعہ ایک حکیم نے چند ماہ آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی خدمت میں مفت مطب کھولا تاکہ لوگوں کا علاج کیا جائے لیکن حکیم کے پاس ایک بھی مریض اس پورے عرصے میں نہ آیا تب حکیم نے آکر آپ ﷺ سے شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ ایسے لوگ ہیں کہ جب تک بھوک نہ لگے کھاتے نہیں اور جب کھاتے ہیں تو پیٹ بھر کر نہیں کھاتے (اس لئے یہ کبھی بھی بیمار نہیں ہوں گے)'' آپ ﷺ نے بسیار خوری اور زیادہ فاقہ سے منع فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا کہ چند چھوٹے چھوٹے لقمے جو انسان کی کمر سیدھی رکھیں وہ کافی ہیں اگر اس پر قناعت نہ کر سکے تو پھر ایک تہائی پیٹ کھانے سے بھرے ایک تہائی پانی سے اور ایک تہائی سانس کیلئے خالی رکھے۔ آپ ﷺ اکیلے کھانا بالکل تناول نہیں فرماتے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا ''معدہ کی مثال ایک حوض کی طرح ہے جس میں سے نالیاں چاروں طرف جاتی ہوں اگر معدہ تندرست ہو تو رگیں تندرستی لے کر جاتی ہیں اور اگر معدہ خراب ہو تو رگیں بیماری لے کر جاتی ہیں''

آپ ﷺ کے زمانے میں کسرت کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ تلوار بازی، گھڑ سواری، نیزہ بازی اور جسمانی مصروفیت کے کام اس قدر اضافی تھے کہ لوگ خود بخود سمارٹ و چاق و چوبند تھے اس کے

باوجود آپ ﷺ نے آنے والی نسلوں کیلئے مثالیں چھوڑیں آپ ﷺ نے خود دوڑ لگائی ہے آپ ﷺ کے پیٹ پر فالتو چربی کا نام ونشان تک نہ تھا اور ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ ''یقیناً میرے جسم کا مجھ پر حق ہے''

طبیب دوعالم محمد ﷺ نے حفظان صحت کے اصول علمی وعملی طور پر پیش کرنے کے علاوہ علاج معالجہ ادویات کے استعمال اور بنانے کے انمول طریقے اُمت کیلئے بتلائے آپ ﷺ نے یہ فرما کر کہ ''کوئی ایسا مرض نہیں جسکی دوا اللہ نے پیدا نہ کی ہو''علم طب اور میڈیکل سائنس کی تحقیق کیلئے ہر مرض وتشخیص کے لیئے ایک یقینی اور حوصلے والا بنیاد فراہم کردیا اور خصوصاً مسلمانوں کیلئے فرمایا کہ ''اپنے رب کی رحمت سے گمراہ لوگ ہی مایوس ہوا کرتے ہیں''

میڈیکل سائنس نے سوائے آپریشن (چیر پھاڑ) کے علم طب میں کوئی ترقی نہیں کی لیکن اس چیر پھاڑ کی ابتداء وبسم اللہ بھی آپ ﷺ نے شروع کی آپ ﷺ نے فرمایا تین چیزوں میں شِفاء ہے قرآن کی آیتوں میں شہد میں اور پچھنے لگوانے میں۔ پچھنے لگوانا چیر پھاڑ کا ہی عمل ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ حضور ﷺ کیساتھ ایک بیمار کی عیادت کیلئے گیا اس شخص کی پشت پر کسی جگہ ورم تھا لوگوں نے عرض کیا کہ حضور ﷺ! ورم میں پیپ پڑ گیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے شگاف دے دو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی وقت آپ ﷺ کی موجودگی میں اس شخص کے شگاف دے دیا اور وہ ٹھیک ہوگیا کیا یہ آپریشن نہیں ؟ایک بار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیر لگا تو نبی کریم ﷺ نے ان کا علاج داغنے سے کیا اور یہ عمل خود اپنے دست مبارک سے انجام دیا جب زخم پر ورم ہوگیا تو دوبارہ پھر داغ دیا۔ میڈیکل سائنس دل کے آپریشن کو میڈیکل سائنس میں ایک خاص کامیابی سمجھتا ہے جو گزشتہ عشرہ میں ہوا اسلام میں یہ آپریشن آپ ﷺ کے بچپن ہی میں ہوا ہے جب جبرائیل علیہ السلام اللہ کے حکم سے آئے اور آپ ﷺ کا سینہ مبارک چاک کر کے دِل مبارک کو آب زم زم سے دھویا

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ عارضہ قلب میں مبتلا ہوئے تو آپ ﷺ نے طبیب کے پاس لے جانے کا حکم دیا طب نبوی ﷺ کی روشنی میں طبیب نے ایسا علاج کیا کہ عارضہ قلب کا نام ونشان باقی نہ رہا آپ ﷺ نے بیمار کی عیادت کیلئے جانے والے کیلئے اللہ کی طرف سے انعام وسعادت کا اعلان فرمایا کہ جو بیمار کی عیادت کیلئے جاتا ہے اُس کے ہر قدم پر ستر ہزار فرشتے شام تک اُس کیلئے مغفرت کی دُعا کرتے ہیں بیمار کی عیادت کیلئے جانے سے جو نئی زندگی مریض کو ملتی ہے وہ مریض کے دل سے پوچھیئے یا خدانخواستہ آپ کبھی بیمار ہوں اور کوئی عیادت کیلئے آئے تب اسلام کے اس عمل کا احساس ومشاہدہ کرنا کہ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ مل کر آپ بھی دلی دُعائیں دیں گے۔

زخموں کا علاج اور مرہم پٹی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اہل بیت کی سنت ہے حضرت اسعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زرارہ کو کانٹا لگ جانے پر آپ ﷺ نے خود مبارک ہاتھوں سے داغ دیا۔

آپ طبیب دو جہاں علیہ السلام نے حکم سُنایا کہ ''اگر کسی نے مطب کیا اور وہ علم طب میں اس سے پہلے مستند نہ تھا اور اس سے مریض کو تکلیف ہوئی یا اس سے کم، تو وہ اس کا ذمہ دار ہوگا'' یہ ہے عطائی حکیموں ڈاکٹروں اور معالجوں کے خلاف پہلا قانون جو دُنیا میں نافذ ہوا۔

جراثیم کُش اور کیڑے مکوڑوں کے ادویات کے استعمال کا سب سے پہلے آپ ہی نے حکم دیا آپ ﷺ نے فرمایا ''اپنے گھروں کو صعتر اور لوبان سے دھونی دو'' دوسری جگہ ارشاد فرمایا ''اپنے گھروں کو لوبان اور حب الرشاد کی دھونی دیتے رہا کرو''

آپ ﷺ نے مختلف بیماریوں کے علاج کیئے جس کی تفصیل احادیث میں ناپید ہے آپ ﷺ نے مختلف ادویات اور جڑی بوٹیوں کا ان کی خوبیوں کیساتھ ذکر منفرد فرمایا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کاسنی تمہارے لیئے موجود ہے ایسا کوئی دن نہیں گذرتا کہ جب جنت کے پانی کے قطرے اس کے پودے پر نہ گرتے ہوں آپ ﷺ نے فرمایا جس نے کاسنی کھالی اور سو گیا اس

پر جادو اور زہر بھی اثر نہیں کرتا سفر جل کے بارے میں فرمایا سفر جل کھاؤ اللہ نے ایسا کوئی نبی نہیں مامور فرمایا۔ جسے جنت کا سفر جل نہ کھلایا ہو کیونکہ یہ فرد کی قوت کو چالیس افراد کے برابر کر دیتا ہے آپ ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ سفر جل کھاؤ یہ دل کو طاقت دیتا ہے دل کے دورہ کو دور کرتا ہے دل کو مضبوط کرتا ہے دل کی بیماریوں کو ٹھیک کرتا ہے سانس کو خوشبودار کرتا ہے اور سینہ سے بوجھ اُتارتا ہے۔

☆ تربوز کے بارے ارشاد فرمایا یہ مثانہ کو دھو کر صاف کرتا ہے باہ میں اضافہ کرتا ہے پھر فرمایا کھانے سے پہلے تربوز کا استعمال کریں پیٹ کو دھو کر صاف کر دیتا ہے اور وہاں کی بیماریوں کو بھی دُور کرتا ہے۔

☆ منقٰی (انگور) کے بارے میں فرمایا چہرے کو نکھارتا ہے اور بلغم نکالتا ہے پھر فرمایا جس نے روزانہ منقٰی کے اکیس دانے کھائے وہ ان بیماریوں سے محفوظ رہے گا جن سے ڈر لگتا ہے۔

☆ کدو (لوکی) آنحضرت ﷺ کو بہت پسند تھا آپ ﷺ نے فرمایا کدو زیادہ کھایا کرو کیونکہ دماغ کو قوت دیتا ہے۔ کدو کا ذکر قرآن میں بھی آیا ہے۔

☆ میتھی کے متعلق ارشاد فرمایا ''میری اُمت اگر میتھی کے فوائد سمجھ لے تو وہ اسے سونے کے ہم وزن خریدنے سے بھی گریز نہ کرے''

☆ کلونجی کے متعلق فرمایا ''تم اپنے اُوپر کالے دانے کا استعمال لازم کر لو ان میں موت کے علاوہ ہر بیماری کی شفا ہے''

☆ لہسن کے بارے میں فرمایا ''لہسن کھاؤ اور اس سے علاج کرو اسمیں ستر بیماریوں سے شفاء ہے'' کچا لہسن آپ ﷺ کو ناپسند تھا۔

☆ شہد کا ذکر قرآن میں بھی شفا کیساتھ ہوا ہے آپ ﷺ نے شہد کی بے انتہاء تعریف کی ہے فرمایا ''اپنی حلال کی کمائی کے درہم سے شہد خرید کر اسے بارش کے پانی میں ملا کر پینا تمام بیماریوں

کا علاج ہے"

☆ زیتون کا ذکر بھی ذکر قرآن میں آیا ہے زیتون کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ "تمہارے لیئے زیتون کا تیل موجود ہے اسے کھاؤ اور بدن پر مالش کرو یہ بواسیر میں فائدہ دیتا ہے"۔

☆ انجیر کے متعلق ارشاد فرمایا یہ جنت کا میوہ ہے اسمیں کوئی شبہ نہیں اسے کھاؤ کہ یہ بواسیر کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے انجیر کا ذکر بھی قرآن میں آیا ہے۔

☆ کھجور جسکا ذکر نہ صرف قرآن میں ہے بلکہ یہ اکثر مذاہب میں مقدس مانا جاتا ہے ہندو اس کی پوجا کرتے ہیں آپ ﷺ نے کھجور کو سحر تک کا علاج ٹھہرایا ہے کھجور ایک مکمل غذا ہے۔

☆ سنا کے بارے میں فرمایا کہ "سنا میں ہر بیماری سے شفاء ہے"

☆ مرز بخوش (مروا) کے متعلق فرمایا "تم لوگ مرز بخوش استعمال کیا کرو اسلیئے کہ یہ زکام کیلئے مفید ہے"

☆ سنگترہ کے متعلق فرمایا "تمہارے لیئے اترج میں بے شمار فوائد ہیں یہ دل کو مضبوط کرتا ہے"

ارشاد فرمایا "اجمود کھا کر سونے والے کی بد بو خوشبودار ہوگی اور دانتوں کے درد سے محفوظ ہوگا"

آپ ﷺ نے سرمہ اثمد کو استعمال کروایا آنکھ کی بیماریوں کیلئے کھنی کا پانی مریضوں کے استعمال کیلئے دیا آپ ﷺ نے اونٹنی اور گائے کے دودھ کو ہر بیماری کیلئے شفا بتایا"

آپ ﷺ نے بیماری صفائی دوائی علاج اور احتیاط کے ہر طریقے سے آگاہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "پرہیز بہترین علاج ہے" آپ نے کچھ کھانے والی اشیاء کو بیک وقت کھانے سے منع فرمایا بیماروں کو کھانے کیلئے مجبور نہ کرنے کی ہدایت فرمائی کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا "خدا تعالیٰ ان کو کھلا پلا دیتا ہے" آپ ﷺ نے فرمایا کہ رات کا کھانا ہرگز مت چھوڑنا خواہ ایک میٹھی کھجور ہی کھالو کیونکہ رات کا کھانا چھوڑنے سے بڑھاپا طاری ہو جاتا ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

فرمایا تم ابھی بیماری سے اُٹھے ہو زیادہ کھجوریں نہ کھاؤ چقندر اور جو کا کھانا کھاؤ یہ تمہارے لیئے مفید ہے اہل خانہ میں سے بھی جب کبھی کوئی بیمار ہوتا تو آپ ﷺ فرماتے اس کیلئے جو کا دلیا تیار کیا جائے دلیا کے متعلق مزید فرمایا کہ یہ تمہارے پیٹوں سے غلاظت کو اس طرح اُتار دیتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے چہرے کو پانی سے دھو کر صاف کرتا ہے۔ان ادویات نبویہ ﷺ پر آپ کسی مستند حکیم سے معلومات اور نسخہ جات حاصل کریں تو یہ حکیموں کے بس کی بات نہیں ہوگی کہ وہ ان کی تأثیر اور خاصیت کا حصار کر سکیں کیونکہ ان پر بیان کیلئے سالوں اور محفوظ کرنے کیلئے کتابوں کی ضرورت ہوگی میڈیکل سائنس نے بے شمار ادویات متعارف کرائیں اسمیں الکحولک کا بحث الگ لیکن افیکٹ سے سائیڈ افیکٹ کئی گنا زیادہ ہیں آج بھی کسی بھی ڈاکٹر کے پاس جائیں وہ مرض کی تشخیص کے بغیر معدے کیلئے درد کیلئے اور ذہنی سکون کیلئے اپنی کمپنی کی چند دوا لکھ کر دے دیتے ہیں ہزاروں روپے فیس لے کر درد سے معمولی آرام اور ذہنی سکون محسوس کر کے مریض سمجھتا ہے وہ اچھا ہو گیا آپ دُنیا کے لوگوں کا مشاہدہ کریں معلومات لیں ساری دُنیا میں ان ادویات کی طرف رجحان عام ہو چکا ہے جن میں سائیڈ افیکٹ نہیں ہوتا اور اسی چیز نے چین امریکہ فرانس پورے یورپ میں لوگوں کو جڑی بوٹی کی طرف واپس راغب کر دیا ہے جڑی بوٹیوں کا علاج فطری روحانی یقینی اور علاج بالغذا ہی ہے یہ وہ طریقہائے علاج ہیں جن کو اللہ جل شانہ نے دُنیا میں سب سے پہلے ابوالبشر پیغمبر بابا آدم علیہ السلام کے ذریعے انسانوں کیلئے نازل فرمائے یہ علم العلاج بعد میں حضرت ادریس علیہ السلام حضرت شیث علیہ السلام اور حضرت عیسٰی علیہ السلام سے ہوتا ہوا پیغمبر خاتم النبین محمد ﷺ تک پہنچا یہ وہ علم العلاج ہے جسمیں جسمانی و روحانی بیماریوں کا شافی وکافی علاج ہے آپ ﷺ نے ہی صحت کے اصولوں ،ادویات کے استعمال اور علاج معالجہ کے زریں اور اٹل قوانین سے انسانیت کو نوازا۔

اللہ جل شانہ نے قرآن میں اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے احادیث میں صحت کے متعلق مختلف

امور کی نشاندہی کر کے انسان کیلئے علم الصحت کی بنیاد رکھ دی ہے یہ دین اسلام کا احسان ہے کہ اس کے ایسے احکام ہیں جسمیں انسان کی آخرت وروحانیت کے فوائد کے علاوہ دُنیوی فوائد کے اصل خالص وسہل قواعد فطرت موجود ہیں اللہ جل شانہ نے قرآن میں شہد کو انسانوں کیلئے شفاء قرار دیا ہے اور اس میں غور وفکر کرنے کی تلقین فرمائی اور کیوں نہ ہو دُنیا کی واحد خوراک اور غذا جو رکھنے سے صدیوں میں باسی یا خراب نہیں ہوتا یہ قدرت کاملہ کا عظیم تحفہ برائے شفاء ہے یہ بہت سے مفید اجزاء کا یقینی موثر مرکب ہے کیونکہ شہد کی مکھی بہت محنت اور ہمیشہ مصروف رہتے ہوئے مختلف پھلوں اور پھولوں سے عرق کا عرق حاصل کر کے انسان کیلئے شہد تیار کرتی ہے عظیم ترین حکیم حضور ﷺ بذات خود کثرت سے شہد استعمال فرماتے اس کے خواص فوائد اور استعمال پر حکماء نے بے شمار کتابیں لکھیں اگر انسانیت شہد کو شفا قرار نہیں دیتی تو کیا شراب کو قرار دے گا جسے قرآن میں اللہ جل شانہ نے خباثتوں کی ماں قرار دیا ہے یاد رکھیئے دُنیا میں انسان تب ہی خوش رہ سکتا ہے جب وہ غافل ہو جائے شراب انسانی غفلت میں جلتی پہ تیل کا کام دیتا ہے ذمہ داری اور فرائض سے بھاگنے والے لوگ مصنوعی حرام خوشی (شراب) پیسوں سے لیتے ہیں اور یہ خوشی ان کے ذہن وحس اور غیرت کو سُن کر دیتے ہیں دل وجگر کے عارضوں میں مبتلا کر دیتا ہے اسلام میں نشہ حرام ہے دل کی اکثر بیماریاں اس کی پیداوار ہیں نشے کا عادی عمر بھر کا قیدی ہوتا ہے نشہ اعصابی نظام کو درہم برہم کر دیتا ہے نفسیاتی، جسمانی اور روحانی طور پر انسان کو مفلوج کر دیتا ہے جس سے زندگی کے تمام معاملات تتر بتر ہو جاتے ہیں اسی طرح اللہ نے مردار خون اور سؤر کے گوشت سے قرآن میں پرہیز کا حکم دیا ہے سؤر بے غیرت جانور ہے اسکا گوشت کھانے والے لوگ بھی بے غیرت ہو جاتے ہیں ان میں شرم وحیا نام کو نہیں ہوتی سؤر گندگی کھانے والا جانور ہے اس کے گوشت میں بے غیرتی کے کیمیکلز یا ہارمونز اسی وجہ سے بنتے ہیں اور اسی لیئے تمام گزشتہ مذاہب میں سؤر حرام تھا۔

تحقیق جس میں پورا کلمہ طیبہ صاف صاف سانس کی نلی میں قدرت کی طرف سے لکھا ہے اس کی کاپی ''ہجری اور عیسوی سال'' کے مضمون میں ملاحظہ فرمائیں) اسی لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اور یقین لانے والوں کیلئے زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں اور خود تمہاری ذات میں بھی اور کیا تم کو دکھائی نہیں دیتا'' (سورہ ذٰریات ۲۰-۳۰) اسی طرح ہر انسان سانس لینے کیلئے کلمہ طیبہ کا محتاج ہے کیونکہ ہر سانس سانس کی نلی میں سے ہو کر گزرتا ہے اس لیئے وہ ہر لمحہ سانس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا محتاج ہے اگر نہیں تو زندہ نہ رہ سکے گا اس لیئے ارشاد باری تعالیٰ ہے ''ہم انسان کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں'' (سورہ قٓ) اور اس طرح ہر انسان بنیادی طور پر مسلمانی اور مسلمانی کلمہ کا محتاج ہے اور اسطرح ہر انسان مسلمان پیدا ہوتا ہے جہاں میں اگر اللہ کے ننانوے ۹۹ نام ہیں تو انسانی ہاتھ کی ہتھیلیوں کی لکریں دائیں میں (۱۸) ہیں اور بائیں میں (۸۱) ہیں ۹۹=۱۸+۸۱ ہیں۔ جہاں میں اگر قرآن ہے اور اس کے تیس پارے ہیں تو انسان کے ہاتھ دُعا کے وقت مثل کتاب اور انگلیوں کے تیس پوریں پارے ہیں جہاں کی تمام چیزیں تسبیح کرتے ہیں تو انسان بھی محو عبادت ہے ان مماثل پر کتابیں لکھی جا سکتی ہیں یہاں ان چند مماثلتوں سے اذہان کو دعوت حق کی طرف رجوع کرنا مقصود ہے لیکن پھر بھی بعض انسانوں کی بدبختی ہے جو کہتے ہیں کہ وہ بندر کی اولاد ہے انہیں انکا بابا مبارک ہو لیکن ایک شعوری انسان بابا آدمؑ کے علاوہ کسی کو اپنا بابا تسلیم نہیں کر سکتا جنہیں اشرف المخلوقات کے ناطے فرشتوں نے بھی سجدہ تعظیم کیا اور اس سجدے کو فخر سمجھا آگے دُنیا اور کتنی کھلے گی کس قدر ترقی ہوگی اس کے لئے دُنیا میں نادیدے ہی تجسس کرتے ہیں ہدایت یافتہ اور سعادت مند لوگوں کو علم ہے کہ دُنیا نے ہر زمانے میں ترقی کی ہے اور ہم جس سائنس وٹیکنالوجی پر ناز وفخر کرتے ہیں سب ملکر حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور کے طرز پر شیشہ نہیں بنا سکتا جو پانی کی مانند تھا اور بلقیس نے پانچے اوپر کر کے اس پر چلنا شروع کیا گو وہ سمجھی کہ پانی ہے؟ آج کی سائنس اور ٹیکنالوجی مل کر اہرام مصر کی نقل نہیں

بنا سکتی تاج محل نہیں بنا سکتا، حتیٰ کہ یہ نہیں بتا سکتا کہ مرغا پہلے پیدا ہوا یا انڈا؟ قرآن ماں ہے کائنات اس کا دودھ چوستا ہوا نیم خوابیدہ شیر خوار بچہ جب کہ سائنس اس شیر خوار بچے کا ہونے والا بچہ ہے پچھلی اُمتیں ہم سے کئی گنا زیادہ ترقی یافتہ ہو گزری ہیں اس کا اندازہ محکمہ آثار قدیمہ کے ماہرین سے مل کر کریں۔

وقت طلوع دیکھا وقت غروب دیکھا

اب فکر آخرت ہے دُنیا کو خوب دیکھا

دُنیا کو مشغلہ بنانے والے آگے دُنیا کی ترقی دیکھ لیں گے تو انسان اور کائنات کی مماثلتیں اور حقیقتیں یقیناً انسانیت کو وحدانیت پر مجبور کر دے گی انسان اور کائنات میں کچھ فرق نہیں اتنی بڑی وسیع وعریض کائنات اتنے سے چھوٹے انسان میں سموئی ہوئی ہے گویا انسان قرآن ہے اور کائنات اسکی تفسیر۔

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مؤمن

قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

مگر یہ عام تفسیر نہیں یہ خالق کی ذاتی تفسیر ہے جسمیں عملاً مثالیں موجود ہیں مگر پھر بھی انسان کی ہدایت کیلئے گمراہ آنکھیں یہ تفصیل وتفسیر اور مماثل کم تصور کرتی ہیں حالانکہ اس تفسیر وتفصیل کی صرف شمار کو انسان عمر بھر نہیں کر سکتا یہ جو انسان تقدیر وتدبیر میں ہمیشہ سے بحث کرتا آرہا ہے کہ اللہ نے کافر کی تقدیر میں لکھ دیا سو وہ جہنمی ہے اس میں کافر ومنکر اور مشرک کی کیا خطا؟ اللہ تعالیٰ دُنیا میں یا آخرت میں کسی انسان کے ساتھ ذرہ برابر ناانصافی نہیں فرمائیں گے ''کوئی اُمت ایسی نہیں ہوئی جسمیں کوئی ڈر سنانے والا نہ گزرا ہو اور اگر لوگ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جھٹلا دیں تو جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں انہوں نے بھی جھٹلایا تھا'' (سورہ فاطر آیت ۴)

اسی لئے سورہ یٰسٓ میں فرماتے ہیں ''آپ ﷺ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے باپ

دادے نہیں ڈرائے گئے تھے سو اسی سے یہ بے خبر ہیں ان میں اکثر لوگوں پر یہ بات ثابت ہو چکی ہے سو یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے'' آج قرآن کی یہ بات کہ ماضی اور تقدیر سے ثابت لوگ ایمان نہیں لاتے میڈیکل سائنس کہہ رہی ہے پچھلے چالیس برسوں میں سائنسی تلاش کے بعد (Genetics) جینیات نام سے ایک چیز سامنے آگئی ہے جس کے مطابق دادا، پردادا، نانا، پرنانا اور ماں باپ کے جین (Gene) بچے میں منتقل ہوتے ہیں تو وہ کالا یا گورا ہوتا ہے اس کی آنکھیں نیلی بھوری یا سیاہ ہوتی ہیں اس کے بال اس کے یہ اثرات بچے تک اس کے کئی پشتوں کے جین لاتے ہیں اب انسان کی مرضی ہے کہ اپنی ملامتی اسلام میں تقدیر میں دیکھتا ہے یا سائنس (Genetics) میں دیکھتا ہے؟ اسلام میں انتقال خون بلا سخت ضرورت سخت منع ہے کیونکہ اسلام (Genetics) سے صدیوں پہلے باخبر ہے۔

جن انسانوں نے قرآن و محمد ﷺ کو غور و فکر سے پڑھا اور دیکھا تو ہدایت کیلئے روئے سو اللہ تعالیٰ نے ہدایت نصیب فرمائی اور جو انسان غرور و تکبر میں انسان ساختہ فلسفہ میں بے غم و بے فکر اور لاپرواہ غافل پڑے رہے اور (Genetics) پر راضی رہے بالکل سوئے ہوئے بچے کی طرح جب تک روتا نہیں ماں دودھ نہیں پلاتی جب بچہ روتا ہے تو ماں دودھ پلاتی ہے اسی طرح جب انسان رُشد و ہدایت کیلئے کوشش کرتا ہے تو اللہ ہدایت نصیب فرماتا ہے انتہائی جہالت اور گمراہی کے زمانے میں محمد ﷺ نبوت سے قبل اکثر و بیشتر غار حرا میں جا کر غور و فکر میں مستغرق رہتے کیا آپ ﷺ کا یہ عمل تمام بنی نوع انسان کی راہنمائی کیلئے کافی نہیں ہے؟ اور نبوت ملنے پر جب کفار آپ ﷺ پر زمین تنگ کرتے اذیتوں و مصائب کی انتہاء کر دیتے تو بھی اللہ سے آپ ﷺ یہی دُعا کرتے اے اللہ انہیں ہدایت کر دے یہ نادان ہیں بھٹکے ہوئے ہیں کبھی بددُعا نہ کی اور واقعی آج علوم و سائنس ثابت کر رہے ہیں کہ کفار نادان ہیں بھٹکے ہوئے ہیں ان چند سطور سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی خودی اس کا پیدا ہونا، جوان ہو جانا بوڑھا ہو جانا مر جانا زندگی مکمل

طور پر قدرت کے تقاضوں کی محتاج ہے اس طرح دُنیا میں ہر انسان بنیادی طور پر واقعی مسلمان پیدا ہوتا ہے اسی لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ہر انسان کو دین اسلام کی فطرت پر پیدا فرماتا ہے یہ اس کے ماں باپ ہیں جو اسے یہودی یا نصرانی بنا لیتے ہیں اللہ جل شانہ سورہ روم میں فرماتے ہیں ''تم یکسو ہو کر اپنا رُخ اس دین کی طرف رکھو اللہ جل شانہ کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ کی اس پیدا کی ہوئی چیز کو جس پر اس نے تمام آدمیوں کو پیدا کیا ہے نہ بدلنا چاہیئے پس سیدھا دین یہی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے تم خدا کی طرف رجوع ہو کر فطرت الٰہیہ کا اتباع کرو۔'' کیا دُنیا میں کوئی بھی سائنس دان کسی چیز کو فطرت کے خلاف چلانے کی اجازت دیتا ہے؟ ہندو مذہب میں مردوں کو جلایا جاتا ہے لیکن ان کے بچے دفن کیئے جاتے ہیں ان بچوں پر اللہ ہی کا فضل ہے اور اللہ ہی کی تدبیر ہے کہ یہ بچے آگ سے محفوظ رہتے ہیں کیونکہ عاقل پر توحید کا اقرار لازم ہو جاتا ہے جبکہ یہ بچے لاشعور کی عمر میں ہوتے ہیں اور اللہ ایسوں سے درگزر فرماتا ہے جبکہ عاقل کفار کو اللہ نے جانوروں سے بھی بدتر گردانا ہے۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مؤمن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

اللہ پاک نے ساری کائنات کی چیزیں انسان میں رکھ کر اسے اختیار دے دیا کہ وہ چاہے تو نیک خصلتیں لیں رُشد و ہدایت حاصل کرے یا بُری خصلتیں لیں شقاوت پسند کرے بہترین مخلوق بنے یا بدترین اسی لیئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''وہ شخص ہلاک نہیں ہوگا جس نے اپنی قدر پہچانی۔'' اسی لیئے ازل سے دُنیا میں انسان کی ہمیشہ سے دو ہی قسمیں ہیں نیک یا بد تمام قرآن پاک میں اللہ انسان ہی سے مخاطب ہے اور عمل جہاد (انتہائی جدوجہد) ہی موضوع ہے مگر اتنی سی معمولی بات جو سعادت و معراج ہے انسان نہیں سمجھتا یہ اس کی زیادتی جہالت و ظلمت کی گواہی و نشانی ہے

قرآن اور انسان

آج جہان میں کسی بھی کارخانہ میں جب کوئی چیز بنتی ہے تو اس چیز کے استعمال وحفاظت کیلئے ساتھ ہی ایک کتابچہ بھی چھاپا جاتا ہے کہ اس چیز کو یوں استعمال کی جائے ورنہ یہ شئے خراب یا یکسر ختم ہو جائے گی یہ عمل قرآن سے نقل ہے اللہ نے قرآن بھیج کر انسانوں کو یہ پیغام دیا کہ میری قدرت کے کارخانے کی چیز زمین پر کس طرح رہا جائے یہ ہدایت نامہ ہے جس دور میں انسان کتابچہ (قرآن) کی ہدایت کے مطابق چلا تو زمین صحیح چلی اور اب جب ہدایت نامہ کے خلاف زمین کو استعمال کیا جا رہا ہے تو یقیناً انسان کے ہاتھوں قدرت کے کا خانے کی اس چیز (زمین) نے تباہ ہونا ہے۔

قرآن وہ بے مثال لازوال اور عظیم ترین کتاب ہے جو اپنے خالق کی مظہر ہے نبی کریم ﷺ کا زندہ تا قیامت سب سے بڑا معجزہ ہی نہیں بلکہ آپ ﷺ کے تمام معجزات کا خلاصہ ہے جہاں قرآن نبی کریم ﷺ کی نبوت کی واضح اور نہ رد ہونے والی ارفع واعلیٰ دلیل ہے وہاں اللہ جل شانہ کے وجود کا قلبی یقین اور نشانی خاص ہے جس دور اور زمانے میں جہاں قرآن نازل ہوا وہاں علم کا پتہ تھا نہ فنون کا نشان جہالت اور ظلم کے اندھیرے چھائے ہوئے تھے جبکہ قرآن اخلاق ونصائح اور علوم وفنون کا معدن ومخزن ہے ایک یتیم غریب ان پڑھ ناخواندہ جس کے ہر سمت جہالت ہی جہالت کی تاریکیاں تھیں وہ کیسے رُشد وہدایت کے ایسے علوم وفنون کے قوانین پیش کر سکتا ہے اس زمانے اور قبائل کا تاریخی مطالعہ کیا جائے تو ہر ذی شعور بول اُٹھے گا کہ نزول قرآن اللہ ہی کی جانب سے ہے عرب کا مشہور شاعر جو کافر تھا شہر کی ناخوشگوار صحبت سے بچنے کیلئے پہاڑ کے ایک غار میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گیا تھا کیونکہ شہر کا ماحول اس کے دل دماغ اور یکسوئی کیلئے بہت متأثر کن تھا اس کے بہت شاگرد تھے جو اپنا کلام بغیر اصلاح اس غار میں ڈال آتے اور دوسرے روز وقت مقررہ پر غار کے باہر سے بعد اصلاح اُٹھا لاتے ایک روز ایک شاگرد

نے قرآن مجید کی سورہ کوثر کو اپنا کلام ظاہر کر کے اس کا چوتھا مصرعہ بنانے کی درخواست کی ''اِنَّـــا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرْفَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْاِنَّ شَانِئَکَ هُوَالْاَبْتَرْ'' دوسرے روز غار کے باہر سے جب پرچہ واپس لایا تو اس میں چوتھا مصرعہ درج تھا ''لَیْسَ هٰذَاقَوْلُ الْبَشَرْ''یعنی یہ بشر (انسان) کا کلام نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ قرآن کو شاعری کہنے والے اس جیسا کلام بنا کر تو لائیں متعصب مترجم قرآن جارج سیل لکھتا ہے کہ قرآن بلاشبہ عربی زبان کی سب سے بہترین اور مستند کتاب ہے کسی انسان کا علم ایسی معجزانہ کتاب نہیں لکھ سکتا اور یہ مردوں کو زندہ کرنے سے بڑھا ہوا معجزہ ہے ایک اُمی ناخواندہ محض کس طرح ایسی بے عیب اور لاثانی طرز عبارت تحریر کر سکتا ہے؟

قرآن کو دوسری کتابوں اور کلاموں پر ایسی ہی برتری اور فضیلت حاصل ہے جیسے اللہ کو مخلوقات پر قرآن مجید کی ایک سو چودہ سورتیں اور ۶۶۶۶ آیتیں ہیں جن سے صرف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ نے تیرہ لاکھ مسائل اخذ کئے ہیں مجتہدین نے اس کے علاوہ کم وبیش ایک کروڑ مسائل استنباط کیئے ہیں امام قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف ابن العربی نے لکھا ہے کہ قرآن پاک میں سے ستر ہزار علوم کا استنباط ہوا ہے اللہ جل شانہ فرماتے ہیں سورہ بینہ میں (فِیْهَا کُتُبٌ قَیِّمَهٌ) یعنی قرآن پاک میں تمام کُتب کے علوم سموئے ہوئے ہیں سورہ بنی اسرائیل میں فرماتے ہیں ''اور ہم نے ہر چیز کو خوب خوب تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے'' اس کا مطلب دُنیا کی کوئی ایسی چیز نہیں جس کی اللہ نے قرآن میں تفصیل بیان نہ کی ہو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے اور کم وبیش دیگر ایک کروڑ مسائل کے استنباط سے مراد قرآن مجید سے فی آیت بیس ہزار مسائل اخذ ہوئے اور ہو رہے ہیں کیا دُنیا میں کوئی ایسی کتاب ہے کہ جس سے اتنے اخلاقی، مذہبی قانونی، حکومتی، سیاسی، معاشی، تجارتی، صنعتی، اور صناعتی ہر شعبہ زندگی اور چپہ چپہ کائنات کے مسائل کے استنباط ممکن ہو'' اگر تمام انسان اور جنات سب اس بات کیلئے جمع ہو جائیں کہ ایسا قرآن بنا لائیں تب

بھی ایسا نہ لاسکیں گے اگر چہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں" (سورہ بنی اسرائیل آیت ۸۸) یہ دعویٰ یقیناً قیامت تک رد کرنا ناممکن ہے اسی اعتبار سے راقم بھی اپنی کوتاہ نظری کم علمی ناچیزی کا اقرار کرتا ہے کہ چند سطور میں اس عظیم ترین اور بے مثال کتاب کا صرف تعارف پیش کرنا ناممکن ہے کتابت قرآن نبی کریم ﷺ کے زمانہ نبوت ہی میں آپ ﷺ کے احکام سے ثابت ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جسے خدا اور رسول کی محبت پسند ہو وہ قرآن دیکھ کر پڑھے ایک اور مقام پر فرمایا جو شخص ترکے میں قرآن چھوڑے اس کو ہمیشہ ثواب ملتا رہے گا ایک جگہ فرمایا مجھ سے قرآن کے سوا کچھ نہ لکھو ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں ہی قرآن لکھا جاتا تھا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما واحد صحابی ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام پر وحی نازل ہوتی تو مجھ کو بلاتے میں تختی وغیرہ لے کر آتا اس پر لکھاتے پھر سُنتے اگر کوئی غلطی ہوتی تو صحیح کرا دیتے پھر میں اس کو لوگوں میں لاتا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کے گرد حلقہ کیئے ہوئے لکھ رہے ہوتے رسول اللہ ﷺ نے جن صحابہ کو کتابت پر مأمور رکھا ان میں زیادہ مشہور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبداللہ بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حنظلہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبداللہ بن سلول رضی اللہ تعالیٰ عنہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما جہم بن الصلت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیس بن فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبداللہ بن راقم الزہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حذیفہ الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبداللہ بن جبر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ اور ابان بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں امہات المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت حفصۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قرآن لکھائے اور یہ سب دیکھ کر تلاوت کرتی تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے آزاد کردہ غلام ابو یونس سے قرآن لکھایا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سوائے قرآن اور اس صحیفے کے کچھ نہیں لکھا یوں قرآن عہد نبوی ﷺ میں ہی جمع ہوا لیکن کتابی صورت میں جمع نہیں ہوا تھا حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باہمی صلاح مشورے اور اتفاق کے بعد زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو قرآن جمع کرنے پر مأمور کیا گیا اس طرح ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے جامع قرآن اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما پہلے کاتب قرآن ہیں اسی لئے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے اللہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے وہ اولین شخص تھے جنہوں نے قرآن کو کتابی صورت میں جمع کیا عہد عثمانی میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حفصۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھیجے ہوئے صحیفوں کو مصاحف میں نقل کرنے کا حکم دیا ان مصاحف کا ایک ایک نسخہ اسلامی ممالک کے ہر علاقہ میں بھیج دیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس کارنامے کو سراہتے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اگر میں اس زمانے میں خلیفہ ہوتا تو میں وہی عمل مصاحف کرتا جو حضرت عثمان نے کیا قرآن مجید کی آیتوں اور سورتوں کی ترتیب حضور ﷺ کی فرمائی ہوئی ہے حضور ﷺ کو جبرائیلؑ ترتیب سے آگاہ فرماتے اسی طرح حضور ﷺ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو تعلیم فرماتے سورتوں کی ترتیب وہی ہے جو لوح محفوظ میں اللہ کے نزدیک ہے قرآن کریم جب بتدریج نازل ہو رہا تھا تو کفار نے اعتراض کیا کہ قرآن ایک دم (ایک ساتھ) کیوں نازل نہیں ہوا قرآن مجید ہی میں جواب آیا "تا کہ ہم اس سے تیرے دل

کو مضبوط کرتے رہیں اور ہم نے اس کو با قاعدہ سُنایا۔" (سورہ فرقان آیت ۳۲)

بعض لوگ قرآن کے بے ربط یعنی مضامین کا جلد دوسرے مضامین میں منتقل ہونے کا شکوہ کرتے ہیں ان لوگوں کو علم نہیں کہ قرآن کو قرآن اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے مضامین خواہ عقائد سے عبادات سے اخلاقیات سے معاملات سے سیاسیات سے یا معاشیات سے تعلق رکھتے ہوں ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح منسلک ہوئیں کہ انھیں الگ نہیں کیا جاسکتا قرآن لفظ قرن سے مشتق ہے جس کے معنی ملنا ساتھ رہنا ہے اسی لحاظ سے قرآن ہمیشہ حق وہدایت کے ساتھ رکھتا ہے اسی لیئے تو ارشاد باری تعالیٰ ہے "اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بکثرت تفاوت پاتے" قرآن مکمل زندگی کا دستور العمل ہے اگر ہر مضمون کی تفصیل وتشریح بیان کی جائے تو بے شمار دفاتر ناکافی ہوں گے قانون چوری، زنا، شراب خوری وغیرہ کو چند فقروں میں بیان کرتا ہے اب اگر ہر ایک کی تشریح کی جائے تو ہر ایک پر ضخیم کتاب بھی ادھوری ہوگی ویسے بھی ربط کی بہت سی قسمیں ہیں اگر ربط کے قاعدوں کو مدنظر رکھا جائے تو قرآن کے ربط خاص الخاص پر انسان انگشت بہ دندان رہ جاتا ہے۔

ڈاکٹر مورنس فرانسیسی نے لکھا ہے کہ قرآن تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کیلئے جو کتابیں تیار کی ہیں ان سب سے بہترین کتاب ہے اس کے نغمے انسان کی خیر وفلاح کیلئے فلاسفہ یونان کے نغموں سے کہیں اچھے ہیں خدا کی عظمت سے اس کا حرف حرف لبریز ہے قرآن علماء کیلئے ایک علمی کتاب شائقین علم لغت کیلئے ذخیرہ لغات شعراء کیلئے عروض کا مجموعہ اور شرائع وقوانین کا عام انسائیکلوپیڈیا ہے مسلمانوں کو اس کتاب کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں اس کی فصاحت وبلاغت انہیں سارے جہاں کی فصاحت وبلاغت سے بے نیاز کیئے ہوئے ہے یہ واقعی بات ہے اور اس کی واقعیت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ بڑے بڑے انشاء پردازوں اور شاعروں کے سر اس

کتاب کے آگے جھک جاتے ہیں اس لیئے اس کے ایسے عجائبات ہیں جو روز بروز نئے نئے نکلتے رہتے ہیں اور اس کے ایسے اسرار ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوتے۔

قرآن پاک میں حروف مقطعات کے متعلق علماء و مفسرین نے بے شمار آراء اور تحقیقات پیش کی ہیں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ اللہ نے تمام علوم قرآن میں رکھے جبکہ قرآن کا تمام علم حروف مقطعات میں ہے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ حروف مقطعات اسمائے الٰہیہ ہیں جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ ان حروف میں سے ہر حرف اسمائے الٰہیہ کی طرف اشارہ ہے مثلاً الف سے اول آخر احدم سے مراد ملک، مالک، مجید، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کا قریب قریب مفہوم ایسا ہے یعنی حٰمٓ ''ح'' سے مراد حمیدم سے مالک یعنی اللہ حمد کیا گیا اور مالک ہے اس طرح خیال ہوتا ہے کہ حروف مقطعات قرآن کی مختصر نویسی ہے۔

اس کم علم کی کوتاہ نظری میں اللہ تعالیٰ نے تمام علوم قرآن مجید میں رکھ دیئے قرآن کے تمام علوم سورہ فاتحہ میں رکھ دیئے اسی لیئے سورہ فاتحہ کو اُم الکتاب بھی کہا گیا سورہ فاتحہ کے تمام علوم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں رکھ دیئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا سارا علم بسم اللہ میں رکھ دیا اور بسم اللہ کا سارا علم ''ب'' کے نقطے میں رکھ دیا تمام علوم وفنون میں تحریر کی ابتداء وانتہاء اور عین فقط نقطہ ہی ہے کیونکہ حرف نقاط کے ملاپ کا نام ہے اور لفظ نام ہے حروف کے ملاپ کا اور جملہ نام ہے الفاظ کے ملاپ کا اور جملے مل کر مضامین بناتے ہیں اور مضامین مل کر صفحات بناتے ہیں صفحات مل کر کتابیں بناتے ہیں کتابیں نام ہیں مختلف علوم کے جبکہ نقطہ ہی میں اللہ ہے ہمارے جتنے عبادات فرضی، نفلی، مالی مجاہدے و مشاہدے سلوک کی کوشیشیں غرض وغایت نظریں اور قلوب ہیں ایک ہی نقطہ پر مرکوز ہیں حصول قربت رب اس لیئے جب تک یکسوئی خشوع وخضوع ارتکاز توجہ کیساتھ ایک ہی مرکز ایک ہی نقطہ کی طرف رجوع نہیں کرتے تو غفلت ہی غفلت اس نقطہ ہی میں

مقصد حیات ہے رموز واسرار زندگی ہے بعض لوگوں کو اعتراض ہے کہ جب تورات، زبور، انجیل اور دیگر مصاحف انبیاءؑ میں تحریف ہوسکتی تھی تو قرآن سے کیوں کر یہ چیز بعید ہے ان کی خدمت میں عرض ہے کہ ایک کتاب اللہ ہوتی ہے اور ایک کلام اللہ کتاب اللہ وہ کتاب ہے جس کے معنٰی ومطلب خدا کی طرف سے ہو اور الفاظ وعبارات فرشتہ یا نبی کے ہوں کلام اللہ وہ کتاب ہے جس کے حروف الفاظ عبارات یعنی معنٰی مطلب سب اللہ کی طرف سے ہوں فرشتہ یا نبی کو دخل نہ ہو تورٰاۃ، انجیل، زبور اور دیگر مصاحف انبیاءؑ کلام اللہ نہیں تمام انبیاءؑ کو اللہ کی طرف سے عربی میں وحی ہوتی انبیاءؑ اس مطلب کو قوم کی زبان میں ادا کرتے تھے اسی وجہ سے ان سب کی حفاظت اُمت کے ذمہ تھی قرآن کلام اللہ ہے اس کے حروف الفاظ عبارات سب اللہ کی طرف سے ہیں اس میں فرشتہ یا نبی کا کوئی دخل نہیں اسی لیئے ارشاد باری تعالٰی ہے ''کہ ہم نے قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں'' یہ ارشاد ان اقوام ومذاہب اور لوگوں کیلیئے کُھلا چیلنج ہے جو گزشتہ کتابوں میں اپنی ضرورتوں کیلیئے ان میں تحریف کرتے کیا غیر مسلم مذاہب نے اپنی کتابیں حفظ کرنے کیلیئے ایڑی چوٹی کا زور نہیں لگایا ہوگا؟ مال ومتاع خرچ نہ کیا ہوگا؟ کہ صرف ایک حافظ کتاب بن جائے تا کہ ہم دکھا سکیں کہ ہماری کتابیں بھی حفظ ہوسکتی ہیں مگر تحریف باطل جم نہیں سکتا جبکہ آج دُنیا میں تقریباً کروڑ کے لگ بھگ لوگ حافظ قرآن ہیں قرآن پاک میں فصاحت وبلاغت کے ساتھ ہر مضمون کا بیان ہے کہ دوسرے مضمون کی طرف ایسی خوبی سے منتقل ہوتا ہے کہ پڑھنے والے کو پتہ بھی نہیں چلتا غرض یہ کہ معانی مطالب عبارات کے اعتبار سے تمام مخلوق کا اس کا مثل بنانے سے عاجز ہے احقر کی نظر میں تو آج تک کیا قیامت تک تمام مخلوق مل کر صرف قرآن کی جگہ کوئی اور لفظ نہیں لاسکتا جو لفظ قرآن کا بدل ہو رسول اللہ ﷺ کا کلام بھی مشابہ نہیں ہوسکتا جس جگہ بھی احادیث میں آیت کا کوئی جملہ آیا وہاں دونوں کلام علیٰحدہ علیٰحدہ معلوم ہوتے ہیں قرآن دُنیا کی وہ واحد کتاب ہے جو دعویٰ کرتی ہے کہ میں اللہ کا کلام ہوں قرآن اس مقدس

ہستی نے پیش کیا جس کی مقدس زندگی ہر قسم کے اعتراضات اور دھبوں سے پاک ہے قرآن وہ کتاب ہے جس نے انتہائی تاریک زمانے میں نازل ہوکر ہر طرف ظاہری و باطنی روشنی پھیلائی قرآن وہ کتاب ہے جس نے صاف صاف ہر بھلائی کو بیان کیا، جو علوم شرائع کا سرچشمہ ہے جو صاف الفاظ میں بھلائیوں کو بیان کرتا ہے اس کے لکھنے والوں کی مسلسل سند قرآن کے زمانہ نزول سے آج تک موجود ہے جس کے بے شمار قراء حفاظ رسول ﷺ تک اپنی سند مسلسل رکھتے ہیں جس کے بہت سارے معجزات ہیں جس کے ترجمہ پر ہر زمانے میں ہر ملک اور قوم کے موافق ومخالف علماء متفق رہے ہیں جس سے عالم اور ان پڑھ دونوں فائدہ حاصل کر سکتے ہیں جو لکھنے لکھانے کے بغیر بھی پڑھا اور یاد کیا جاتا ہے جس کے پڑھنے سے جی نہیں اُکتاتا جس کی تلاوت دن رات دُنیا میں جاری ہے اور رہے گی جس پر عمل دن رات دُنیا میں جاری ہے اور رہے گا جس پر دُنیا میں سب سے زیادہ نہ ماننے والوں نے بھی رائے اور اعتماد پیش کیا ہے جس کا غیر بھی غیر محرف ہونے کا یقین رکھتے ہیں جس کے ایک حرف پر بھی اختلاف نہیں جس نے شوریٰ قائم کر کے ملوکیت کی تردید کی جس کی تعلیم فطرت انسانی کے موافق ہے جس نے خاص توحید کو شائع کیا جس نے مساوات کو قائم کیا جس نے سرمایہ داری کی مذمت کی جس نے دُنیا کی خاطر اور ہوس کیلئے جنگ کو حرام قرار دیا جس نے عورت کا احترام اور مقام قائم کیا جس نے آزادی کا دروازہ کھولا جس نے تحقیق وانکشاف علمیہ کا دروازہ کھولا جو خالص اور دائمی زبان ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تو میں نے عرض کیا کہ آپ کے قرب کا افضل ترین ذریعہ کیا ہے تو فرمایا کہ قرآن کی تلاوت میں نے عرض کیا کہ معنی سمجھنے کا اس میں کیا دخل ہے تو فرمایا کہ خواہ معنی سمجھتا ہو یا نہیں ثواب اور قرب ہر حال میں نصیب ہوگا ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ اگر قرآن پاک کی تلاوت کوئی کرے اور یہ جانے کہ میں نے اللہ سے بات کی ہے تو سچ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو قرآن پڑھتا رہے گا اللہ اس کو عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا اور آپ ﷺ نے

فرمایا جو شخص قرآن شریف اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اس میں دقت اُٹھاتا ہے اس کو دُہرا اجر ملتا ہے (ایک قرأت کا دوسرا اس کی مشقت کا) پنجگانہ نماز میں قرآن کا پڑھنا فرض کیا گیا ہے قرآن کا حفظ کرنا فرض کفایہ اور سُنت ہے تراویح میں قرآن کا سُننا اور قرآن کی تلاوت کا بڑا اجر ہے قرآن پاک کے فضائل برکات مسائل معلومات پر آیات مبارکہ احادیث نبوی ﷺ اور ائمہ کرام کا مطالعہ کرنے سے ہی استفادہ حقیقی ممکن ہے قرآن کو صرف دیکھنا بھی ثواب ہے یہ انمول قاعدے طریقے اللہ جل شانہ کے قرآن کی حفاظت کے چند ظاہری نظارے ہیں رسول ﷺ نے قرآن کثیر تعداد میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو لکھا دیا لاکھ سے زائد کو پڑھا دیا ہزاروں کو حفظ کرا دیا اس کے دیکھنے پڑھنے لکھنے اور حفظ کرنے کا اجر بتلایا صحابہ کرامؓ نے ہر طرح حفاظت کی لکھا پڑھا حفظ کیا اشاعت کی مدارس قائم کیئے سورتیں آیتیں کلمات حروف شمار کیئے معلمین و متعلمین کے وظائف مقرر کیئے علم تفسیر کی بنیاد کو دوام دیا تابعین کے مقدس گروہ نے تعلیم و کتابت میں اپنے اساتذہ کی پوری پوری پیروی کی مدارس قائم کیئے حفاظ و قراء کی ہر طرح اعانت و قدر کی اعراب و نقاط قائم کیئے تاکہ غلطی کا احتمال نہ رہے تفاسیر تصنیف کیں علوم متعلقہ قرآن پر تصانیف کیں انبیاءؑ کے وارث ائمہ علماء کرام حضرات نے تعلیم و کتابت میں بے نظیر کوشش کیں کثرت سے تفاسیر اور دیگر علوم قرآن پر تصانیف کیں اور مسائل کے حل اخذ کیئے تراجم کیئے عام اُمت نے رُغبت سے پڑھا لکھا اور ترجمے کیئے نماز میں سب پڑھتے ہیں تراویح میں سب سُنتے ہیں پڑھے لکھے بامعنی تلاوت کرتے ہیں ناظرہ پڑھتے ہیں حفظ کرتے ہیں از حضرت محمد ﷺ تا بہ ایں دم ایسی حفاظت ہوئی کہ اس سے زیادہ خیال نہیں ہوسکتا حتیٰ کہ اس ناچیز نے بھی گزشتہ چند سالوں کی کوششوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل خاص سے ''قرآن کیا کہتا ہے؟'' ایک کتاب ترتیب دی ہے جس کی غرض و غایت تبلیغ و ترویج اور اشاعت کلام اللہ ہے رب جلیل کا مجھ پر احسان عظیم ہے کہ دُنیا میں اس نوعیت کا کام قرآن پاک پر مجھ سے لیا گیا ہم نے صرف اُردو ترجمہ لے

کر ہر موضوع کے لحاظ سے ترتیب دینے کی سعی کی ہے الف سے لے کر یا تک تمام موضوعات صرف اُردو ترجمہ میں بیان شدہ ہیں تا کہ مسلم غیر مسلم ہر کوئی قرآن پاک کو سمجھنے میں مدد لے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن جیسی نعمت عطا فرمائی ہو اگر وہ کسی اور کی نعمت کو دیکھ کر یہ خیال کرے کہ اُسے مجھ سے بہتر چیز ملی ہے تو اس نے ایسی چیز کی تحقیر کی جس کی اللہ تعالیٰ نے تعظیم و توقیر فرمائی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ دلوں کو زنگ لگ جاتا ہے ایسے ہی جیسے لوہے کو تو لوگوں نے پوچھا اس کا صیقل کیا ہے؟ تو فرمایا کہ تلاوت قرآن اور موت کی یاد اور ارشاد فرمایا کہ میں دُنیا میں تمہارے لئے دو واعظ اور ناصح چھوڑ رہا ہوں جو تمھیں ہمیشہ وعظ و نصیحت کرتے رہیں گے ان میں سے ایک بولنے والا اور دوسرا خاموش ہے بولنے والا قرآن مجید اور خاموش موت ہے آپ ﷺ نے فرمایا خداوند کریم کو قرآن تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے اور فرمایا تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے جو شخص نیا مسلمان ہوتا آپ ﷺ اس کو صحابہؓ کے سپرد کرتے تھے کہ اس کو قرآن پڑھاؤ اور آج روئے زمین پر کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کو کوئی نہ کوئی دو چار سورتیں یاد نہ ہوں کیوں کہ نماز فرض ہے اور نماز میں قرآن کا پڑھنا بھی فرض ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پہلے لوگ یہ جانتے تھے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا نامہ مبارک ہے رات کو اس میں غور و فکر کرتے اور دن کو اس پر عمل کرتے تم لوگوں نے یہ رویہ اختیار کیا کہ اس کے زیر و زبر کی درستگی میں پڑے رہتے ہو لیکن عمل کے معاملہ میں سُستی کرتے ہو اور آج تو معاملہ سُستی سے گھٹ کر چھوڑنے کے برابر آ گیا ہے مسلمان صرف قرآن سے سورہ یٰسین مریض مرگ پر موت کی آسانی کیلئے پڑھتا ہے مسلمان نے جب بھی قرآن کو چھوڑا ہے تو زمانہ میں ذلیل و خوار ہوا ہے اور اب تو ایسے لگ رہا ہے کہ قرآن ہمیں چھوڑنے والا ہے کیونکہ حدیث سے ثابت ہے کہ قرب قیامت میں قرآن کے الفاظ اُٹھ جائیں گے ہر مسلمان کو ترک قرآن کے بھاری جرم سے بچنا چاہئیے اور ہر لحظہ و لمحہ حالات و واقعات میں قرآن پاک کو آئینہ

بنا کر اپنے معاشرہ نظام ملک قوم جنگ علم عمل سب کے چہروں کو اس میں دیکھنا چاہیئے تل برابر بھی نقص چھپ نہ سکے گا جو لوگ مطالعہ قرآن (تلاوت بمعہ لوازمات) اللہ کے احکام کے مطابق نہیں کرتے ان کے خلاف روز محشر کی گواہی سے اللہ تعالیٰ پیشگی اس طرح متنبہ فرما رہے ہیں۔

''وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَارَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَاالْقُرْآنَ مَهْجُوْراً ''(سورۃ الفرقان ۳۰)

''اور (اس دن) رسول ﷺ کہیں گے کہ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو بالکل نظر انداز کر رکھا تھا''۔

قوم اور اسلام

انسان اور قوم کا اس قدر مضبوط رشتہ ہے کہ کسی بھی نسل یا قوم کا فرد اٹھے اور یہ اعلان اور دعویٰ کرے کہ میں قوم یا نسل تبدیل کر رہا ہوں آئندہ مجھے فلاں قوم یا خاندان یا قبیلے میں شمار کیا جائے میں اپنا موجودہ قوم قبیلہ یا خاندان چھوڑ رہا ہوں علی الاعلان کے بجائے اگر وہ چپکے سے بھی خاندان قوم قبیل بدلا تو یقیناً یہ شخص اپنے اس ارادے اور عمل میں ناکام ہوگا بلکہ خندہ جہان الگ ہو گا اگر یہ شخص اپنا گھر بار خطہ وعلاقہ وطن چھوڑ کر من پسند وطن اور قوم قبیلہ میں جا کر آباد ہو جائے اور صدیاں گزار دے اس کے اولاد و نسل کی زبان و شکل بھی بدل جائے تب بھی صدیوں بعد اسے اپنے اصل قوم اور وطن ہی میں شمار کیا جائیگا شناخت کو خود سے دور کرنا یا ختم کرنا اپنے سائے کو ختم کرنے کے برابر ہے آج دنیا اور قوموں میں بے شمار مثالیں موجود ہیں لوگ صدیوں پہلے علاقے چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں قوموں میں آباد ہو گئے ہیں لیکن آج کی دنیا میں بھی وہ اپنے اصل قوم اور قبیلے سے یاد کئے جاتے ہیں کیوں؟ کیونکہ "اے لوگوں! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تا کہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو" (سورہ حجرات آیت ۱۳)

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں

تو معلوم ہوا کہ یہ لیبل مہر اور شناخت اللہ نے ثبت کر دیا ہے یہ لوگوں قوموں اور انسانوں کا آپس میں شناخت و پہچان کے ذریعے ہیں اور واقعی اگر آج دنیا میں ایک ہی قوم ایک ہی زبان ہوتا تو انسانوں اور لوگوں کا ایک دوسرے کو پہچاننا شناخت کرنا کتنا دشوار ہوتا آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بعض چھوٹی قوموں میں اکثر نام کے ساتھ عرف مشہور ہوتا ہے کیونکہ یہ قومیں اکثر لوگوں کے مخصوص نام رکھنے تک محدود ہوتے ہیں اور ایک ہی خاندان یا علاقے میں ایک ہی نام کے کئی

لوگ ہوتے ہیں تب ان میں پھر شناخت کے لئے عرف لازماً رکھا جاتا ہے اس سے اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اگر تمام دنیا میں ایک ہی قوم نسل ہوتی تو آج ہر شخص کے نام کے ساتھ فلاں لنگڑا ،فلاں بدمعاش فلاں چھوٹا فلاں لمبا فلاں درخت مطلب دنیا کے ہر چیز کا نام کسی نہ کسی آدمی کے نام کیساتھ ہوتا جو اسلام میں منع ہیں لہٰذا قومیں اور قبیلے بنانے میں اللہ کی جہاں دیگر حکمتیں اور موز ہیں وہاں ظاہری طور پر چند انسانوں کو بھی صاف نظر آتی ہیں اس واضح ،نہ مٹنے والی ،خون میں موجزن انسانی بدن کے حصے کی مانند شناخت کو دنیا کے بعض شریر سردار نواب وقوم کے سربراہ ذاتی جاہ وجلال کی خاطر قوم پرستی کا نام دیکر دوسرے قوموں اور قبیلوں سے اپنے احمق پیروکاروں کو نفرت وعصبیت کا درس دیتے ہیں اور اونچی سطح پر اسے قومیت اور نیشنلزم کا نام دیتے ہیں اللہ نے انسان کو اس قدر مضبوط شناخت قوم اور قبیلے کے ساتھ دی ہے کہ اس کے بدلنے کا تصور مشکل ہے لیکن پھر بھی نادان لوگ قوم قبیلے سے چپکے رہتے ہیں اسلام میں قوموں کو وہ نام شناخت پہچان واضح حاصل ہے کہ قوم پرستی کے نام نہاد دعویداران اس مقام کا سوچ نہیں سکتے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص اپنا نسب چھوڑ کر دوسرا نسب ظاہر کرے اس پر جنت حرام ہے دنیا کے سارے قوم پرست ایک ہو کر اس حدیث جیسا ایک جامع وکامل منشور لا نہیں سکتے۔

سردار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے دعوٰی کیا غیر باپ کا یعنی اپنے آپکو منسوب کیا کسی دوسرے خاندان سے تو اس پر خدا کی اس کے فرشتوں کی اور تمام مخلوق کی لعنت ہوتی ہے اسکے فرض بھی قبول نہیں اس کے نفل بھی قبول نہیں'' دیکھیئے اسلام کی وسیع نظری اور فطرت کے تقاضے وہ کسی کے قوم نسل خاندان ذات پات کو تبدیل کرنے کی قطعاً اجازت نہیں دیتا بلکہ بدلنے پر سخت سزا کا اعلان کرتا ہے۔ نیز فرمایا جو عورت اپنے کو کسی دوسری قوم سے ظاہر کرتی ہے تو ایسی عورت کا اللہ کے یہاں کوئی حصہ نہیں ہے اور جو شخص اپنے بچوں سے انکار کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کو قیامت میں اپنے دیدار سے محروم رکھے گا اور اس کو تمام خلائق کے سامنے رسوا کردے گا"۔

اسلام شناخت پہ شناخت اصلیت پہ اصلیت کے حقائق وفطرت پر تصدیق کرتا ہے اور بیان کرتا ہے لیکن احمق سیدھی راہ چھوڑ کر قومیت کی گندی، کیچڑ میں دوسرے کے کہنے پر جا پھنستے ہیں اپنی ہی قوم قبیلہ پر نظر جم جانا سب کچھ اعلیٰ وارفع قوم اپنے ہی قوم کو تصور کرنے والے کنوئیں کے مینڈک ہیں جو کنوئیں کے پانی کو ہی سارا جہاں کا پانی سمجھتے ہیں اور کنوئیں کو ہی سارا جہاں سمجھتے ہیں یہ تنگ دل تنگ نظر اور تنگ گور ہیں دنیا میں تین مشہور نسل ہیں آرین منگول حبش پھر ہر تین نسل میں سینکڑوں قوم ہیں پھر ہر قوم میں ہزاروں قبیلے ہیں ہر قبیلے میں لاکھوں خاندان ہیں اب اگر کوئی شخص قوم پر فخر کرتا ہے تو وہ کل قبیلے پر بھی فخر کرے گا اور پھر خاندان کی باری آتی ہے تب گھر آئیگا گھر سے گر کر وہ ذات کی بات کرے گا یہی ذات انسان کو بے ذات کر دیتا ہے اگر وہ قوم نہیں نسل کی بات کریگا تو باقی دو نسل سے نفرت کریگا اس طرح تو وہ انسانیت ہی سے خارج ہو گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ اپنے باپوں پر فخر کرنا چھوڑ دیں۔۔۔خداوند تعالیٰ نے تم میں سے جاہلیت کی نخوت اور باپوں پر فخر کرنے کی علت کو خارج کر دیا ہے اب یا تو کوئی متقی مومن ہے یا فاجر بد بخت تمام آدمی آدم علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔

یہ بات ہر لحاظ سے ثابت ہوتی ہے کہ قوم چھوڑنا بدلنا قریب ناممکن ہے لیکن قومیت عصبیت کی باتیں کرتے نادان اور کنوئیں کے مینڈک تھکتے نہیں جو چیز انہیں حاصل اور ان پر نقش ہے اس کی فکر کرتے ہیں اور جو چیز معمولی غفلت سے جاسکتی ہے نسب کی طرح دائمی نہیں بدلی اور چھوڑی جاسکتی ہے اسے بڑی دریا دلی مرضی وطبیعت کے مطابق چھوڑ رکھا ہے مذہب واقعی بدلا جاسکتا ہے چھوڑا جاسکتا ہے ترک کیا جاسکتا ہے اس کے چھوڑنے اور بدلنے کے لئے صدیاں اور عرصے بھی نہیں چاہیئے یہ تو لمحوں میں جاسکتا ہے چھوڑا جاسکتا ہے بدل سکتا ہے لیکن انسان کو اس کی کوئی مستقل فکر نہیں دیکھ بھال نہیں وہ انجانے میں ایسے جملے اور باتیں کہتا ہے کہ زندگی میں بارہا اس کا ایمان چلا جاتا ہے اور اسے خبر تک نہیں ہوتی وہ تجدید ایمان اور احیاء ایمان سے بالکل نابلد رہتا

ہے ایک شخص ایک دن میں دنیا کے تمام ادیان باری باری اختیار کر سکتا ہے اور چھوڑ سکتا ہے لیکن قوم کو زندگی بھر دنیا میں کہیں بھی بدل سکتا ہے نہ چھوڑ سکتا ہے ۔

یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

انسان کی اصل پہچان اور حقیقت اگر قوم قبیلہ یا نسل سے ہوتی تو پھر آخرت میں اسے دوزخ میں پھینکنے کا جواز نہ ہوتا وہ تو قوم کا شکوہ کرتا۔ انسان کی حقیقت دین سے ہے جس کے انتخاب میں اسے اختیار ہے تب ہی تو قیامت میں شکوہ کی گنجائش نہیں۔

" کیا ان لوگوں کو (ان کے عذاب و ہلاک کی) خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے ہوئے ہیں جیسے قوم نوح علیہ السلام اور عاد و ثمود اور قوم ابراہیم علیہ السلام اور اہل مدین اور الٹی ہوئی بستیاں کہ ان کے پاس پیغمبر صاف نشانیاں لیکر آئے سو اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے" (سورہ توبہ آیت ۷۰) اسلام قوم تو بڑی دور کی بات خونی رشتوں کے متعلق کہتا ہے "اے ایمان والو! اپنے باپوں اور بھائیوں کو رفیق مت بناؤ اگر وہ کفر کو بمقابلہ ایمان کے عزیز رکھیں" (سورہ توبہ آیت ۲۳) قوم پرستی قوم کا ہی استحصال ہے اگر قوم پرستی جائز ہے تو پھر تمام قوموں کو اس قوم کی غلامی کرنی چاہیئے جو ان سب میں اعلیٰ ہو لیکن یہاں پھر قومیت کی بات کرنے والے اسلام کا نقل کرتے ہیں کہ تمام قومیں برابر ہیں کسی کو کسی پر برتری نہیں جب کسی قوم کو دوسرے پر برتری نہیں تو پھر دوسری قوموں سے نفرت کا درس کیوں؟ مختلف نسلیں مختلف قومیں مختلف قبیلے دنیا کے مختلف خطوں میں آباد ہیں کوئی تیل سے مالا مال تو کوئی معدنیات سے مالا مال کوئی زراعت سے مالا مال تو کوئی صنعت و حرفت میں مالا مال مختلف قوم اور انسان مختلف وسائل میں مالا مال ہیں یہ ایک دوسرے کے محتاج ہیں کوئی مکمل نہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آدمی آپس میں ایسے ہیں جیسے کنگھی کے دندانے"۔

دنیا کے قوموں میں ملکوں میں سرحدیں غیر فطری ہیں ہم روز اول سے سنتے اور آج دیکھتے ہیں کہ سرحدیں اور رکاوٹیں عارضی ہوتی ہیں دنیا ایک ہی قانون اور ایک ہی نظام کی متمنی ہے جو فطری و آفاقی ہو لیکن فطری و آفاقی نظام والے سرحدوں پر جم گئے جبکہ ان کا اصول اور قاعدہ قانون لیکر آج عیسائی امریکہ دنیا پر ورلڈ آرڈر کی صورت میں حکم چلا رہا ہے اسلام تمام اقوام کو ایک نظر سے دیکھتا ہے اور ایک دوسرے کی احترام و تکریم کی تاکید کرتا ہے فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے "جب کسی قوم کا بزرگ تمہارے پاس آئے تو اس کی عزت کرو" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوم کا سردار قوم کا خدمت گار ہوتا ہے آج دیکھا جائے تو سردار قوم کے حاکم بنے بیٹھے ہیں تمام قوم خادم نظر آتی ہے قوم کے ہر فرد کو غلام سمجھا جاتا ہے قوم کی عزت و مال اور وقار سردار کے اشاروں میں ہوتی ہے آج مسلمان قوم کو حکمران مختلف قوموں میں تقسیم کرنے کے درپے ہیں آج مسلمان قوم کی شناخت بطور مسلمان نہیں بلکہ عراقی مسلمان افغانی مسلمان پاکستانی مسلمان کشمیری مسلمان فلسطینی مسلمان چیچن مسلمان چینی مسلمان ہوتا ہے اور ایک پر ظلم صرف اُسی قوم پر ظلم شمار کیا جاتا ہے جو لوگ قومیت و تعصب کرتے ہیں یا ان نفرتوں کی سرپرستی کرتے ہیں آپ اسی سرپرست اور قوم کے لوگوں کا موازنہ کریں یہ جو چیزیں اپنے لئے پسند کرتے ہیں وہ قوم کے لئے نہیں کیونکہ تعصب کی کیڑے دل و دماغ میں پڑنے کے بعد تعصب نسل قوم قبیلے کے بعد ذات تک سرایت کر جاتی ہے آپ دنیا کے کسی بھی خطے سے قومیت و تعصب کی بات کرنے والے کی بے علمی کا شجرہ دیکھیں یہ شجرے جا کر زمانہ جاہلیت کے کسی نہ کسی ابو جہل پر ختم ہوں گے۔ سید المرسلینؐ فرماتے ہیں " میں سارے نبیوں کا سردار ہوں "میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور کوئی فخر نہیں"

اسلام میں تین افراد کا نماز جنازہ جائز نہیں ایک کافر کا دوسرا جو قومیت پر مارا گیا ہو تیسرا اسلامی وطن کے باغی کا۔ جو نسلیں قومیں قبیلے خاندان اور افراد اسلامی اصولوں کے پابند ہیں آپ

ان کا علمی شجرہ دیکھیں یہ عین جا کر انسانیت کو راہ دکھانے والے مساوات کے عملی نمونے دکھانے والے پر ختم ہوگا۔ جس نے اس زمانے کے ایک لاکھ چوالیس ہزار کے مجمعہ حجتہ الوداع کے خطبے میں ارشاد فرمایا "عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر گورے کو کالے پر کالے کو گورے پر کوئی ترجیح نہیں مگر پرہیزگار کیساتھ"

وہ سب کو اولاد آدم علیہ السلام بتاتا ہے اور اپنے اقوال کو عمل سے بتاتا ہے سفر ہو یا حضر جنگ ہو یا امن آپ ﷺ اپنے اصحابؓ کیساتھ کام میں برابر کا حصہ لیتے تھے اگر سفر ہے تو لکڑیاں اکھٹی کر رہے ہیں مسجد کی تعمیر ہو تو آپ ﷺ پتھر ڈھو رہے ہیں اور معمولی مزدور کی حیثیت سے شریک کار ہیں جہاد میں خندق کھود رہے ہیں آپ کو مجلس میں پہچاننا ناشناشخص کیلئے مسئلہ بن جاتا کیونکہ آپ ﷺ کے بیٹھنے کے لئے مخصوص جگہ غالیچہ یا تکیہ نہ ہوتا مؤمن کا فخر اس کا رب اور اس کی عزت اس کا دین ہے منافق کا فخر نسب اور اس کی عزت اس کا مال ہے۔

جہاد اور جنگ

لفظ جہاد جُہد یا جہد سے ہے جس کے معنی انتہائی کوشش، محنت، مشقت اور طاقت کے ہیں اصطلاحاً جہاد سے مراد وہ کوشش، محنت، مشقت اور طاقت جو اسلام کی سر بلندی اور دین کی حفاظت و اشاعت کی خاطر بروئے کار لائی جائے قرآن پاک میں جنگ کے لئے حرب اور لڑائی کے لئے قتال کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کی جنگ؛ جہاد؛ اور عام یا کفار کی جنگ میں واضح فرق ہے جنگ یا لڑائی انسانوں کی ہلاکت اور تباہی کا باعث ہوتی ہے۔ اس میں خیر کا کوئی پہلو نہیں ہے اس لئے حدیث میں آتا ہے کہ جنگ ایک دھوکہ ہے جبکہ جہاد مدافعانہ بچاؤ، مظلوموں کی حمایت اور عدل وانصاف کے قیام کی خاطر کیا جاتا ہے اس کی غرض وغایت صرف کلمہ حق کی بلندی اور خیر وحق کا فروغ ہے اس لئے اسلام میں جہاد فی سبیل اللہ کے لئے بار بار حکم ہے چار مشہور فقہوں میں سب کے نزدیک اللہ رب العزت کی راہ میں جانی ومالی بھرپور کوششوں کے ساتھ جہاد فرض ہے جدید انسانی نظریات کے عامل لوگ جہاد اور جنگ کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔

دراصل واقعہ یہ ہے کہ اکثر مسلمان جہاد کو جسے انگریزی میں "Holy War" کہتے ہیں ہم خیر باد کہہ چکے ہیں جبکہ کفار اپنی جنگ "Un holy war" کو شدت کے ساتھ اپنا چکے ہیں اس کا اندازہ اس امر کے ساتھ کیا جاسکتا ہے کہ صرف امریکہ گزشتہ پچاس برسوں میں ۲۴ ممالک پر جارحانہ حملے اور ان کے ساتھ جنگ کر چکا ہے کفار مغربی میڈیا یہود ونصاریٰ اور ان کے زرخرید منافقین نے جس انداز میں جہاد کی تشریح اقوام عالم کے سامنے پیش کی ہے اپنے مذہب سے نا آشنا اور دور مسلمانوں نے بھی اسے ذہن پر نقش کر لیا ہے ان نفس کے پجاریوں نے جہاد کو جنون وحشت اور دہشت گردی سے منسوب کر دیا ہے حالانکہ اسلام وہ پر امن اور اخوت کا دین ہے جس کے معنٰی ہی سلامتی کے ہیں جس میں کسی کی طرف صرف ایسی نظر سے دیکھنا کہ دوسرے کے دل میں خوف پیدا ہو جائے گناہ ہے قرآن مجید میں واضح فرمان ہے "لا اکراہ فی

دیـــن "''دین میں کوئی سختی نہیں'' اسلام میں دہشت گردی کا کوئی تصور ہی نہیں مجنون اور پاگل کو فرائض سے بری الذمہ قرار دیا گیا ہے پھر وہ کیسے جہاد جیسے فرض میں حصہ لے سکتا ہے اس حقیقت کے باوجود اسلام دشمن قوتوں نے بڑی مکاری وعیاری کے ساتھ بڑی داڑھیوں خونخوار آنکھوں مسلح افراد کھوپڑی پر بندوق کی نلی رکھ کر لاالٰہ الا اللّٰہ کہلوانے اور جو کلمہ نہ کہے اسے قتل کرنے والوں ،مال ودولت لوٹنے والوں کو مجاہدین کے طور پر پیش کیا ہے تا کہ دنیا کو اسلام اور مسلمان کے خلاف جنگ ونفرت کے لئے آمادہ کر سکے اور اس میں وہ کامیاب بھی ہیں خود جنگ اور دہشت گردی کے ذریعے ساری دنیا میں ڈاکوؤں کی طرح پھیل گئے ہیں ہر طرف تجارت کی منڈیاں خام پیداوار ،معدنیات اور زمینیں ڈھونڈتے ہیں۔ان کے نزدیک کسی قوم وملک پر حملہ کرنے کے لئے اتنا ہی بہانہ کافی ہے کہ وہاں زمین زرخیز اور تیل کا امکان ہو،صنعت کی ترقی ہو تا کہ مطمئن نہ ہونے والے اپنے نفس کو عارضی طور پر مطمئن کر سکیں اس حرص کی آگ کو بجھانے کے لئے دنیا کا کوئی چپہ ان سے محفوظ اور کوئی قوم باعزت نہیں اپنی جنگ کو امن کے خلاف دہشت گردی اور نہ جانے کن غلط ناموں والی جنگ کے خلاف باعزت انسان دوست بحالی جمہوریت کا نام دیتے ہیں حالانکہ یہ خالصتاً صلیبی جنگیں ہیں جن کا وہ برملا اعلان بھی کرتے ہیں جبکہ اسلام کی مقدس جنگ فرض جہاد کو فساد دہشت گردی ،تباہی انسانیت اور جہالت کا نام دیتے ہیں دنیا پرست اور بے راہ مسلمان بھی ان کی ہاں میں ہاں ملا کر خود کو اعتدال اور ترقی پسند مسلمان ہونے کے فریب میں پھنسا کر گیڈر اور خوشامدی کی زندگی اختیار کرتے ہیں موت کے وقت سمجھ جاتا ہے کہ زندگی کی حقیقت کیا ہے؟اب سمجھنے کا فائدہ کیا غلط اور بری راہ کی تبلیغ عمر بھر کرنے کے بعد اب اتنا وقت بھی نہیں کہ حقیقت عیاں کر سکے یہاں تک کہ مسلمان حکمران اس دھوکے کے شکار ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا''میرے بعد تمہارے ایسے والی ہوں گے کہ جس امر کو تم سُن کر منکر کہو گے وہ اس کو معروف کہیں گے اور جس کو تم معروف کہو گے وہ اس کو منکر کہیں گے تم میں جو ان امور کو پائے تو اس پر اللہ

کی نافرمانی کرنے والے کی اطاعت واجب نہیں'' ''اور جو منافق اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں انھیں خبر سنادو کہ ان کیلئے دردناک سزا تیار ہے کیا یہ لوگ عزت کی طلب میں ان کے پاس جاتے ہیں؟ حالانکہ عزت تو ساری کی ساری اللہ ہی کیلئے ہے''۔

(سورہ نساء آیت ۱۳۸)

یہود و نصاریٰ کفار کی زندگیوں سے متاثر لوگوں کا دعویٰ ہے کہ آج معیشت کی جنگ ہے اقتصادی طور پر مضبوط ہونا چاہیے کتنے نادان ہیں جدید نظریات اس ازم اُس ازم کے لوگ انھیں آج معلوم ہوا کہ معیشت کی جنگ ہے ہمیں تو آدمؑ کے زمانے سے علم ہے کہ دنیا میں جنگ زر، زن اور زمین کے لئے ہوتی ہے اس کی سرکوبی کے لئے جہاد آیا ہے مگر آج سرکاری طور پر جہاد منسوخ ہو چکے ہیں اور آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے ہمیں پرامن مبلغ بنانے پر زور دیا جاتا ہے اور یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ ہم خون خرابہ قتال نہیں جانتے ہیں ہم تو بھکشوؤں اور پادریوں کی طرح پرامن تبلیغ کرتے ہیں اگر صرف بھکشوؤں اور پادریوں کا طریق درست اور جائز ہوتا تو پھر جہاد اور اسلام کس لئے آیا؟ آج جہاد بالمال، جہاد باللسان، جہاد بالقلم اور جہاد بالنفس کو ہی جہاد ٹھہرایا گیا ہے یقیناً اور ایماناً ان جہاد کی اقسام کی اپنی فضیلتیں، برکتیں اور محاسن ہیں جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں تمام جہادوں میں جہاد بالسیف (تلوار کا جہاد) اسلام میں افضل العبادات ہے کیونکہ جہاد فی سبیل اللہ باقی تمام جہادوں کا ہی نہیں بلکہ پورے اعمال اور اسلام کا محافظ ہے اور پھر ویسے بھی ہر فرض کی اپنی جگہ ہے کوئی فرض دوسرے فرض کی جگہ نہیں لے سکتا فرض کریں کہ کسی لڑکے کو باپ وصیت کرتا ہے کہ بیٹا یہ میرا دوست میرے بعد تمہارے باپ کی جگہ ہے تو کیا باپ کی وفات کے بعد بیٹا باپ کے دوست کو باپ کی جگہ دے گا ادب واحترام ضرور کرے گا لیکن اس کی ماں آج بھی نامحرم ہے اس کا گھر آج بھی باپ کے دوست کے لئے غیر ہے جائیداد سے محروم ہے اگر اعتکاف کا ثواب ایک مقبول حج اور عمرہ کے برابر ہے تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اعتکاف حج کا بدل یا برابر ہے یا

اعتکاف حج ہے اسی طرح دیگر ثواب کے کاموں اور فرائض میں جو لوگ حیلے بناتے ہیں انھیں احتیاط کرنا چاہیئے کسی محفل یا تقریر میں اپنی علمی و منطقی برتری ثابت کرنے کے لئے عقائد و فرائض کو مسخ کرنے کے جرائم سے گریز کرنا چاہئے۔

جہاد فی سبیل اللہ اور جنگ میں اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ خیر اور شر میں جہاد رحمت اور جنگ دھوکہ ہے قرآن پاک میں جہاد کا حکم ہے تمام قرآن رحمت ہی رحمت ہے اس لئے جہاد رحمت ہے جبکہ ناحق جان کو قتل کرنا قرآن نے پوری انسانیت کے قتل کے برابر قرار دیا ہے اس طرح جنگ واقعی دھوکہ اور تباہی انسانیت ہے سائنسی اور عقلی لحاظ سے بھی جہاد رحمت ہی ثابت ہے دنیا کو اللہ کے حکم کے مطابق چلانا جہاد ہے اللہ کا حکم قرآن ہے اور قرآن کا حکم ہے کہ دنیا کو اس قانون کے تحت چلاؤ اس کے خلاف چلاؤ گے تو تباہی و بربادی ہوگی اب جہاد عین کوشش ہے دنیا کو کتاب قانون فطرت پر چلانے کی جبکہ جنگ عین دنیا کو ذاتی عقل پر چلانے کی کوشش ہے "جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں بوجوہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں" (سورہ نساء آیت ۷۶) کفر زمین پر اس لئے لڑتا ہے کہ اپنے لیئے زیادہ فوائد حاصل کرے اور انسانوں کا خدا بن جائے قرآن میں آتا ہے کہ کفار مسلمانوں کو پریشان حال دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ پھر ان کے امداد ڈالرز اور راشن کس لیئے ہیں؟ یہ اس کے بدلے میں ہم سے ضرور بالضرور بہت اعلیٰ نفع دین چھین لیتے ہیں۔

جہاد فقط عادلانہ نظام قائم کرنے کی خاطر ہوتا ہے اس میں حصہ لینے والے کی نیت صرف خدا کی خوشنودی اور کلمہ حق کی سربلندی ہوتی ہے حدیث میں ہے اگر کسی شخص نے جنگ کی اور اس کے دل میں اونٹ باندھنے کی ایک رسی حاصل کرنے کی بھی نیت ہوئی تو اس کا اجر ضائع ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو صرف وہی اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے تاریخ اسلام گواہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ امن کے خواہاں رہے آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! جنگ کی خواہش نہ کرو اور خدا سے امن کے خواہاں رہو لیکن تمہیں جنگ کرنا ہی پڑے تو صبر کرو اور ثابت قدم رہو اور یقین رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے اسلام سے قبل جنگوں میں قیدیوں کو قتل کیا جاتا اور اسلام آنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قانون ختم کر ڈالا۔ عورتوں، بچوں اور زخمیوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا بھاگنے والے کا پیچھا کرنے سے منع فرمایا امن اور پناہ چاہنے والوں کو معاف فرمایا جبکہ کفار کی جنگوں میں معاملہ برعکس ملتا ہے تاریخ اس پر گواہ ہے اور موجودہ دور میں افغانستان اور عراق پر امریکی حملوں سے قیاس کیا جائے فضا سے بمباری میں شہر، عورتیں بوڑھے، بچے، زخمی تو کیا اسپتال، مساجد خوراک کے ذخیرے سب کچھ نشانہ بنائے جاتے ہیں اور اگر یہ کفار ہر لحاظ سے غالب ہوتے تو کیا عالم ہوتا؟ قرآن میں کفار کی دوستی سے اللہ نے سختی سے منع فرمایا ہے کیونکہ جب تک مسلمان کفار کی عین پیروی نہیں کرتے کفار ہرگز مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے اللہ فرماتے ہیں ''اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ فساد عقیدہ (کفر) نہ رہے اور دین (خالص) اللہ جل شانہ ہی کا ہو جائے'' (سورہ انفال) از روفطری قانون قرآن ''اگر تم میں بیس ۲۰ آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے'' (سورہ انفال) اور یہ بات ماضی کے مسلمان ثابت کر چکے ہیں آج دنیا میں ہر چوتھا شخص مسلمان ہے ڈیڑھ ارب مسلمان ہیں آج کے مسلمان کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا ''کہ تمہارے قتل کیلئے اُمتیں ایک دوسرے کو ایسے بلائیں گی جس طرح کھانا کھانے کیلئے دسترخوان پر بلایا جاتا ہے کسی نے پوچھا کہ کیا اس وقت ہم تعداد میں کم ہوں گے فرمایا نہیں تم بکثرت ہو گے مگر اس طرح کم حیثیت کے ہو گے جیسے سیلاب میں درخت کا سڑا پتا جھاگ میں آلودہ ہوتا ہے اور تمہارے دشمنوں کے سینوں سے اللہ تمہارے خوف نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں وہن ڈال دے گا لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہن کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے نفرت'' جنگ حرص کے لئے ہوتی ہے معدنیات

کے لئے ہوتی ہے جبکہ جہاد کفار کے لئے بھی رحمت ہوتا ہے کیونکہ جہاد کے ذریعے حق ،انصاف اور دین فطرت کفار تک پہنچ جاتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا جس نے جہاد نہ کیا اور جہاد کا شوق اور ارادہ بھی اس کے دل میں نہ ہوا تو یہ آدمی منافقت کے ایک حصے میں مرے گا ایک حدیث میں ہے جس نے جہاد نہ کیا اور نہ کسی مجاہد کو سامان دیا اور کسی مجاہد کے گھر کی دیکھ بھال نہ کی تو اللہ قیامت سے پہلے پہلے اسے کسی دردناک مصیبت میں مبتلا کر دے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار شہادت کی تمنا فرمائی آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میری تمنا ہے کہ میں اللہ کے راستے میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔

جہاد کی دو قسمیں ہیں اقدامی جہاد اور دفاعی جہاد۔ اقدامی جہاد وہ جہاد ہے جس میں مسلمان از خود کفار کے خلاف جہاد کا اقدام کرے جن کفار تک دین نہ پہنچا ہو تو حملے سے پہلے دعوت دینا مستحب ہے اگر نہ مانیں تو جزیہ کا مطالبہ کیا جائے گا یہ بھی نہ مانیں تو جہاد کیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اکثر جہاد اقدامی ہوا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ بھی قرآن میں اقدامی جہاد کی تلقین فرماتا ہے "اور ان کافروں کیلئے جس قدر تم سے ہو سکے ہتھیار (موجودہ دور میں میزائل ایٹم بم) اور پلے ہوئے گھوڑوں (آج کے جہاز اور ٹینک) سے سامان درست رکھو اور اس کے ذریعے سے تم رعب جمائے رکھو ان پر جو کہ اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے دشمن ہیں" (سورہ انفال آیت ۶۰) اقدامی جہاد کی بدولت کفار مسلمانوں کے خلاف جوارادے اور سازش رکھتے ہیں ترک کر دیتے ہیں خوف زدہ اور مرعوب ہو جاتے ہیں کفار ہم سے پہل کا سبق سیکھ چکے ہیں اور آج وہ ہمیں کہتے ہیں **Attack is the best form of the defence** یاد رکھیئے پسینہ خون کی حفاظت کرتا ہے خون عزت کی حفاظت کرتا ہے عزت اسلام ہے، اقدامی جہاد فرض کفایہ ہے جب مسلمان فرض کفایہ کو مسلسل نظر انداز کرتے ہیں تو دشمن

سازشیں شروع کر دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج ہر طرف مسلمان مشرق سے مغرب تک کفار کے شکنجے میں خون آلودہ ہے صرف فرض کفایہ سے غفلت کی سزا ہے کہ آج دنیا بھر کے مسلمان دفاعی جہاد پر مجبور ہیں جو کہ فرض عین ہے فقہاء کرام کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد درج ذیل صورت میں فرض ہو جاتا ہے کفار مسلمانوں کے کسی شہر یا بستی پر حملہ آور ہو جائیں یا قابضین آ جا ئیں آج ہم افغانستان اور عراق پر حملے، کشمیر، اور فلسطین پر قبضے اور مسلم ممالک میں کفار کے اڈے سیاسی تصور کرتے ہیں جب کفار مسلمانوں کے کچھ افراد کو گرفتار کر لیں آج ہندوستان کی جیلیں کشمیری مسلمانوں سے بھری ہیں امریکہ کی قید میں بھی مسلمان ہیں۔ایک مسلمان عورت گرفتار ہو جائے تو اسے نجات دلانا تمام مسلمانوں پر فرض ہے آج کشمیری فلسطینی اور عراقی مسلمان عورتیں گرفتار نہیں بیس بیس کفری فوجیوں کے سامنے شرمسار ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی حمایت ایسے موقع پر نہیں کرتا جہاں اس کی تذلیل کی جارہی ہو اور اس کی عزت پر حملہ کیا جارہا ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی حمایت ایسے موقع پر نہیں کرتا جہاں وہ اللہ کی مدد کا خواہاں ہو اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی حمایت ایسے موقع پر کرتا ہے جہاں اس کی عزت پر حملہ کیا جارہا ہو اور اس کی تذلیل و توہین کی جارہی ہو تو اللہ اسکی مدد ایسے موقع پر کرتا ہے جہاں چاہتا ہے کہ اللہ اسکی مدد کرے''۔

جب امام پوری قوم یا کچھ افراد کو جہاد کے لئے نکلنے کا حکم دے آج ہم کس کا حکم مانتے ہیں؟ جب مسلمانوں اور کافروں کی جماعتیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے آجائیں فرض عین کا مطلب یہ ہے کہ بیٹا والدین کی اجازت کے بغیر بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر مقروض قرض خواہ کی اجازت کے بغیر نکلیں گے ابتدائی طور پر اس علاقے کے مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے جن پر حملہ ہوا ہو اگر وہ مقابلے میں ناکافی یا کمزور ہوں یا سستی کریں تو ساتھ والوں پر اسی طرح پورے عالم کے مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسلام تلوار نہیں اخلاق سے پھیلا ہے جبکہ

تلوار اخلاق کی ضد ہے علمائے کرام سے جب پوچھا گیا کہ اسلام کی اشاعت کس طرح ہوئی تو علماء نے ایک جامع لفظ اخلاق استعمال کیا تلوار کو اخلاق کی ضد بتانے والے مسلمانوں کو نہتا کرنے کے لئے سازش ہے اسلام انسانیت کا پہلا داعی مذہب ہے وہ تمام انسانوں کو مخلوق خدا سمجھتا ہے مسلمان ہر زمانہ میں انسانوں میں کبھی بھی کسی کافر کا دُشمن نہیں ہے وہ تو ہر انسان کی ہدایت کیلئے ہمیشہ دُعا گو رہتا ہے مسلمان کفار کے نہیں کفر کے دُشمن ہیں تمام انسان اللہ کے بندے ہیں تمام انسان ایک جسم کی مانند ہیں جبکہ کُفر جسم میں بیمار، اپاہیج، ناسور والے حصے ہیں جنکا علاج نہ کیا جائے تو پورا جسم ناسور بن جائیگا اسی لیئے اللہ جل شانہ فرماتے ہیں ''جہاد ترک کرنا تباہی ہے'' واقعی علاج ترک کرنا پورے جسم کی تباہی ہے۔ جس طرح ڈاکٹر جسم میں ناسور دوائی (اخلاق) سے نہیں بلکہ کاٹ کر دور کرتا ہے بالکل اسی طرح برائی دنیا سے تلوار کے ذریعے ختم کرنا ممکن ہے آج اگر کسی کا یہ خیال ہے کہ کفار ہمارے اخلاق سے متاثر ہو کر سازشیں بند کردیں گے یا مسلمان ہو جائیں گے وہ خوش فہمی اور دھوکہ میں مبتلا ہیں اخلاق اور وعظ سے کفار مسلمان ہوتے تو نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ساری دُنیا مسلمان ہو جاتی آپ ﷺ کے اخلاق کے دُشمن بھی معترف تھے اور آپ ﷺ کی باتیں اور وعظ جو سُنتا وہ آپ ﷺ اور اسلام کا ہو کر رہ جاتا اسی لیئے کفار اکثر اپنے لوگوں کو آپ ﷺ سے نہ ملنے کی سخت ترین تدبیریں کرتے ۔وعظ اثر کرتا تو مسلمان ملکوں کے ہزاروں واعظ جو غیر مسلم ملکوں میں جاتے ہیں سب کو مسلمان کر دیتے لیکن عام بیماری کے علاوہ ناسور تو ناسور ہی ہے۔ گزشتہ پچاس برسوں میں اتنے لوگ مسلمان نہیں ہوئے جتنے گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء اور افغانستان پر اتحادیوں کے حملے کے بعد ہوئے ہیں ان میں عام لوگ مسلمان نہیں ہوئے ہیں برطانیہ کے بیوروکریٹس شاہی خاندان کے لوگ مسلمان ہوئے ہیں امریکہ میں ۳۶ ہزار لوگ مسلمان ہوئے ہیں یہ جہاد کے ثمرات اور اثرات ایک فرد کا مسلمان ہونا گویا ایک گھر کا مسلمان ہونا ہے کیونکہ ایک فرد مرد ہو یا عورت اس پر پورا گھر انحصار

کرتا ہے، مؤمن وہ ہے جو زمانے کی بصیرت رکھتا ہو آزاد قومیں ہمارے اخلاق سے کیونکر متاثر ہوں گی ہمارا اپنا کوئی نظام نہیں چل رہا نہ ہی خلافت ہے قرآن مجید نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کی گواہی بے مثال الفاظ میں دی جبکہ قتال کا حکم بھی ان الفاظ میں دیا ''تم پر قتال کو فرض کیا گیا'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تلوار اٹھانے والے پر اللہ اپنے ملائکہ کے سامنے فخر کرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود نبی السیف (تلوار والے نبی) نبی الملاحم (جنگوں والے نبی) تھے اور مجسم اخلاق تھے۔ اسلام اخلاق اور تلوار کا حسین امتزاج ہے اور اسی سے اسلام پھیلا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود ۲۷ مرتبہ تلوار اٹھا کر کفار کے ساتھ لڑے دندان مبارک شہید ہوئے سر مبارک میں لوہے کی ٹوپی کا کیل گھس گیا جسے نکالنے کیلئے صحابی کے چار دانت کام آئے ۲۷ غزوات میں آپ ﷺ نے بذات خود کیا کچھ جھیلا ہوگا؟ ۷۵ مرتبہ صحابہ کرامؓ کو مختلف محاذوں پر روانہ فرمایا یہ تعداد ۱۰۲ ہوئی۔ ۲۳ برس آپ ﷺ پیغمبر رہے ۲۳ برسوں میں ۱۰۲ جنگیں اور آج ایک ۷۰ سالہ مسلمان کو لیں ساٹھ ۶۰ سالہ جنرل کو لیں اور اس کی زندگی میں جہاد پر جانے کو شمار کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ابی ابن خلف جیسے خبیث النفس کافر کو قتل فرمایا بعض کافروں کے قتل کا حکم دیا تلوار رکھنے کے فضائل بتائے تلوار بازی تیر اندازی سیکھنے کا حکم دیا ترک کرنے سے خبردار کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میراث میں ہتھیار چھوڑے نعوذ باللہ کیا یہ افعال واقوال بداخلاقی ہیں یقیناً نہیں اسلام میں تلوار اور اخلاق ہرگز ہرگز ضد نہیں حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو جہاد کے برابر ہو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا (جو جہاد کے برابر ہو) لیکن آج مغربی میڈیا کفار دنیا پرست لوگ مجاہد کو دہشت گرد کی طرح دکھاتے اور بتاتے ہیں اور جنگ کے سربراہان کو معزز اور انسان دوست دکھاتے ہیں ان کے کرتوت اور مظالم آپ قلعہ جنگی میں دیکھئے چاروں طرف سے ٹینکوں سے حملہ

اوپر سے B-52 طیارے کے بم یہ کوئی جنگ نہیں بلکہ قیدیوں پر حملہ ہے جن کا جرم اپنے وطن اور اسلام کا دفاع ہے گوانتانا موبے میں دیکھیئے قیدیوں پر فضلے پھینکے جاتے ہیں قیدیوں کو یہ معلوم نہیں کہ دن ہے یا رات جون جولائی تو دُور کی بات رمضان اور عیدین کی خبر نہیں ہاتھ توڑے جاتے ہیں ننگے کیئے جاتے ہیں ان کا بھی وہی جرم ہے ابوغریب جیل کو لیجیئے قیدیوں کو ننگا کر کے ایک دوسرے پر بٹھانا مُردوں کی طرح تہہ در تہہ رکھنا گلے میں رسی ڈال کر کُتا بنانا جسموں میں ڈرل چلانا مسلمان خاتون کیساتھ بیسیوں مرد کا زبردستی ریپ کرنا یہ تو وہ انسان سوز مظالم ہیں جو ریکارڈ پر آ گئے اس کے علاوہ کیا کیا ہوا ہوگا اور ہو رہا ہے؟ عراقی صدر صدام حسین نے صرف دو قیدی پائلٹ ٹی وی پر دکھائے تو تمام دُنیا کو کفار نے سر پر اُٹھایا کہ یہ عالمی معاہدوں کی خلاف ورزی ہے انسانی تذلیل ہے؟ طالبان کیساتھ برطانوی صحافی خاتون چند دن قید میں رہیں کیسا قید جو خود کھاتے پہلے قیدی کو دیتے ہیں قیدی ناراض ہے تو بہن کہہ کر منت سماجت کر کے کھلاتے ہیں انہیں سونے کیلئے پلنگ فراہم کرتے ہیں خود زمین پر سوتے ہیں باعزت واپس بری کرتے ہیں تو چند دن بعد یہ خاتون صحافی مسلمان ہو جاتی ہے اب انصاف کیا جائے حق بتایئے ان میں دہشت گرد کون ہیں؟ حقیقت تو یہ ہے کہ سوٹ بوٹ والے اصل دہشت گرد اور انسانی خون پینے والے ہیں اگر مجاہدین ان ڈاکوؤں یا ایجنٹوں کی طرح ہوتے تو آج جنگلوں، غاروں، پہاڑوں میں رہنے کی بجائے وہ بھی کسی حکومت کے سربراہ، گورنر، وزیر ہوتے اربوں ڈالر کی ملکی اور غیر ملکی ذخائر اور اکاؤنٹس ہوتے شراب کباب سنہرے بال اور گورے گال میں ڈوبے رہتے لیکن انھیں معلوم ہے کہ سکون چین وقرار حق وصداقت اور خاص کر رضا الٰہی کلمہ حق کی بلندی کس راہ میں ہے اللہ نے محبوب ترین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتال کرنے اور قتال پر ابھارنے کا حکم دیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''ہمیشہ میری اُمت کیلئے ایک گروہ حق پر مدد کرتا رہیگا یہاں تک کہ امر الٰہی آجائیگا''، یعنی جہاد قیامت تک جاری رہیگا اس سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال

وافعال مبارک سے کتب احادیث میں جہاد کے ابواب بھرے پڑے ہیں جس کا اندازہ اس کے مطالعہ سے ہوگا علماء نے اس موضوع پر مسلسل تصانیف فرمائیں قرآن مجید میں جہاد کا مسئلہ اس قدر بیان ہوا ہے کہ کسی اور عمل کی اس قدر تفصیل محققین کی نظر سے نہیں گزری قرآن مجید میں سورتوں کی سورتیں نازل فرمائیں سینکڑوں آیات میں فضائل اور فوائد سے آگاہ کیا گیا قرآن مجید کو تدبر سے پڑھنے اور سمجھنے والے بعض بڑے مفسرین حضرات کی رائے یہ ہے کہ قرآن مجید کا موضوع ہی جہاد ہے قرآن پاک میں جہاد فی سبیل اللہ جس کے معنی قتال فی سبیل اللہ اصطلاحاً مستعمل ہوا ہے قتال کا صیغہ بھی استعمال ہوا ہے جہاد فی سبیل اللہ کے ۲۶ صیغے ہیں اور قتال ۷۹ صیغے ہیں بعض پوری کی پوری سورتیں جہاد کے احکام وفضائل اور جہاد ترک کرنے والوں پر وعید کے بارے میں نازل ہوئیں جیسے سورہ انفال کا دوسرا نام سورہ بدر ہے سورہ حدید میں آلات جہاد کے اشارے ہیں سورہ بقرہ سورہ نساء اور سورہ مائدہ میں جہاد کا مفصل حال ہے سورہ احزاب، سورہ محمد ﷺ (قتال) سورہ فتح اور سورہ الصّف کے جنگی ناموں سے جہاد کے بیان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے سورہ نصر میں جہاد کے ذریعے دین کے عالمگیر انقلاب اور مقبولیت کا بیان ہے جو مسلمان جہاد کے بارے میں خدانخواستہ بے راہ یا غیروں کی باتوں کا اسیر ہوا ایک بار خود قرآن مجید کا بغور مطالعہ کرے تو حقیقت خود عیاں ہو جائے گی اور دل میدان جہاد میں جانے کے لئے بے چین ہو جائے گا دشمنان اسلام کی کوشش یہی ہے کہ وہ مسلمانوں کو قرآن کریم سے دور رکھیں اسی لیئے ہمارے بچوں کے تعلیمی نصاب میں سے آہستہ آہستہ قرآن کی آیتیں نکالی جاتی ہیں کیونکہ قرآن مجید کا بار بار پڑھنے والا کبھی بے راہ نہیں ہوسکتا اور اسے دنیا میں کسی فتوے یا دلیل وغیرہ کی ضرورت نہیں رہتی اس کا دل کھل جاتا ہے پھر اسلام یا جہاد سے دور رکھنا کسی کے بس کی بات نہیں رہتی کیونکہ وہ قرآن کا بیان سمجھ جاتا ہے ”تم چاہے کہیں بھی ہو وہاں ہی تم کو موت آدبائے گی اگرچہ تم قلعی چونہ کے قلعوں ہی میں ہو“ (سورہ نساء آیت ۷۸)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ شہید کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہے اسے ہماری طرف سے باقاعدہ رزق ملتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ شہید کو اللہ پاک چھ نعمتیں عطا فرماتے ہیں۔اول پہلے ہی لمحے میں اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے ثانیاً عذاب قبر سے محفوظ کر دیا جاتا ہے ثلاثاً قیامت کی مصیبت سے مامون کر دیا جاتا ہے رابعاً اس کے سر پر عزت ووقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کی ایک یاقوت دنیا میں اور اس میں جو کچھ ہے سب سے بہتر ہے خمساً گوری گوری بڑی آنکھوں والی ۷۲ حوروں سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے اور اس کے ستر رشتہ داروں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے ''تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم خدا کی راہ میں ان مردوں عورتوں اور بچوں کے لئے نہیں لڑتے جنھیں کمزور پا کر دبا لیا گیا ہے اور جو دعائیں مانگتے ہیں کہ خدایا ہمیں اس بستی سے نکال جس کے کارفرما ظالم ہیں''۔

(سورہ نساء آیت ۷۵)

ہم چاہے امن کی طرف رغبت دلائیں مجاہدین کو دہشتگرد ٹھہرائیں جنگ وجہاد سے نفرت کا قوم کو درس دیں لیکن دنیا بہت بڑی جنگ کی طرف خاموشی اور منافقت کے ساتھ بڑھ رہی ہے کفار ممالک کی ایک دوسرے کو اسلحے کی ترسیل فوجیوں کی تربیت خاص جاسوسی میں مدد کسی سے چھپی نہیں ۔کفر ایک ہی ملت ہے ۔مسلمان بھائیوں اور ملکوں کی مدد نہ کرنا خود کو کمزور کرنے کے مترادف ہے اور کل خدانخواستہ ہمارا حال بھی بے سروسامانی بے یارومددگار ہو سکتا ہے۔

اسلام اور جمہوریت

وہ عبادت بھی جہالت ہے جو علم و شعور کے بغیر ہو سیاست عبادت ہے تو اس میں بھی سب سے پہلا حق دین کے لوگوں کا ہے جو شخص حصول علم جیسے فرض کو ادا نہ کر سکے اسے سیاست جیسی عبادت کی ذمہ داری کیسے سونپی جائے بہر حال سیاست پر بد قسمتی سے ان پڑھ اور غیر سنجیدہ افراد کی گرفت بہت قوی ہے ویسے بھی جمہوری وفاقی یا پارلیمانی سیاست میں تعلیم ہو نہ ہو فرق نہیں پڑتا کیونکہ جمہوریت میں ایک شخص یا جماعت خود حکومت سے درخواست کرتی ہے کہ حکومت مجھے دی جائے ایسا شخص یا جماعت جو حکومت سے بھاگتا ہو ایسے لوگ مخلص اور حکومت کے زیادہ مستحق ہیں ان سے بہتر حکومت کرنے کے لئے کوئی نہیں یہی سب سے زیادہ انصاف کرنے والے ہوتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں حکومت اور نظام حکومت کے لئے آج کے دور کی جمہوریت کی کوئی گنجائش ہی نہیں یورپ اور امریکہ میں آج جو نظام اور حکومتیں چل رہی ہیں یہ خلافت اسلامیہ کی نقالی کر رہی ہیں ان کے سربراہ مملکت مکمل بااختیار ہوتے ہیں ان میں عدم اعتماد شاذ و نادر ہی سنا جاتا ہے برائے راست عوام متنفر ہو جائیں تو سربراہ استعفیٰ دے دیتے ہیں انگلستان کے چرچل سے دنیا واقف ہے کہ جنگ عظیم میں قوم کے لئے عظیم رہنما اور ناقابل شکست بن کر ابھرے لوگوں کی آنکھوں کا تارا بن گئے انتخابات میں مد مقابل میں جان اٹلی آ گئے چرچل کی شہرت اور عوامی سمندر کو دیکھ کر جان اٹلی بڑا خائف ہوا اور اپنی ناکامی کے خوف اور رہی سہی عزت رکھنے کے لئے اپنے سیکرٹری سے کہا کہ شکست فاش تو میرے سامنے ہے کچھ اس طرح کا پروگرام دیکھو کہ کچھ حمایت حاصل کر کے عزت بچا سکوں سیکرٹری نے کئی نظام اور دور حکومت مطالعہ و تجزیہ کیئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومتی اصلاحات و اصطلاحات اور نظام حکومت کو سب سے زیادہ پسند کیا اور اسے پروگرام میں رکھ کر عوام کی عدالت میں گئے اور انتخابی مرحلے سے گزر کر سر چرچل کو ایسی شکست دی جس کا یقین عوام تو کیا خود جان اٹلی کو نہیں ہو رہا تھا آج یورپ میں کونسا دانشور

قانون دان ماہر اقتصادیات اور سیاستدان ہے جو فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو The Great Umer کے نام سے نہ جانتا ہو تمام غیر مسلم ریاستیں حکومتیں اسلامی خلافت کی پیروی میں نام بدل کر چل رہی ہیں جس میں ذاتی ہوس کے لئے عریانی و فحاشی کی آزادی شامل کر کے جدت کا نام دیتے ہیں ہم نے ان کی نقلیں کر کے خود کو غلام اور مسخر بنا دیا اسلام کے سیاسی نظام میں اس جمہوریت کا کوئی نام و نشان نہیں جو ہم نقل در نقل لیتے آ رہے ہیں بعض نابالغ سیاست دان اور جماعتیں خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کو موجودہ جمہوریت میں ووٹ قرار دیتے ہیں بیعت کے معنی و مقصد صرف اللہ اور رسول کے نائب کی اطاعت کے ہیں جبکہ ووٹ کے معنی رائے کے ہیں بعض لوگ جمہوریت کو آزادی اور برابری تصور کرتے ہیں کہ اس میں سب برابر ہیں سب برابر نہیں بلکہ سب کی رائے برابر ہے اور یہی برابری تو سب سے بڑا المیہ ہے برابری اور مساوات تو اسلام کے نظام حکومت میں ہیں جس میں ایک حیوان کے حقوق تک کا خیال رکھا جاتا ہے اسی لئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر دریا فرات کے کنارے کوئی کتا بھوک سے مرتا ہے تو اسکا مجھ سے حساب لیا جائے گا آج دریائے راوی اور دریائے سندھ کے کنارے کتنے انسان بھوک سے مرتے ہیں؟ خودکشی کرتے ہیں؟ اور بحیرۂ عرب کے اُس پار دی گریٹ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرزمین پر کتنے لوگ ایڈز کی نظر ہو جاتے ہیں اسلامی حکومت کے دور حکومت میں جمعہ کے وعظ میں ایک شخص بار بار کھڑا ہو کر دی گریٹ عمر پر سوال کرتا ہے کہ اس کی تشفی اور جواب کے بعد آپ آگے بڑھتے ہیں آج ایک معمولی تھانے کا سنتری کسی کے سامنے جواب دہ نہیں اسلامی نظام حکومت میں انسان انسان کا حق تو کیا زمین بھی کسی کا حق غصب نہیں کر سکتی ایک بڑھیا نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں فریاد کی مجھ سے برتن زمین پر گرا اور اس میں کھانے کا تیل زمین نے جذب کر لیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خط زمین کے نام روانہ کیا اور بڑھیا سے فرمایا برتن اُس جگہ کے قریب رکھنا بڑھیا نے خط زمین پر رکھا اور برتن پاس رکھا زمین

نے فوراً جذب کیا ہوا تیل نلکے کی طرح نکال کر برتن میں انڈیلا آپ حیران ہوں گے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خط حکم نامے میں کیا لکھا تھا آپؓ نے لِکھا ''اس بڑھیا کا تیل واپس کردے ورنہ تجھ پر ایک بے نمازی شخص مسلط کیا جائے گا'' یہ ہے اسلامی خلافت لیکن اس خلیفہ کو مقرر کرنے میں کوئی انتخابات نہیں ہوئے اسلام جو قانون اور حکم دیتا ہے تو مصلحتوں اور حکمتوں سے پُر ہوتا ہے اسلام میں دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے جبکہ جمہوریت میں مرد اور عورت کا ایک ایک ووٹ ہوتا ہے اسلام میں پاگل فرائض سے مستثنیٰ ہے جبکہ یہاں پاگل اور پاگل کا ڈاکٹر ماہر نفسیات کا ووٹ برابر ہیں یونیورسٹی کے وائس چانسلر کا ایک ووٹ ہے اور طالب علم کا بھی ایک ووٹ استاد اور طالب علم کا ایک ووٹ صدر مملکت کا ایک ووٹ اس کے اپنے خانساما اور چپراسی کا بھی ایک ووٹ اخبار کے ایڈیٹر کا ایک ووٹ اور خبر پڑھنے والے کا بھی ایک ووٹ پی ایچ ڈی کا ایک ووٹ اور دیہاتی دنیا سے نابلد کا بھی ایک ووٹ تقویٰ دار ایماندار عالم فاضل کا بھی ایک ووٹ اور فاسق فاجر منافق کا بھی ایک ووٹ حتیٰ کہ ہمارے ہاں تو انتخابات کے دن مردے قبرستان سے آکر ووٹ ڈالتے ہیں اب تو ہم مسلم سکھ عیسائی اور ہندو بھارت کے مخلوط طرز انتخابات پر ووٹ ڈالیں گے اور مسلمان ذہنوں میں سوال لئے ہوتے ہیں کہ بزرگوں نے لہو بہا کر مسلمان ملک کس لئے بنایا؟ انتخابات میں جلسوں جلوسوں نعروں لاؤڈ اسپیکروں سے افراتفری شور وغل دیواریں تصویریں اور اشتہارات سے ڈھانپنا بینرز پوسٹرز جھنڈیاں لگواتے وقت بیسیوں قتل مار دھاڑ اشتہارات میں مذہب قوم علاقہ کی غلط تشہیر عوام کو گمراہ و بیزار کرنا ان پڑھ بدعنوان جاگیردار سرمایہ دار چاپلوس غیروں کے ایجنٹ کا انتخابات میں لاکھوں روپوں میں ووٹوں کا خریدنا جس سے غریب شریف مستحق شخص کا منتخب نہ ہوسکنا اقتدار میں آکر پہلی توجہ اپنا خرچہ وصول کرنا ہر وقت بدعنوانی غبن غداری کی ترکیبیں سوچنا ہر جگہ عوام، میڈیا، پارلیمنٹ، دفتر میں اپنے مختلف نقلی چہرے دکھانا اور تضاد باتیں مختلف جگہوں پر مختلف بیان کرنا حکومت اور عوام کے اعتماد کو چلانے کی

بجائے ذاتی ملکیت جتانا ذاتی کاروبار تجارت جاگیر کارخانے چلانا یہ کیسا نظام برابری اور جمہوریت ہے اسی افراتفری میں گھوڑے خچر کے برابری کے ماحول میں دینی جماعتیں اور مذہبی رہنما بھی اپنی پہچان کھو بیٹھے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''سن لو کہ ایمان کی چکی گھومنے والی ہے تو جس طرف تمہیں اللہ کی کتاب لے جائے اس سمت جانا ایسے امراء ہوں گے کہ تم ان کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں گمراہ کریں گے اور اگر تم نافرمانی کرو گے تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے اصحاب کرامؓ نے پوچھا پھر ہم کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جو عیسیٰ بن مریمؑ نے کیا تھا وہ سولی پر چڑھائے گئے مگر حق سے نہیں ہٹے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں موت اس حیات سے اچھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی معصیت میں ہو" (مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ اور مفتی نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ جیسے آسمان کے تاروں کی شہادت کی وجہ بھی اس حدیث سے ثابت ہے) اس حدیث مبارکہ سے صاف واضح ہے کہ مذہب اور سیاست کی راہیں جدا ہو جائیں گی ہمیں شرف وعزت اسلام سے ہے جو بھی شخص یا جماعت اسلامی نظام کے خلاف نظام میں گڈمڈ یا حصہ دار ہو گا مسلمان اسے عام جماعت سے بھی کم اعتماد جماعتوں میں تصور کریں گے اسی لئے پاکستان میں مذہبی جماعتوں کو ووٹ بہت کم ملتے ہیں اسلامی نظام کے لئے شرعی اور حقیقی معنوں میں جدوجہد چھوڑ کر انتخابات کا راستہ اپنانا دینی جماعتوں کو زیب نہیں دیتا آج تک دنیا کے کسی خطے میں جمہوریت یا ووٹ کے ذریعے اسلام آیا ہے نہ آئے گا جمہوریت کے ذریعے اسلام لانا بجلی کے تاروں میں پانی یا پانی کے پائپوں میں بجلی لانے کے مترادف ہے اسلامی نظام لانے کے لئے اسلامی تعلیمات پر اولاً بڑے سربراہوں اور مذہبی رہنماؤں کو خود عمل پیرا ہونا ہو گا جیسے افغانستان میں ملا عمر نے عمل اور اخلاص سے کام لیکر اسلام کا نفاذ ممکن کیا اور پاکستان میں ملا صوفی محمد نے کم از کم مالاکنڈ ایجنسی میں قربانی دے کر اسلامی نظام نافذ کر رکھا ہے اگر کسی کو یہ نشہ ہے کہ صرف سیاست سے نفاذ اسلام ممکن ہے تو کم از کم اپنی جماعتوں کے نام بدل دیں عوام کی اکثریت

غیر سنجیدہ ہے اس لئے غیر سنجیدہ لوگوں کو منتخب کرتے ہیں قرآن پاک میں اکثر لوگوں کو گمراہ ناشکرے اور نا سمجھے کہا گیا ہے اس لیئے اکثریت دھوکہ ہے ''اور اگر تو اہل دنیا کی اکثریت کا کہا مانے گا تو وہ تجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کر دیں گے وہ تو صرف ظن وگمان کی پیروی کرتے ہیں اور وہ صرف اٹکل پچو باتیں کرتے ہیں'' (سورہ انعام)

جمہوریت وہ طرز حکومت ہے کہ جس میں

بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

ہم غور کریں تو جمہوریت میں بندوں کو گِنا بھی نہیں جاتا بلکہ اکثریت کا مزاق اڑایا جاتا ہے جیسے ایک نشت یا علاقہ میں ایک لاکھ ووٹر ہوتے ہیں یہاں چار پانچ اُمیدواروں میں مقابلہ ہوتا ہے کامیاب ہونے والا ۲۰ بیس ہزار ووٹ لیتا ہے دوسرے نمبر آنے والا ۱۸ ہزار تیسرے نمبر پر آنے والا ۱۶ ہزار چوتھے نمبر ۱۵ ہزار پانچویں نمبر ۱۳ ہزار معلوم ہوا کہ اس نشت کے علاقے کے عوام نے ۸۰٪ فیصد ووٹ ۲۰ ہزار ووٹ لینے والے کامیاب امیدوار کے خلاف دیئے لیکن پھر بھی ۸۰ ہزار خلاف لوگوں کے اوپر ۲۰ ہزار حمایت یافتہ لوگوں کے فرد کو عوامی نمائندہ مانا جاتا ہے؟ اسلامی نقطہ نظر سے دنیا میں زمین پر انسان اللہ کا نائب ہے اللہ اس پوری کائنات کا مالک وخالق ہے اور خالق کو علم ہے کہ مخلوق کو کس قانون اور نظام کے تحت چلنا ہے یہ قانون اور نظام رسالت کے وسیلے سے ہمیں پہنچتا ہے رسالت ہی کے ذریعے ہمیں قانون اور نظام کی کتاب "قرآن "اور خود اس رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی عملی زندگی بطور مثال عملی اور بندوں کے لئے فطرت و قدرت کے قوانین پر چلنے کی دعوت وترغیب ہے اس کتاب (قرآن پاک) میں تمام حیات کے نظام سموئے ہوئے ہیں جس کی مثال وتشریح حضور سیدنا محمد ﷺ کی ذات گرامی ہے جنہوں نے اس نظام کی قابل عملی اور سہل عملی کی مثالیں صحابہ کرامؓ اور اپنی ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے دے کر نمونہ قائم کیا اور آئندہ کیلئے خلافت پر چلنے کا قانون دیا آپ ﷺ کے قول و

فعل اور قرآن کے قوانین پر چلنے کا نام ہی شریعت ہے خلافت چلانے والے خلیفہ کا کام صرف حاکم اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری ہے اور رسالت مآب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اس کی راہ نما ہے جو مسئلہ آڑے آئے ایسے امور کیلئے اسلام میں (اجتہاد) کا رستہ ہے آنحضرت ﷺ وحی کے علاوہ تمام امور میں صحابہ کرام سے مشورہ فرماتے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے کسی شخص کو رسول اکرم ﷺ سے بڑھ کر اپنے اصحابؓ سے مشورہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر چہ اللہ اور اس کا رسول شوریٰ سے بے نیاز ہے مگر شوریٰ کا حکم اس لئے ہے کہ امت کیلئے رحمت ہو اس کے بعد امت کا جو فرد مشورہ سے کام لے گا وہ سچی رہنمائی سے محروم نہ ہوگا اور جو شوریٰ کو ترک کر دے گا وہ کبھی غلط راہ سے نہ نکلے گا'' ابن عباسؓ سے روایت ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ''جو مسلمان کام کا ارادہ کرے اس پر لازم ہے کہ اپنے بھائی سے اس کام میں مشورہ کر لے ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ اسکو ہدایت کی توفیق دیگا جبکہ مسلمان بھائی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "مشورہ امانت ہے "ایک اور جگہ ارشاد فرمایا'' کہ دانشمندوں سے رائے لیا کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ اور ان کی نافرمانی نہ کرو کیونکہ ایسی صورت میں تم کو ندامت اٹھانی پڑیگی "اسلامی حکومت میں مجلس شوریٰ کے مشوروں پر عمل کرنا حاکم پر لازم ہوتا ہے یہ مشورے قرآن وسنت کی روشنی میں ہوتے ہیں اور خدا کی مخلوق کے زیادہ سے زیادہ حق میں ہوتے ہیں حاکم چاہے تو شوریٰ کے بعد اپنے فیصلے صادر کر سکتا ہے بشرطیکہ ان میں بھی قرآن وسنت کو مقدم رکھا گیا ہو شوریٰ میں شریک افراد پر عوام کا اعتماد ہونا چاہئے قرآن وحدیث فقہ علم وفہم، تقویٰ اور پرہیز گاری کے مظاہر اولین شرائط ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میری امت کے عبادت گزار اور اطاعت گزار لوگوں کو جمع کرو اور انھیں مشورے کے لئے مخصوص کرو'' خلفائے راشدین کے انتخاب پر نظر ڈالی جائے تو ان کا انتخاب صرف چند جلیل القدر متقی و پرہیز گار صحابہ کرام کے باہمی صلاح ومشورے سے ہوا ہے اسی

لئے تو قرآن پاک مسلمانوں کی خصوصیت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتا ہے "اوران (مسلمانوں) کے معاملات باہمی مشورے سے طے پاتے ہیں" (سورہ شوریٰ ۳۸) اور مزید اسلامی خلافت کا خدوخال بیان کرتے ہوئے قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "اسلامی جماعت کا نظام شورائی ہو اور امیر (حاکم) جماعتی کاموں میں جماعت سے مشورہ لینے کا پابند ہے" اسلام کسی ایسی اسمبلی کی اجازت نہیں دیتا جہاں انسانی قوانین کی تقریر و تشہیر ہو حزب اختلاف و حزب اقتدار ہو کیونکہ اسلام تفرقہ کو منع فرماتا ہے حاکم کے لیئے کوئی وقت متعین نہیں بار بار عوام کا پسینہ بہایا نہیں جاتا غیر مذاہب میں سیاست اور دین کو ایک ساتھ نہیں رکھے جاسکتے کیونکہ حضور ﷺ کے سوا کسی دین کے پیشوا نے اپنے دین سے امور مملکت چلا کر نہیں دکھائے دین اسلام میں سیاست دین سے جُدا نہیں کیونکہ یہ مکمل دین ہے حضور اکرم ﷺ اپنے دفتر اپنے سیکرٹریٹ اپنے ایوان اپنے پارلیمنٹ مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھ کر باہمی مشوروں سے احکامات جاری فرماتے کوئی دربان کوئی سیکرٹری کوئی گارڈ کوئی پرچی نہیں دربار عام ہے آج جمہوریت میں اس پیغمبر کے دعویدار ورثاء کا حال دیکھیں؟ علمائے جمہور کی جمہوریت کے بارے میں جو مصلحت ہے بندہ اس سے اختلاف نہیں رکھتا کیونکہ احقر کے پاس اتنا علم یا عقل نہیں کہ وہ کسی ایک عالم کے علم یا عقل کی زکوٰۃ کے برابر ہو۔

نظام بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جُدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

اسلام کے شورائی نظام پر آج کونسا ملک ہے جو عمل نہیں کرتا؟ انسان خود غرض اور فطرت کا محتاج ہے انسانی نظام بھی دنیا میں متعارف کرائے گئے مگر انہیں بھی اپنے عقلی نظام پر ناقص ہونے کی وجہ سے بھروسہ اور اعتماد نہیں دین اسلام کی مختلف شقوں کو مختلف جامہ پہنا کر اپنا نظام بتانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں دنیا میں جمہوریت اور عوامی رائے کا چرچا عام ہے اس پر دانشوران عالم نے

کتابیں لکھیں لیڈروں نے جمہوریت کے حق میں زمین آسمان کے قلابے ملادیئے حقوق انسانی کے دعوے داروں نے اسے اصل انسانیت حق رائے دہی اور انصاف، مساوات، برابری اور نہ جانے کیا کیا قرار دیا لیکن جمہوریت کے نقار خانے میں انہی خود بین، خودغرض سیاستدانوں لیڈروں سے سوال کیا جائے کہ جب کسی ملک وقوم پر کسی بڑے فیصلے کی گھڑی ہوتی ہے تو اس وقت عوامی رائے کو کیوں اہمیت نہیں دی جاتی ؟ ہر عام و خاص سے مشورہ کیوں نہیں کیا جاتا ؟ ہندوستان نے پاکستان کے ساتھ جنگ کا تہیہ کر رکھا ہے کیا عوامی حمایت بھارتی حکومت کو حاصل ہے ؟ کیا بھارت نے عوامی رائے سے نو لاکھ فوج سرحدوں اور کشمیر پر ڈال رکھی ہے ؟ حالانکہ ہندوستان کو سب سے بڑا جمہوری ملک کہا جاتا ہے پاکستانی حکومتیں ہمیشہ ہندوستان کے خلاف دفاعی جہاد پر مجبور نظر آئی ہیں کیا عوام اقدامی جہاد کے خلاف ہیں ؟ کیا عوامی رائے لینے کے بعد پاکستان میں مارشل لاء لگتے ہیں ؟ کیا پاکستانی فوج نے کارگل سے پسپائی عوامی دباؤ پر کی ؟ کیا امریکہ امریکیوں سے اجازت لیکر افغانستان عراق اور دُنیا پر حملہ کرتا ہے ؟ کیا پاکستانی حکومت اور عرب حکومتوں نے عوامی حمایت پر امریکی فوج کو اڈے دیئے ہیں ؟ ہماری تقدیر اور مستقبل کا فیصلہ بجٹ تیار کرتے وقت کیا عوام سے مشورے طلب کئے جاتے ہیں ؟ آئی ایم ایف ورلڈ بنک وغیرہ سے قرضے لیتے وقت کیا عوام سے رائے لی جاتی ہے ؟ کیا عوامی نمائندے کسی بھی خاص ایشو پر عوام کی حمایت کرتے ہیں ؟ کیا الیکشن کے بعد عوام میں جاتے ہیں ؟ ہم غور کریں تو عوام کو صرف الیکشن میں الجھایا اور بہلایا جاتا ہے جبکہ سلیکشن کا کھیل کوئی اور کھیلتا ہے چھوٹے چھوٹے معاملات میں عوام کی حمایت و مخالفت کا لحاظ نہیں رکھا جاتا کہاں بڑے بڑے فیصلے اور معاملے اس طرح دنیا کا ہر ملک وقوم چند ایک دانشور اور ماہرین کو جمع کر کے باہمی مشورے سے فیصلہ کرتے ہیں یہ ہے اسلام کی نقل جبکہ ان کی شوریٰ میں حرص، لالچ، طمع ہوس سے بھرے ہوئے افراد ہوتے ہیں جبکہ اسلامی شوریٰ میں خالصتاً قرآن وسنت جو سراسر رحمت ہی

رحمت ہے اور عوامی مفاد جیسی عبادت کو مدنظر رکھ کر باہمی صلاح و مشورے کیئے جاتے ہیں جو کہ دینی، دنیاوی، اُخروی، فطری انسانی ہر طرح کے تقاضوں پر مکمل اترتے ہیں اسی لئے تو سرکار دو عالم رحمت العالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تمہارے امراء (حکمران) اچھے لوگ ہوں تمہارے خوشحال افراد فیاض ہوں اور تمہارے (اجتماعی) معاملات باہمی مشورے سے طے پاتے ہوں تو یقیناً تمہارے لیئے دنیاوی زندگی موت سے بہتر ہے"۔

دین اور دُنیا

دُنیا اور زندگی کے بارے میں مختلف اقوام مذاہب اور نسل کے مورخین مفکرین دانشمندوں اور علماء نے حضرت انسان کی پیدائش سے لیکر آج کے دن اور دُنیا کے ختم ہونے والے دن تک کے بارے میں دُنیا اور زندگی کو مختلف نام دیئے اور مختلف تجزیئے واقوال پیش کیئے ان سب کا تجزیہ وموازنہ کیا جائے تو ان تمام مفکرین عالم ماضی وحال کے اقوال وتجربات میں ایک نکتہ بالکل مشترک نظر آتا ہے آپ جس بھی مفکر کا فکر پڑھیں چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلمان یہودی ہو یا نصرانی زندیق ہو یا ملحد، دہریہ ہو یا مرتد ان میں ایک اتفاق ہے کہ دُنیا کے معنی بہت زیادہ قریب کے ہیں یعنی یہ فنا کے بہت زیادہ قریب ہے اور یہ کہ زندگی کو ضروری کاموں میں صرف کیا جائے اور تاریخ گواہ ہے کہ جس نے ضروری کام میں زندگی صرف کی زندگی نے اسے عزت دی اور دُنیا نے اسے نام دیا تاریخ پھر گواہ ہے کہ اس ایک اتفاق ''ضروری کام'' میں پھر اختلاف ہے کوئی دُنیا کے کاموں کو ضروری سمجھتا ہے تو کوئی دین کے کاموں کو ضروری سمجھتا ہے اب جب تک اس اختلاف میں ایک پر اتفاق نہیں ہوتا انسان کی زندگی وسواس وہم اور شکوک میں گذرے گی اور اسی حال میں اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا اور جو لوگ شک میں پڑے ہیں اُن کے لیئے عذاب کے سوا کچھ نہیں اس اختلاف میں ایک اتفاق پر آنے کیلیئے لازم ہے کہ انسان کے پاس علم ہو شعور ہو خبر ہو اس کیلیئے ضروری نہیں کہ صرف دین کا علم ہو کیونکہ متعصب اور بے دین لوگ دین کی باتیں اور علم اس لیئے نہیں مانتے کہ دین کی طرف داری ہوگی لہٰذا وہ صرف دُنیا کی نظر دُنیا کے علم ہی سے مانتے اور سمجھتے ہیں اور دین کی یہ خوبی ہے کہ وہ دُنیا کے علوم کو بھی مانتے اور جانتے ہیں دین تعصب سے پاک ہے پس ہم یہاں سائنس اور دُنیاوی مثال سے ہی دیکھتے ہیں کہ دین کے کام ضروری ہیں یا دُنیا کے؟ اگر کوئی شخص مٹی کا معمولی ٹوٹا پُرانا برتن ہیرے کے بدلے حاصل کرے تو دُنیا کا کوئی بھی شخص اس شخص کو عقل والا نہیں کہے گا پھر میلی کچیلی حرام معمولی خستہ حال

چند دنوں کی دُنیا کو ہمیشہ کی زندگی کے بدلے حاصل کرنے والے کو کیا کہنا چاہیئے ؟اس کے سوچ سمجھ فکر اور عقل کو کیا سمجھنا چاہیئے ؟اب جو لوگ آخرت دین کی طرف سے شک میں پڑے ہیں وہ سوال کریں گے کہ دُنیا کے ختم ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ دُنیا کے ختم ہونے کا ثبوت اگر ہم دین سے دیں گے تو پھر شکی انسان شک ہی میں رہے گا کیونکہ وہ دُنیا ہی کے عارضی علم و تجربات پر یقین رکھتے ہیں علم سائنس کے شعبہ فلکیات کے تحقیق کے مطابق سورج کی روشنی و توانائی آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہے جب یہ مکمل ختم ہوگی تو باقی نظام شمسی کے سیارے سورج پر گر پڑیں گے اور نظام شمسی تباہ ہو جائیگا یہ بات دُنیا والوں کو آج معلوم ہوئی جبکہ دین نے یہ بات صدیوں پہلے بتادی ''وہی رات کو دن میں داخل کرتا اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا ہے ہر ایک وقت مقرر تک چل رہا ہے'' (فاطر آیت ۱۳) ''جس روز ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ دیں گے جسطرح لکھے ہوئے مضمون کا کاغذ لپیٹا جاتا ہے'' (سورہ انبیاء آیت ۱۰۴)

اب سائنس کی رو سے نظام شمسی تباہ ہو جائے گا جو چند روزہ گردش ہے اور باقی کائنات قائم رہے گا اور دین بہت پہلے کہہ چکا کہ دُنیا تباہ ہو جائیگی اور پھر ہمیشہ کی زندگی جنت اور جہنم ہوگا ''ان کو یوں حکم ہوگا کہ جاؤ جنت میں تم پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ تم مغموم ہوگے اور دوزخ والے جنت والوں کو پکاریں گے کہ ہمارے اوپر تھوڑا پانی ہی ڈال دو یا اور ہی کچھ دے دو جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دے رکھا ہے جنت والے کہیں گے کہ اللہ نے دونوں چیزوں کی کافروں کیلئے بندش کر رکھی ہے'' (سورہ اعراف آیت ۵۰)

اب ہر انسان کو سوچنا چاہیے کہ دین کے کام ضروری ہیں یا دُنیا کے ابدی دین کے کام ضروری ہیں یا عارضی دُنیا کے باقی دُنیا کے کام ضروری ہیں یا فانی کے؟ دُنیا کے کام ضروری جاننے والے اس پر فدا ہونے والے دین کے کاموں کو بالکل غیر ضروری اور بے فائدہ سمجھتے ہیں جبکہ دین کی فراخی وسعت بصیرت فطرت اور آفاقیت کو دیکھیئے کہ وہ دین کے کاموں کیساتھ ساتھ دُنیا کے کاموں

کو بھی ضروری سمجھتا ہے بلکہ دُنیا کے تمام کام دین ہی کے حصے اور زمرے میں آتے ہیں ایسا کوئی کام نہیں جس کا دین میں نام نہیں ایسا کوئی عمل نہیں جسکا دین میں ذکر نہیں دین دُنیا کو بالکل ترک کرنے کی ممانعت کرتا ہے دین دُنیا کے کاموں کو بھی عبادت سمجھتا ہے کسی غزوہ میں ایک صحابی ؓ کا ایک غار پر گذر ہوا جس میں پانی تھا اور آس پاس کچھ سرسبز بوٹیاں اور پودے تھے اس صحابیؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھ کو ایک غار مل گیا ہے جس میں ضرورت کی سب چیزیں ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ وہاں گوشہ گزین ہو کر ترک دُنیا کرلوں آپ ﷺ نے فرمایا ''میں یہودیت یا نصرانیت لے کر دُنیا میں نہیں آیا میں سہل اور آسان ابراہیمی مذہب لے کر آیا ہوں''

دین دُنیا کے ہر شعبہ میں جانے کی اجازت دیتا ہے لیکن دنیا میں ڈوب جانے اور دُنیا ہی کو مقصد و مطلب بنانے کی شدید مذمت کرتا ہے دین دُنیا کو ضرورت سمجھتا ہے اس ضرورت کو حقیقت نہیں سمجھتا دُنیا محض ایک سفر ہے آخرت اس کی منزل ہے درمیان میں آنے والے حالات واقعات مال و دولت جاہ و حشمت غربت و افلاس امیری و فقیری شاہ و گدا یہ سب مختلف اسٹیشن ہیں جو بے خبر و بے علم مسافران اسٹیشنوں میں سے کسی ایک اسٹیشن پر اترتا ہے تو اس اسٹیشن کے مناظر اور حالات میں مگن رہ جاتا ہے اس کی سواری نکل جاتی ہے اور یہ مسافر اسی دُنیاوی اسٹیشن کو ہی اپنا منزل سمجھ لیتا ہے چاہے بعد میں سواری اس کیلئے واپس بھی لائی جائے ''یہ لوگ صرف دُنیاوی زندگی کے ظاہر کو جانتے ہیں اور یہ لوگ آخرت سے بے خبر ہیں کیا انہوں نے اپنے دلوں میں یہ غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو اور ان کو جو ان کے درمیان میں ہیں کسی حکمت ہی سے اور ایک معیاد معین کیلئے پیدا کیا ہے'' (سورہ روم آیت ۷-۸)

جب کوئی چیز فانی ہے تو وہ قابل قدر ہے اور نہ قابل طلب یقیناً اس کے پیچھے بھاگنے والے احمق ہیں آپ میڈیکل سائنس اور بیماریوں کی دنیا میں جھانکیئے ہزاروں ایسی بیماریاں ہیں جسے دیکھ کر یا سن کر انسان کا دل دنیا سے بے زار ہو جاتا ہے لیکن انسان پھر بھی ان تمام بیماریوں سے نہیں

ڈرتا وہ صرف بھوک سے مرنے سے ڈرتا ہے حالانکہ ہم نے ہر بیماری سے انسان کو مرتے دیکھا ہے بھوک سے مرتے نہیں دیکھا دُنیا کی چھ ارب آبادی ہے اور تین وقت سیر ہو کر کھانا کھاتی ہے حضور اکرم ﷺ ایک وقت کا کھانا تناول فرماتے آج کا انسان اگر ایک وقت کا کھانا کھائے تو چھ ارب کے بجائے اٹھارہ ارب افراد موجودہ کھانا کھا سکتے ہیں اور پھر آپ ﷺ پیٹ کے تین حصے کر کے ایک حصہ کھانے کیلئے چھوڑتے بلکہ فرمایا جنت کا دروازہ بھوک سے کھٹکھٹاؤ اور ہم پیٹ کا ایک ہی حصہ صرف کھانے کیلئے ہی کرتے ہیں یعنی ایک انسان تین انسان کا کھانا کھا جاتا ہے اگر تین حصے کیئے جائیں تو مطلب موجودہ کھانا ۵۴ (چوّن) ارب انسان کھا سکتے ہیں یہ حساب صرف اُن لوگوں کیلئے ہے جو دُنیا کی آبادی بڑھنے سے ڈر رہے ہیں اور غذا ختم ہونے کے وہم میں مبتلا ہیں دُنیا کی آبادی آج ۵۴ ارب ہو یا ہزاروں برس بعد ۵۴ کھرب روزی کی تقسیم اللہ کے ذمے ہے چاہے تین حصے کر کے کھائیں یا دن میں تیس مرتبہ کھائیں جسطرح ہم آج کھاتے ہیں

''دنیوی زندگی میں ان کو روزی ہم نے تقسیم کر رکھی ہے'' (سورہ زخرف آیت ۳۲)

اب بعض اعتراض کریں گے کہ بعض لوگوں کو بڑی شان سے روزی ملتی ہے اور بعض کو خون پسینہ بہانے کے بعد معمولی روزی ملتی ہے کیوں؟ ''اور ہم نے ایک کو دوسرے پر رفعت دے رکھی ہے تا کہ ایک دوسرے سے کام لیتا رہے (دُنیا کا انتظام قائم رہے) اور آپ کے رب کی رحمت بدرجہا اس (دُنیاوی مال ومتاع) سے بہتر ہے جس کو یہ لوگ سمیٹتے پھرتے ہیں''

(سورہ زخرف آیت ۳۲)

انسانی قلب حلال روزی سے جتنا روشن ہوتا ہے کسی اور شئے سے نہیں ہوتا لیکن دُنیا کی اکثریت نے حلال کو چھوڑ کر حرام کا رُخ کیا ہے رشوت، سود، جوا، منشیات فروشی، دھوکہ بازی ذخیرہ اندوزی، ڈاکہ زنی، عصمت فروشی اور بے شمار ناجائز آمدنی کے ذرائع لوگ صرف اسلیئے اختیار کرتے ہیں کہ کوٹھی بنگلے کاروبار جائیدادیں بنالیں اور اپنے سے امیر لوگوں کی طرح بن جائیں حالانکہ قسمت

سے زیادہ اور وقت سے پہلے کسی کو کچھ نہیں ملتا اب جو لوگ حرام کی کمائی میں پل رہے ہیں قلوب اور آخرت کو سیاہ کر رہے ہیں وہ یہی کہیں گے کہ ہمیں بھی وقت اور قسمت نے دیا ہے یقیناً وقت اور قسمت نے سب کچھ دیا ہے صرف فرق یہ ہے کہ آپ نے بُری قسمت اور بُرے وقت کو چن لیا ہے ورنہ آپ کو زندگی میں جو کچھ حرام سے میسر ہے وہ حلال سے بھی میسر ہونا تھا لیکن آپ نے وقت اور قسمت کا خود فیصلہ کر کے ناجائز سیاہ حرام کی کمائی چھین لی ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو اپنا گدھا حوالے کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ اسکا خیال رکھیں میں مسجد میں نماز پڑھ کر آتا ہوں نماز پڑھنے کے بعد آپ نے ارادہ کیا کہ اس شخص کو جیب کے دو درہم میں سے ایک درہم ان کی نیکی کے بدلے دوں گا آپؓ باہر آئے تو دیکھا کہ گدھا کھڑا ہے لیکن اس کا زین اور وہ شخص غائب آپؓ نے گدھے کو کان سے پکڑا اور بازار کی طرف آئے ایک دکاندار کے پاس آپؓ کے گدھے کا زین لٹک رہا تھا آپؓ نے پوچھا یہ کتنے کا ہے؟ دکاندار نے کہا دو درہم کا آپؓ نے کہا ایک درہم میں دے دیں؟ دکاندار نے کہا ایک میں تو میں نے خریدی آپؓ نے واقعہ بیان کیا اور کہا کہ یہ زین میرے ہی گدھے کی ہے جو اس شخص نے آپ پر بیچی ہے تب سودا ہو گیا دیکھیئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نیت کہ ایک درہم اس شخص کو دے گا لیکن اس شخص نے اللہ خیر والے تقدیر و قسمت کی بجائے ذاتی تدبیر و شر والے قسمت کو اپنا لیا اللہ کے دیئے جانے والے وقت کی بجائے شیطان کے جلدی والے وقت پر اکتفا کیا نتیجہ اور انجام یہ ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ دُکاندار اور وہ شخص پریشان حال ہوئے وقت کا ضیاع ہوا معاشرے میں اعتماد بھروسہ امانت خیر اور راستگی کمزور پڑ گئے اس کے برعکس تقدیر اور وقت کا انتظار کیا جاتا تو بھی اس شخص کو متعلقہ خیر اطمینان سکون اور ثواب کیساتھ حلال کی صورت میں ملتا جو معاشرے کو اور زیادہ اعتماد و تہذیب بخشتا حلال دکھتا کم ہے لیکن برکت اور عمل میں بہت زیادہ ہوتا ہے جبکہ حرام دکھتا زیادہ ہے لیکن ہوتا کم ہے بھیڑ بکری بیل گائے اونٹ یہ سب بیک وقت ایک بچہ دیتے ہیں اسے اللہ نے حلال

قرار دیئے ہیں ایک بچہ دینے کے باوجود دُنیا میں ان کا گوشت بکثرت کھایا جاتا ہے اور لاکھوں کی تعداد میں روز ذبح ہوتے ہیں قربانی کا گوشت اس کے علاوہ ہے صرف عید بقر پر ایک دن میں کروڑوں حلال جانور ذبح کیئے جاتے ہیں لیکن پھر بھی ان جانوروں کی نسل بڑھ رہی ہے اور اس کے ریوڑ اور گلے میں زیادتی ہو رہی ہے کیونکہ یہ حلال ہیں یہ جس مقصد کیلئے پیدا کیئے جاتے ہیں فطرت کے مطابق استعمال ہوتے ہیں جبکہ دوسری طرف صرف ایک حرام جانور کُتے کی مثال لیجیئے ایک کُتیا سال میں چھ سے لیکر ایک درجن تک بچے دیتی ہے اسکا گوشت خال خال کھایا جاتا ہے لیکن نہ تو اُس کے گلے ہیں اور نہ ہی یہ نسل بڑھ رہی ہے حالانکہ اس برعکس معاملہ کو دیکھتے ہوئے آج ہر طرف کُتے ہی کُتے ہونے چاہیئے یہ فطرت اور حرام وحلال کا اپنا اپنا مقام اور حیثیت ہے اسی طرح کی دیگر حلال وحرام میں غور وفکر کریں گے تو حلال وحرام کی برکت وقلت اور فائدہ ونقصان صاف صاف معلوم ہوگا روزگار کمائی آمدن کے لحاظ سے دیکھیئے مسلمان ملکوں میں اکثر گھرانے کا ایک فرد کماتا ہے اور باقی سارا گھر کھاتا ہے مسلمان گھرانے ماشاءاللہ افراد کے لحاظ سے بڑے بھی ہوتے ہیں آپ اسکا موازنہ یورپ اور امریکہ سے کریں تو حلال وحرام برکت ونحوست ظاہر و باطن پر اللہ کی قدرت وتقسیم پر حیران رہ جائینگے ''آپ ﷺ فرما دیجیئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں گو تجھ کو ناپاک کی کثرت تعجب میں ڈالتی ہو تو اللہ سے ڈرتے رہو اے عقلمندو تا کہ تم کامیاب ہو'' (سورہ مائدہ آیت ۱۰۰) ہمارے اور آپ کے روز مشاہدے میں ہے کہ راشی (رشوت خور) سودی، خائن لوگ ایک پیسہ حرام کا نہیں چھوڑتے ہر ذریعے سے جائز وناجائز سمیٹتے جاتے ہیں حق وناحق سب جائز سمجھتے ہیں اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ایماندار لوگ ذرہ برابر حق کسی کا اپنے اوپر نہیں چھوڑتے ایک پیریڈ سبق نہ پڑھایا تو اس پیریڈ کا معاوضہ نہیں لیتے استحقاق سے زیادہ چھٹی کی تو اس دن کی ملازم تنخواہ نہیں لیتا زمینداری، تجارت کاروبار روزگار میں حرام کے ذرے سے بچنے کیلئے بے چین رہتے ہیں یقیناً یہ عقلمند لوگ ہیں کیونکہ کسی کا ایک پائی ناحق کھانے

سے آپ اس حقدار کو پھر کہاں ڈھونڈتے پھریں گے؟ کہ حق لوٹا دیں یہاں کا ذرہ آخرت میں پہاڑ ثابت ہوگا۔

یورپ امریکہ میں باپ بیوی بیٹا بیٹی بہو سب کماتے ہیں اور مشکل سے کھاتے ہیں یہ ہے حلال وحرام کا فرق ان کی ظاہری نمود ونمائش عمارتیں روشنیاں جس کی دوڑ میں ہم بھی پیچھے نہیں سب دھوکہ ہیں ہمارے نوجوانوں کی اکثریت امریکہ ویورپ میں آباد ہونے کے خواب دیکھتی ہیں اور یورپ وامریکہ میں آباد مسلمان اکثر واپسی کے خواب دیکھتے ہیں کیونکہ انہیں عارضی وغیر فطری ماحول کا بخوبی اندازہ ودیدہ تجربہ ہو جاتا ہے ان کی بیٹیاں بہویں غیرت، ننگ وناموس کسی طرح غیر آفاقی اور انسان ساختہ قوانین میں رہنے کی اجازت نہیں دیتا اسی لیئے حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ''ان کافروں کے شہر میں چلتے پھرتے مغالطے میں نہ رہنا یہ چند روزہ بہار ہے''

دُنیا اسی لیئے کافر کیلئے جنت ہے کہ آخرت میں انکا کوئی حصہ نہیں جو صلہ طلب کرتے ہیں اللہ انہیں دنیا ہی میں صلہ دے دیتے ہیں تا کہ آخرت میں خالی ہاتھ ہوں۔

''اور جو شخص دُنیاوی نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اس کو دُنیا کے حصہ دے دیتے ہیں اور جو شخص اُخروی نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اس کو آخرت کا حصہ دیں گے اور ہم بہت جلد عوض دیں گے حق شناسوں کو'' (آل عمران آیت ۱۴۵)

زمانے میں لوگوں نے عزت کا پیمانہ مال رکھ دیا ہے لیکن اللہ کے ہاں پیمانہ اعمال ہے یہ لوگوں کی نفسیات ہے کہ دُنیاوی چیزیں انہیں بہت بھلی لگتی ہیں گرچہ اسے تمام عمر حاصل بھی نہ ہوں اور ایسے امراء ولوگوں کی خاطر وعزت کرتے ہیں کہ زندگی بھر ان سے اچھی بات بھی نہ سنیں گے پائی تو احسان عظیم ہوگا عمر بھر طمع کے گناہ میں مبتلا زندگی گزار دیتا ہے ''خوشنما معلوم ہوتی ہے (اکثر) لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی (مثلاً) عورتیں ہوئیں بیٹے ہوئے لگے ہوئے ڈھیر ہوئے سونے اور چاندی کے نمبر لگے ہوئے گھوڑے ہوئے مواشی ہوئے اور زراعت ہوئی (لیکن) یہ سب

استعمالی چیزیں ہیں دُنیوی زندگانی کی اور انجام کار کی خوبی تو اللہ ہی کے پاس ہے"۔

(سورہ آل عمران آیت ۱۴)

ان چیزوں اور دُنیائی آسائشوں کی طلب کی محبت میں آج لوگ قرضے اور سود لیکر اپنے لیئے غم اور دُکھ خریدتے ہیں سود معاشی استحصال کی بنیاد ہے اور قرض سب سے بڑا غم ہے لیکن حُب دُنیا ہے جو انسان کو اندھا کیئے ہوئے ہے اور اپنی تین دُنیاوی بنیادی ضرورتوں کھانا، پہننا اور گھر کو ہزاروں خواہشوں میں بدل چکا ہے مرتے دم تک حب وطلب دُنیا ہے "جو شخص آخرت کی کھیتی کا طالب ہو ہم اس کو اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہو تو ہم اس کو کچھ دُنیا دے دیدیں گے اور آخرت میں اسکا کچھ حصہ نہیں" (سورہ شوریٰ آیت ۲۰)

انسان کی نادانی اور جہل ہے جب وہ کسی عہدہ مقام یا مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے تو کائنات میں اسے بلند اور عقلمند کوئی نظر نہیں آتا وہ دیگر لوگوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح سمجھتا ہے کبر، گمراہی، اندھا پن، بہرہ پن اور ناسمجھی اس کی سواری بن جاتی ہے حتٰی کہ بعض معمولی معمولی مرتبے کے لوگ ٹین کے ڈبوں (گاڑیوں) میں سوار ہو کر خاک اور زمین کو بھول جاتے ہیں اور اسی مستی میں ڈوبے رہتے ہیں کہ ہمیشہ تندرست خوبصورت اور تونگر ہی رہیں گے انہی مراتب کے افراد کو بعد مرتبہ دیکھیں برخاست ورخصت کے بعد دیکھیں ضعف میں دیکھیں تنزلی میں دیکھیں بخدا عبرت کے نشان بن جاتے ہیں کوئی دوست کوئی ہمدرد کوئی اولاد (اولاد کے ہوتے ہوئے) نہیں ہوتا جو لوگ مرتبہ میں دکھاوے کی عزت کرتے وہ لوگوں کو اپنا دائمی محتاج سمجھتے آج وہی لوگ اس کی حالت سے پناہ مانگتے ہیں گھر بنگلے یا محل کے دروازے پر کُتے جیسی کیفیت ہوتی ہے صرف لوگوں کو دیکھنا کون آیا کون گیا سڑک پر کون گذرا ہر ایک کیساتھ بھونکنا اور بعد میں بندر جیسی کیفیت ہو جاتی ہے اپنے جسم میں جوئے پکڑنا اور معمولی زخم کریدنا اور موت کی آرزو میں تڑپ تڑپ کر مر جاتا ہے کوئی ہدف کوئی منزل کوئی مستقبل نہیں کوئی توشہ کوئی طہارت کوئی پاکیزگی نہیں اس مرنے اور جانور کے

مرنے میں کیا فرق ہے؟اس کے برعکس ایک عام سادہ دیندار شخص کو لیجئیے اس کا کام نعمت اسکا جینا رحمت اسکا گھر رحمت اسکی اولاد خوش بخت اس کے ہمسائے اور غیر بھی ہمدرد مرتبے اور روزگار سے فراغت کے بعد اس کی زندگی دولت ہی دولت اپنے پرائے سب کرتے ہیں اس کی عزت گھر اور اللہ کا گھر اس کا مکمل کاروبار منفعت اس کی قدر و عزت علاقے میں ایک بادشاہ جیسی اس کی موت مردوہ ہوتا ہے جو مال و دولت میں مستی نہ کرے اور غربت میں پستی نہ کرے نبی کریم ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا کیا یہ ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص پانی پر چلے اور اس کے پاؤں گیلے نہ ہوں؟ صحابہؓ نے کہا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص دنیا کی محبت کرے اور گنہگار نہ ہو۔

اسلام میں رزق حلال کی کمائی عین عبادت بال بچوں کی نگہداشت عبادت اہل وعیال پر خرچ کرنا خیرات نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے مال کے پیچھے مارا جائے وہ شہید ہے اسلام ہر حال میں روزگار، تجارت ،کسب وذریعہ معاش اپنانے کی تلقین کرتا ہے لیکن حرام کی ذرہ برابر اجازت نہیں دیتا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر ''تیرے کپڑوں میں دس میں سے ایک حصہ بھی حرام کی کمائی میں سے ہے تو تیری نماز قبول نہیں'' اسکا یہ مطلب حرام ناجائز غصب شدہ مال پر نماز روزہ حج زکوٰۃ خیرات صدقہ کوئی خیر قبول نہیں کیونکہ جب نماز جو مسلمان اور کافر کے درمیان فرق ہے وہ قبول نہیں تو دوسرے کیسے جائز یا قبول ہوں گے۔

''جو شخص محض حیات دُنیوی اور اس کی رونق چاہتا ہے تو ہم ان لوگوں کے اعمال ان کو دُنیا ہی میں پورے طور سے بھگتا دیتے ہیں اور ان کیلئے دُنیا میں کچھ کمی نہیں ہوتی یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کیلئے آخرت میں بجز دوزخ کے اور کچھ نہیں اور انہوں نے جو کچھ کیا تھا وہ آخرت میں سب ناکارہ ہوگا'' (سورہ ہود آیت ۱۵-۱۶)

دُنیا میں دین کے بعد مقدم ضرورت روزگار ہے کیونکہ روزگار کے بغیر انسان کی عظمت خطرے میں

پڑ جاتی ہے وہ گداگری یا بھیک جیسی ذلالت میں گرفتار ہو جاتا ہے انسان پیشے سے چھوٹا بڑا نہیں ہو جاتا بلکہ محنت کی عظمت سے بڑا ہو جاتا ہے حدیث میں آتا ہے کہ ''جو شخص حلال روزی کی خاطر ایسی ایسی جگہ کھڑا ہو جو لوگوں کی نظر میں اس کے مرتبہ کے مناسب نہ ہو تو اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے'' ہر زمانہ میں ذریعہ معاش کے مختلف پیشے رہے ہیں حضور ﷺ کے زمانے میں صحابہؓ مختلف پیشوں میں کام کرتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا ''کسی شخص نے کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں کھایا، جو اس نے اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا ہو'' آپ ﷺ نے خود بھی تجارت کی آپ ﷺ نے فرمایا ''قریب ہے کہ محتاجی کفر تک پہنچا دے'' آج لوگ بغیر محتاجی کے مال و دولت کی خاطر و طلب میں کفر میں پہنچ رہے ہیں (نعوذ باللہ من ذٰلک) آپ ﷺ سے کسی نے پوچھا بے اندیشہ رزق چاہتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ باوضو رہو پوچھا امیر بننا چاہتا ہوں فرمایا قناعت اختیار کرو۔

ایک موقع پر حضور ﷺ چٹائی پر سو گئے جب بیدار ہوئے تو جسم اقدس پر چٹائی کے نشانات ثبت ہو گئے تھے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ ارشاد فرمائیں تو ہم آپ ﷺ کیلئے ایک اچھا اور نرم بستر بچھا دیا کریں اور آپ ﷺ کیلئے آرام دہ چیزیں مہیا کر دیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''مجھے دُنیا سے کیا غرض، میری اور دُنیا کی تو بس ایسی مثال ہے جیسے کوئی مسافر راہ چلتے ہوئے کسی سایہ دار درخت کے نیچے چھاؤں لینے کیلئے بیٹھ جائے اور پھر اسے چھوڑ دے''۔

''اور یہ دنیوی زندگی بجز لہو و لعب کے اور کچھ بھی نہیں اور اصل زندگی عالم آخرت ہے اگر ان لوگوں کو اسکا علم ہوتا تو ایسا نہ کرتے'' (سورہ عنکبوت آیت ۶۴) اور کفار کی تنبیہ کیلئے فرماتے ہیں ''انہوں نے احکام الٰہیہ کے عوض (دُنیا کی) متاع ناپائیدار کو اختیار کر رکھا ہے سو یہ لوگ اللہ کے راستے سے ہٹے ہوئے ہیں یقیناً یہ ان کا عمل بہت ہی بُرا ہے سو اگر یہ لوگ (کفر سے) توبہ کر لیں

اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہو جائیں گے اور ہم سمجھ دار لوگوں کیلئے احکام کو خوب تفصیل سے بیان کرتے ہیں'' (سورہ توبہ آیت ۱۱)

دین سے قطع نظر اگر دُنیا پر نظر کی جائے سوچا جائے اور ایک سروے کیا جائے تو فطرت وقدرت عجیب وغریب کیفیت وسبق ہمارے سامنے لے آتی ہے دُنیا کا امیر ترین شخص بھی کھانا کھاتا ہے اور غریب ترین شخص بھی بیسیوں فائیو سٹار ہوٹل کا مالک بھی رات کو ایک بستر پر سوتا ہے اور جس کا اپنا گھر تک نہ ہو وہ بھی ایک بستر پر سوتا ہے ٹیکسٹائل کا مالک بھی ایک وقت میں ایک جوڑا پہنتا ہے اور پیوند لگایا ہوا شخص بھی ایک جوڑا پہنتا ہے اگر بھوک ہے تو دونوں کیلئے غریب غربت کی وجہ سے بھوکا رہتا ہے اور امیر مرض میں پرہیز کی وجہ سے آپ امیروں سے ملیں انہیں غریبوں کے مسائل پر ہنسنا آتا ہے غریبوں سے ملیں انہیں امیروں کے مسائل پر ہنسنا آتا ہے دونوں حال میں حساب بالکل برابر ہے پلڑا ذرہ برابر کسی طرف خم نہیں حیوانات اور پرندوں سے ملیں تو وہ امیر اور غریب دونوں انسانوں پر ہنستے ہیں کہ ہم کوئی روزگار یا معاش نہیں رکھتے لیکن پالنے والا ہمیں پال رہا ہے اور واقعی ہر امیر غریب کے گھر میں بے شمار کیڑے مکوڑے مچھر، مکھیاں ، چیونٹیاں پل رہی ہیں جنگل میدان پہاڑ صحرا اور سمندر تو اس کے علاوہ ہیں میں نے اللہ کو دنیاوی لین دین سے پہچانا انسان اس قدر ناشکرا اور ناقص ہے کہ اگر ایک دن کھانا نہ ملے اور بھوک سے بے حال ہو جائے تو یوں سمجھتا ہے گویا اس نے زندگی میں کبھی کھانا کھایا ہی نہیں حالانکہ ہر انسان زندگی میں پہاڑ کے برابر خوراک کھاتا ہے دُنیا پریشان خیالات کے سوا کچھ نہیں دنیا کے نادان دُنیاوی مال ودولت اولاد وآسائشوں پر باہم تفاخر کرتے ہیں دُنیا کی لذت ونعمت میں پھنس گئے ہیں دُنیا کی محبت جس قدر دل میں مضبوط سے مضبوط ہوتی جائیگی اس سے جُدائی میں اذیت بھی اس قدر سخت ہوتی جائے گی مرنے پر یہ عارضی لذتیں اور نعمتیں انسان سے چھین جائیں گی اور انسان فراق کی آگ میں ابدی جلتا رہے گا اگر ساری دُنیا ایک انسان کو مل جائے اور تمام جہاں

سجدے بھی کرنے لگے مگر تھوڑے عرصے میں یہ سب خاک ہو جائیں گے جیسے آج ہم اگلے لوگوں کو نہیں جانتے اور ان کا نام لیوا کوئی نہیں۔

حقوق اللہ سے ہٹ کر دیکھیں تو دُنیا کے تمام معاملات حقوق العباد سے وابستہ ہیں حقوق اللہ اللہ چاہیں تو معاف کر دیں حقوق العباد کے متعلق دُنیا اور دُنیا والوں کی ہی مرضی پر معافی و مغفرت ہو سکتی ہے لہٰذا جو دُنیا کے معاملات میں ایمان کیساتھ کامیاب رہا وہ اللہ کی نظروں میں بھی کامیاب اور مقرب ہوگا اکثر اولیاء اللہ کو ولایتیں معاملات میں شائستگی پر ملی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ کانپنے لگی پہاڑ کو پیدا کیا تو وہ زمین کیلئے میخ (کیل) ثابت ہوئے فرشتوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ سے زیادہ قوی کوئی چیز پیدا نہیں کی پھر لوہے کو پیدا کیا تو اس نے پہاڑ کو کاٹ ڈالا تو فرشتوں نے کہا کہ لوہا پہاڑ سے بھی زیادہ سخت ہے پھر آگ کو پیدا کیا تو اس نے لوہے کو پگھلا دیا پھر پانی پیدا کیا اس نے آگ کو بجھا دی پھر ہوا کو حکم ہوا اس نے پانی کو ایک جگہ ٹھہرا دیا فرشتوں میں اختلاف ہوا تو انہوں نے کہا کہ ہم اللہ سے پوچھتے ہیں کہ اے اللہ تیری مخلوق میں سب سے زیادہ قوی چیز کونسی ہے ارشاد فرمایا کہ وہ آدمی جو دائیں ہاتھ سے اس صدقہ دے کہ بائیں ہاتھ سے اس طرح صدقہ دے کہ بائیں کو بھی خبر نہ ہو رسول اللہ ﷺ قسم اُٹھا کر فرماتے ہیں کہ صدقہ سے مال بڑھتا ہے گھٹتا نہیں لیکن آج مسلمان فرض زکوٰۃ کو تاوان سمجھتے ہیں۔

وہ شخص جسے دُنیا کی تجارت دین سے غافل کر دے وہ بد بخت ہے جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرے رب نے مجھے اس بات کا حکم نہیں دیا کہ میں مال جمع کروں اور تاجر بن جاؤں بلکہ یہ فرمایا کہ اپنے رب کی تسبیح بیان کر اور سجدہ کرنے والوں میں شامل ہو اور موت آنے تک عبادت میں مشغول رہ اسی لیئے آپ ﷺ نے دُنیا آباد کرنے سے عمارتیں بنانے سے منع فرمایا آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''اس طرح دُنیا ہی کے ہو کر رہ جاؤ گے''۔ فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ

آئے گا کہ اُن کا مقصد اُن کا پیٹ ہوگا اور دولت اُن کی عزت ہوگی اور عورت اُن کا قبلہ ہوگا اور روپیہ اُن کا دین ہوگا وہ بدترین لوگ ہوں گے اور آخرت میں اُن کا حصہ نہیں ہوگا دنیا انسان کی سب سے بڑی دشمن ہے مال تو اللہ کی دشمنوں کی بھی دشمن ہے اور دوستوں کیلئے بڑھ کر دشمن ہے حب دنیا ہی تمام بُرائیوں کی اصل جڑ ہے۔

آج ہم دُنیا کی رنگ رلیوں لذتوں اور نعمتوں میں اس قدر غرق ہیں کہ ہمیں عزیز و اقارب پڑوس آس پاس اور دوسرے انسان تک کسی کی کوئی خبر اور پرواہ نہیں حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ خبر ملی کہ ماوراء النہر میں ایک صاحب کے پاس احادیث ہیں حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اُن احادیث کو سننے کیلئے وہاں پہنچے آپ جب وہاں پہنچے تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ وہ صاحب ایک کُتے کو روٹی ڈال رہے ہیں حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دے کر پھر کُتے کو روٹی ڈالنی شروع کر دی اور اُن کی طرف توجہ نہ کی حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے دل میں سوچا کہ یہ اچھے آدمی ہیں کہ کُتے کی طرف تو رُغبت ہے اور مجھ انسان کی طرف خیال ہی نہیں کر رہے؟ وہ صاحب کُتے کو جب روٹی کھلا کر فارغ ہوئے تو امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے، شاید آپ دل میں یہ سوچ رہے ہیں کہ میں کُتے کی طرف متوجہ ہوں اور آپ کی طرف میرا خیال نہیں" امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا ہاں! یہی سوچ رہا تھا انھوں نے کہا سُنیے "حضور ﷺ نے فرمایا جس کے پاس کوئی اُمید لے کر آئے اور وہ اُس کی اُمید پوری نہ کرے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اُس کی بھی اُمید پوری نہ کرے گا"۔

تو اے جناب! یہ کُتا میرے پاس اُمید لے کر آیا تھا تو میں اگر اس کی اُمید پوری کر کے اسے واپس نہ بھیجتا تو مجھے ڈر تھا کہ قیامت کے روز کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ میری اُمید بھی پوری نہ کرے حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرمانے لگے بس مجھے یہی حدیث کافی ہے اور واپس آ گئے "آپ ﷺ فرما دیجئے کہ ملک میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ جو لوگ پہلے ہو گذرے ہیں ان کا آخر کیسے ہوا، جن میں

اکثر لوگ مشرک تھے"۔ (سورہ روم آیت ۴۲)

مستقبل کیلئے شیطان اور نفس ہمیں زیادہ سے زیادہ جمع کرنے پر اکساتا ہے اور جب جمع کرنے کیلئے انسان تیار ہو جاتا ہے اور اس کیلئے پریشان ہو جاتا ہے تو یہی شیطان انسان پر ہنستا ہے کہ یہ کل کیلئے آج پریشان اور بخیل ہے سخی اور بخیل کا حساب سال کے آخر برابر ہوتا ہے سخی کا مال سخاوت میں اور بخیل کا کسی آفت کی نظر ہو جاتا ہے اسلام میں بخل اور فضول خرچی دونوں شیطان کے راستے ہیں دُنیا میں صرف وہ مال ہمارا ہے جو ہم موت سے پہلے آخرت کیلئے روانہ کر دیتے ہیں یا جو لقمہ ہمارے حلق سے نیچے اُترے باقی ہر شخص تمام مال و جائیداد کا صرف چوکیدار ہے جب کہ حساب تمام کا ہوگا اولاد کیلئے جمع کرنا تو بہت بڑی نادانی ہے کیونکہ اگر اولاد نالائق ہوئی تو اڑا دینگے اور لائق ہوئی تو خود اپنا بندوبست بغیر میراث کے بھی کر سکیں گے اور حدیث مبارک میں آتا ہے کہ سب سے برکت والا مال میراث کا ہے صلحاء حلال کی روزی کا حساب دینے کیلئے پریشان حال ہیں حرام کی کمائی والے جمع کرنے کیلئے پریشان ہیں؟

"جنہوں نے دُنیا میں اپنے دین کو لہو و لعب بنا رکھا تھا اور جن کو دنیوی زندگانی نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا سو ہم آج کے دن ان کا نام نہ لیں گے جیسا انہوں نے اس دن کا نام تک نہ لیا اور جیسا یہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے" (سورہ اعراف آیت ۵۱)

قیامت کے دن مال داروں کے مقابلے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو پیش کیا جائیگا کہ سلیمان علیہ السلام تم سے زیادہ مالدار تھے مگر ان کی دولت اور حکومت کی ذمہ داریوں نے عبادت سے نہیں روکا غلاموں کے مقابلے میں یوسف علیہ السلام کو لایا جائیگا اور کہا جائیگا اگر غلامی مانع ہوتی تو یوسف علیہ السلام بھی مصر میں غلام تھے ان کی غلامی کیوں مانع نہ بنی غریبوں کے مقابلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیش ہوں گے کہ انہوں نے غربت میں کیسے عبادت کی مریضوں کے مقابلے میں حضرت ایوب علیہ السلام آئیں گے جو انتہائی تکلیفوں اور امراض میں بھی عبادت

کرتے رہے اس سے اندازہ کیا جائے کہ اللہ جل شانہ قیامت کے دن ہر فرد کو دلیل سے لاجواب کردے گا۔

''اور اگر چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کردیتے لیکن وہ دُنیا کی طرف مائل ہوگیا اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا سو اسکی حالت کُتے کی سی ہوگئی کہ اگر اس پر حملہ کرے تب بھی ہانپے یا اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے'' (سورہ اعراف رکوع ۲۲)

اسی لئے امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دُنیا مردار ہے اور اس کے حاصل کرنے والے کُتے ہیں اور اسلاف فرماتے ہیں طالب دنیا مونث ہے طالب آخرت مخنث طالب اللہ مذکر ہے۔

''نبی کریم ﷺ چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ہمراہ کہیں تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں ایک مری ہوئی بکری پڑی تھی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس مردہ بکری کو کون خریدے گا؟'' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کو تو کوئی مفت لینا بھی پسند نہیں کرے گا اس پر آپ ﷺ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا خدا کی قسم دُنیا کی حیثیت اللہ کے نزدیک اس مری ہوئی بکری سے بھی کم ہے''۔

اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے تمام مخلوقات کا خالق ہے رازق ہے مالک ہے وہ دُنیا کے لحاظ سے رب العالمین ہے کیونکہ وہ ہر انسان کو دنیا دیتا ہے چاہے وہ اللہ کو مانتا ہو یا نہ مانتا ہو لیکن وہ دین کے لحاظ سے صرف رب المسلمین ہے رب العالمین نہیں کیونکہ وہ دین صرف اُس کو دیتا ہے جو اس کا دوست ہو اور دُنیا ہر کسی کو دیتا ہے۔

''دین کا فہم جس کو چاہتے ہیں دیتے ہیں اور جس کو دین کا فہم مل جائے اس کو بڑی خیر کی چیز مل گئی اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں'' (سورہ بقرہ رکوع ۲۳)۔

دینی اور دنیاوی تعلیم

علیم خبیر علام الغیوب ذات کا ارشاد ہے " آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئیے کہ کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو (کچھ بھی) نہیں جانتے برابر ہو سکتے ہیں؟ نصیحت تو وہی حاصل کرتے ہیں جو سمجھ دار ہیں (الزمر آیت ۹) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "علم کی تلاش ہر مسلمان عورت اور مرد پر فرض ہے، یہ حقیقت دنیا کے تمام مذاہب اور ادیان اور افراد پر عیاں ہے کہ علم کے حصول پر جتنا زور اسلام میں دیا گیا ہے اس کا نمونہ دیگر مذاہب میں نہیں ملتا اسلام میں جہاں گود سے گور تک علم کی فرضیت بیان کی گئی ہے وہاں علمائے جید اور اہل علم حضرات کی رائے بھی فرضیت کے بارے میں مختلف ہے کہ وہ کونسا علم ہے کہ جس کی طلب فرض ہے؟ متکلمین کی رائے ہے کہ اس سے مراد وہ علم جس سے اللہ کی معرفت نصیب ہو فقہا کے نزدیک علم فقہ ہے محدثین کہتے ہیں کہ علم سے مراد تفسیر و حدیث ہے جبکہ دنیا داروں کے ہاں علوم طبعی ہی علم ہے فرضیت علم کے بارے میں اختلاف بھی علیم ذات کی ایک مصلحت ہے تا کہ علوم خوب پھلیں ان میں کثرت علماء تفسیر و حدیث پر زور دیتے ہیں کیونکہ علوم دینیہ کی اصل بنیاد یہی ہے اور کسی انسان کی اصل و اول پہچان بھی مذہب سے ہے امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ تمام علوم کا حاصل کرنا فرض نہیں اور نہ ہی کسی ایک علم کی خصوصیت ہے واقعی تمام علوم کا حاصل کرنا فرض نہیں ہو سکتا قرآن میں ستر ہزار علوم ہیں اندازہ کریں کہ ایک مسلمان کے لئے ستر ہزار علوم صرف قرآن میں موجود ہیں وہ تو ستر ہزار نام یاد کر لے تو بہت کجا علیحدہ علیحدہ حاصل کرنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان کے لئے محض اتنا فرض ہے کہ کلمہ طیبہ کے معانی جانے اور ان کو قبول کرنا لازمی ہے سب کا بالتفصیل جاننا ضروری نہیں ہاں اللہ رسول قرآن آخرت جنت دوزخ اور حشر نشر کی سب صفات کا یقین کرنا اور یہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ ان صفات کا مالک ہے اسی نے انبیاءؑ بھیجے انہی کے ذریعے پیغامات اور احکامات ارسال فرمائے جو اطاعت کریگا سعادت حاصل کرے گا جو بغاوت کرے گا شقاوت

اور بدبختی کے غار میں جا گرے گا احکامات الٰہی جس جس مسلمان سے متعلق ہیں ان احکامات کا علم سیکھنا فرض ہے اس میں کلمہ طیبہ سے آخرت کے میدان تک دین سے متعلق تمام عقائد پر یقین فرض ہے اور جو مسلمان جس میں عام مسلمان طالب علم عالم والدین ،اولاد ،حاکم ،رعایا مرد خاتون مجرد شادی شدہ تاجر بیوپاری زمیندار سرمایہ دار مالدار ولاچار غرضیکہ ہر شعبہ اور جس حالت وکیفیت سے متعلق ہوئے عقائد کا علم اس پر فرض ہے اگر کوئی شخص پیشہ یا ہنر کے ذریعے روزی کماتا ہو تو اس پر فرض ہے کہ متعلقہ پیشہ کے مسائل معلوم کرے تاکہ باطل کاروبار سے بچ سکے تاجر ہے تو سود اور بیع کی شرائط معلوم کرنا فرض ہے حضرت عمر فاروقؓ دوکانداروں کو درے مار کر علم سیکھنے کے واسطے بھیجتے اور فرماتے جو کوئی تجارت کے احکام نہیں جانتا اسے تجارت سے احتراز کرنا چاہیئے تاکہ لاعلمی میں سود نہ کھاتا پھرے اسی طرح ہر پیشہ ور کو اپنے پیشے کا علم حاصل کرنا فرض ہے جدید دور میں ہر شعبہ میں کورس بزنس مینجمنٹ ٹیچنگ کورس وغیرہ وغیرہ یہ تمام نقل قانون واصطلاح عمر فاروقؓ کی ہے ایک پیشہ ور پر دوسرے پیشہ ور کا علم سیکھنا فرض نہیں ہاں اگر دوسرا پیشہ اختیار کرنا چاہتا ہو تو پھر فرض ہے حجام کے لئے بزاز کا علم ضروری نہیں اور نہ ہی بزاز کے لئے حجام کا علم طبیب کے لئے ضروری نہیں کہ وہ ڈرائیونگ کا علم سیکھے زمیندار کے لئے ضروری نہیں کہ وہ کارخانہ کا علم حاصل کرے جس شخص کو جس پیشے کی احتیاج ہو اس کا علم اور مسائل سیکھنا اس فرد کے لئے فرض ہے اس طرح دنیا میں کوئی بھی شخص علم کے احتیاج سے خالی نہیں اور اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں جس پر علم کا طلب کرنا فرض نہ ہو اس حدیث کے تناظر میں دیکھیں تو واقعی ہر کوئی بول اٹھے گا کہ حقیقتاً ہر انسان علم کا محتاج ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ علم کے اندر زیادتی عبادت میں زیادتی سے بہتر ہے علوم کے بارے میں بعض علماء فضلاء میں تو یہاں تک اختلاف ہے کہ بعض علمائے کرام دنیاوی تعلیم طبیعیات کیمیاء سائنس ٹیکنالوجی اور غیروں کی زبان سیکھنے کو درست نہیں سمجھتے جہاں تک زبان کا تعلق ہے یہ دنیا جانتی ہے کہ ہر زبان اور قوم میں

ہر مذہب کے لوگ موجود ہیں انگریزوں میں مسلمان موجود ہیں روس میں مسلمان جاپان میں مسلمان فرانس میں مسلمان موجود ہیں اس طرح ہر قوم اور زبان میں مسلمان موجود ہیں زبان کا سیکھنا اور بات ہے کفار کا طور طریقہ اختیار کرنا اور بات ہے آپ ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا کہ یہودی زبان سیکھو تا کہ ہمارے اور ان کے درمیان رابطہ ہو جبکہ طور طریقے کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''جو شخص جس قوم کی مشابہت کرے وہ اسی میں شمار ہوگا'' اب دیکھیں ان دو فرمان میں علم و ثقافت کے کتنے ابواب پوشیدہ ہیں۔

راقم کی نظر میں علم علوم میں ہے کیونکہ تمام علوم ندی نالوں کی مانند ہیں جو مختلف مراحل سے ہوتے ہوئے آخر کار سمندر میں جا گرتے ہیں علوم طبعی کو لیجئے جہاں بعض کے نزدیک درست نہیں وہاں یہی علوم اللہ کے جستجو میں انسان کو لگا دیتا ہے اور انسان اللہ کی تلاش کا راستہ اختیار کر لیتا ہے ان علوم کے ماہرین نے اگر چہ ہر چیز کا انحصار چار طبائع آگ باد آب خاک پر رکھا ہے اور کسی چیز کا دارو مدار گرمی سردی خشکی تری پر رکھتے ہیں تو ٹھیک رکھتے ہیں کیونکہ اگر یہ اسباب نہ ہوتے تو علم طبیعات وغیرہ سب باطل ہو جاتے ان کی تحقیق و علم یہیں رک جاتی جبکہ مسلمان ماہرین طبیعیات اس منزل پر نہیں رکتے انھیں معلوم ہے کہ علم کی انتہا علیم پاک کی ذات ہے وہ کہتے ہیں کہ گرمی سردی ہی سب کچھ نہیں بلکہ یہ اسباب مطیع و مسخر ہیں یہ مالک و آقا نہیں بلکہ نوکر و خادم ہیں علمائے کرام و اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ مسلمانوں کی پہلی جنگ (جنگ بدر) میں جو کفار قیدی مسلمانوں کے ہاتھ لگے تو آپ ﷺ نے باہمی مشورے سے یہ فیصلہ فرمایا کہ ہر کافر قیدی دس مسلمان بچوں کو پڑھائے گا اس کے بعد اسے آزاد کیا جائیگا اور ایسا ہی ہوا کافر استاد مسلمان بچے شاگرد اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ استاد بچوں کو قرآن و حدیث فقہ یا معرفت کا علم پڑھاتے ؟ دیکھئیے اسلام میں علم کے حصول پر زور رواداری اور عمل اس سے قبل دنیا میں یہ قانون تھا کہ قیدیوں کے سر قلم کئیے جاتے لیکن اسلام نے نہ صرف انسانیت بلکہ اس عمل سے علم کو وسیع بنیاد رکھی

آپ ﷺ نے فرمایا فائدہ دینے والی حکمت کی بات عقل مند آدمی کی گمشدہ متاع ہے جہاں وہ پائے اس کا مستحق ہے آپ رحمتہ العالمین نے فرمایا پیدائش سے زندگی کے آخری لمحے تک علم کے متلاشی رہو خواہ تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے اب ذرا ان دونوں احادیث پر غور فرمائیں تو حکم ملتا ہے کہ جہاں سے علم ملے حاصل کرو البتہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ سے پناہ مانگو ایسے علم کی جو نفع نہ دے آپ ﷺ نے فرمایا علم کے حصول میں ایک دوسرے کی خوب مدد کرو اور فرمایا علم ہرگز ایک دوسرے سے مخفی رکھنے کی کوشش نہ کرو کیونکہ خیانت علم خیانت مال سے عظیم تر جرم اور گناہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو طلب علم کے لئے نکلا وہ واپس ہونے تک جہاد میں ہے اس لئے آپ ﷺ نے طالب علم کی موت کو شہادت قرار دیا آپ سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تلاش علم میں چلتا ہے اللہ اس پر بہشت کا راستہ آسان کر دیتا ہے ایک اور جگہ فرمایا کہ اللہ سخاوت کرنے والوں میں سے زیادہ سخی ہے پھر اولاد آدم میں سے سب سے بڑا سخی میں ہوں میرے بعد سب سے بڑا سخی وہ شخص ہوگا جس نے علم سیکھا اور پھیلایا آپ ﷺ نے فرمایا دو شخص قابل رشک ہیں ایک وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا اور اسے راہ حق میں خرچ کرنے کی توفیق دی دوسرا وہ شخص جسے خدا نے حکمت دی اور وہ اس حکمت کے موافق فیصلے کرتا ہے اور اس کی تدریس کرتا ہے ان چند آیات مبارکہ اور احادیث نبوی سے علم کی فضیلت و بڑائی اسلام میں واضح و بلند تر ہے قرآن کی رو سے ایمان کے بعد علم با عمل کا رتبہ سب سے بڑا ہے تمام انبیاءؑ کی دعاؤں میں غرض وغایت میں مختلف مطالب آپ ﷺ تمام انبیاءؑ سے بالکل مختلف و منفرد دعا مانگا کرتے اے اللہ جو کچھ تو نے مجھے تعلیم دی ہے اس سے مجھ کو فائدہ دے اور جو مجھ کو علم دیا اس پر عمل کرنے کی توفیق دے علم میں زیادتی عطا فرما اللہ ہر حال میں قابل ستائش ہے۔

موجودہ تعلیمی نظام جو رائج ہے کا مشاہدہ و تجربہ کیا جائے تو جو تعلیم عوام میں عام ہے وہ سوائے بچوں پر ظلم اور بیس بیس کلو وزنی بستہ اٹھانے کے اور کچھ نہیں اسلام دنیاوی تعلیم کا قطعاً مخالف نہیں

وہ تو کافر استاد اور مسلمان شاگرد کی مثالیں دے چکا ہے مگر جدید تعلیم کے نام پر طالب علم کو چند پیسے کی خاطر رگڑا ہی دیا جاتا ہے طالب علم سولہ جماعت پاس کر کے دین کا ہوتا ہے نہ دنیا کا طلبہ سے وہ کھچڑی پکوائی جاتی ہے کہ جسے کھانے کی نسبت طلبہ بھوک کی موت کو پسند کرتے ہیں سولہ سالہ تعلیمی دور میں طلبہ کو صرف اور صرف زبانیں سکھائی جاتی ہیں چھوٹی سی مثال لیجیے ایک افغان بچے کو گھر میں مادری زبان کی بناء پر پانی کو (اوبـــہ) کہنا سکھایا جاتا ہے پرائمری میں داخل ہو کر استاد کہتا ہے کہ (اُوبہ) نہیں پانی کہتے ہیں پانچ سال میں اس بچے کی زبان پر پانی لفظ پختہ ہو جاتا ہے اب جب مڈل کلاسوں میں آتا ہے تو استاد کہتا ہے کہ پانی نہیں واٹر (Water) کہو تین سال گزرنے کا بعد سیکنڈری میں استاد کہتا ہے کہ واٹر نہیں H_2O کہو آگے بڑی کلاسوں اور ڈگریوں میں جا کر نہ جانے H_2O کو پھر کیا کیا کہتے ہیں اور کتنے حصوں میں بانٹا جاتا ہے اب صرف ایک پانی کی مثال ہے اسی طرح ہر چیز اور شئے کا نام شمار کریں اور ہر قوم کے بچے پر قیاس کیجیے ان میں سے کوئی ڈاکٹر یا انجینئر سائنس دان بنا تو خوب ورنہ جو رہ گئے وہ عرصہ سولہ سال کم وبیش خواہ مخواہ صبح جاگتا ناشتہ کرتا بس سے لٹکتا بیس کلو وزن اٹھاتا استاد کے ڈنڈے سہتا امتحانات دیتا اب یہ بے روزگار ہے یا کسی پرائیوٹ فرم میں سیکورٹی گارڈ ہے اور ایک عام آدمی بھی شروع ہی سے کماتا رہا بلکہ عام لوگ کم از کم کوئی کام ہنر سیکھ جاتے ہیں ان میں بے شمار مثالیں عملی طور پر دکھانے کا دعویٰ ہے تمام اسکولوں میں کلاس کے بعض بچے کلاس انچارج یا استاد سے زیادہ لائق ہوتے ہیں لیکن انتہائی دکھ اور افسوس کا مقام ہے کہ ایسے ہی بچے کل نوکری نہ ملنے کے بعد کسب کمال کے لئے بھی ہر طرح سے ناکارہ ہو جاتے ہیں یہ نفسیاتی مریض نہیں چڑ چڑا نہیں تو اور کیا بنیں گے؟ خودکشی کی شرح میں زیادہ حصہ انہی کا ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی کہ ”جو شخص اللہ کے دین میں سمجھ پیدا کرے تو اللہ اسکو ہر قسم کے رنج وغم سے بچائے اور ایسی جگہ سے روزی پہنچا دے جہاں اس کو گمان بھی نہ ہو“۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم ہستی کی دعا ہے کہ آج تک کسی عالم دین یا اہل دین کے بارے میں نہ پڑھا نہ سنا کہ روزگار ملازمت نہ ملنے پر خودکشی کرلی بھیک مانگتے دیکھا گیا یا اولاد کی روزی کے لئے شکوے کرتا ہے یقیناً یہ دعا ان طلبہ وعلماء کے لئے بھی ہے جن کا دنیاوی حصول تعلیم کا مقصد ومطلب بھی اللہ کا قرب اور تلاش ہو دینی مدارس میں سیکڑوں طلبہ کی رہائش و طعام کے لئے دنیا پریشان رہتی ہے کہ یہ انتظامات اور اخراجات کہاں سے آتے ہیں یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے ثمرات ہیں جو کسی معجزہ سے کم نہیں اور یہ اثرات تا قیامت جاری رہیں گے دینی مدارس میں ایک بھی طالبعلم استاد سے قابل نہیں ملتا اور دینی مدارس میں فارغ التحصیل طلبہ کو ملازمت وروزگار کے لئے کبھی پریشان نہیں دیکھا گیا ناچیز کسی طرف داری و جانب داری کے لئے نہیں لکھ رہا بلکہ حقیقت میں جو کچھ مشاہدہ وتجربہ میں آیا وہی سپرد قلم کررہا ہوں کیونکہ احقر عرصہ دس سال مختلف دنیاوی اسکولوں میں درس دیتا رہا دوسروں کو تعلیم دینا شب بیداری سے زیادہ افضل ہے لیکن ہر کس وناکس اس پیشے کا اہل نہیں علم ہر کس کیلئے ہے لیکن ہر کس علم کیلئے نہیں۔

امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ جب روس پہنچ گئے تو وہاں ان کی ملاقات لینن کے سیکرٹری سے ہوئی اس ملاقات میں مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے اسلامی اقتصادیات کا پروگرام حضرت شاہ ولی اللہؒ کے طریقہ پر سنایا اور روس کے اقتصادی پروگرام سے تقابل دیا اور ثابت کیا کہ اسلامی اقتصادی نظام روس کے نظام اقتصادیات سے بہتر ہے سیکرٹری حیران ولاجواب رہ گیا اور کہا کہ کیا کسی مسلمان مملکت میں یہ نظام رائج ہے مولانا نے فرمایا نہیں لینن کے سیکرٹری نے کہا اگر آپ چھ ماہ قبل ہمارے ہاں پہنچ جاتے تو ہم روس میں یہی نظام رائج کرتے مگر اب ہم ایک نظام کو ہٹا کر دوسرا رائج نہیں کرسکتے مولانا سندھیؒ نے روس کے ایک بڑے تعلیمی ادارے میں حساب جاننے والوں کو جمع کیا اور ان کو چند حساب دیئے جو خلاصۃ الحساب (اسلامی درسی کتاب)

کے آخر میں مذکور ہیں حل کرنے کو کہا تمام ریاضی دانوں نے بھرپور عقل استعمال کی لیکن حل نہیں کر سکے۔ مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے فرمایا کہ ہمارے دارالعلوم دیوبند میں اس طرح کا حساب سکھایا جاتا ہے۔ مولانا نے بڑے وکلاء علم دانوں اور مفکرین کو بلایا ان کو ایک صفحہ کا مضمون لکھ کر فرمایا کہ اس مضمون کا خلاصہ لکھو جتنے تھوڑے الفاظ میں ہو اتنا بہتر ہے ہر ایک نے اپنی علمی بساط کے مطابق خلاصہ لکھا مولانا صاحبؒ نے ایک لفظ میں سارے صفحے کا خلاصہ پیش کیا سب نے اقرار کیا واقعی یہ لفظ تمام الفاظ و خلاصہ پر حاوی ہے اس پر مولانا نے فرمایا کہ اسی طرح ساری دنیا کی تمام ذاتوں پر ایک ذات حاوی ہے ہم اس کو خدا کہتے ہیں یہ سن کر روسی دانشور حیران رہ گئے اور مولانا کے علم کے معترف ہوئے بغیر نہ رہ سکے مولانا سندھیؒ کی مثال بطور فی زمانہ یا ماضی قریب سے متعلق دی گئی کہ روس دنیاوی علوم کے اعتبار سے سرفہرست رہا اور مولانا صاحب کا موازنہ بطور دینی ہوا حالانکہ اس سے ہٹ کر ہمارے صحابہ تابعین تبع تابعین آئمہ زہاد علماء اولیاء اللہ اور مسلمان بزرگوں کے علمی کارناموں سے تاریخ بھری پڑی ہے جن کی ایجادات اور تخلیقات دریا کے بہاؤ کی مانند ہیں علم کی حقیقت کسی ایک کتاب یا مضمون میں بیان کرنا ناممکن ہے لیکن اس حقیر کی سعی ہے کہ کم از کم عوام و خواص کے ذہنوں میں ایک خاکہ ابھارا جائے تاکہ اپنے یا اغیار حقیقت کی راہ کا پتا معلوم کر سکیں دنیاوی امتحانات میں رہتے ہوئے دنیاوی علم کا حصول بھی ضروری ہے کیونکہ ٹیکنالوجی میں صرف کفار کو چھوڑا جائے تو مسلمان ہر طرح سے مغلوب ہو جائیں گے سائنس اور ٹیکنالوجی کا علم حاصل نہ ہوتا تو آج ڈاکٹر عبدالقدیر خان نہ ہوتا ایٹم بم اور بین البراعظمی میزائل مسلمان کے پاس نہ ہوتے اور اللہ کے اس حکم کی نافرمانی ہوتی ''اور ان کافروں کیلئے جس قدر تم سے ہو سکے ہتھیار اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو'' (سورۃ الانفال پارہ ۱۰)

دین اور علم پیشہ کے بعد سب سے بڑا علم وہ ہے جس کی معلومات بھی بڑی ہو آسمان ستارے زمین زمینی چیزوں کو کام میں لانا لوہا تانبا معدنیات کا استعمال و فیض سائنس و ٹیکنالوجی کمپیوٹر سے کام

لینا روبوٹ سے کام کرانا ہوا میں اڑنا چاند مریخ دیگر ستاروں پر پہنچنا سمندر میں شہر آباد کرنا بجلی کو تسخیر کرنا اٹیم بم بنانا اس کے علاوہ باقی مخلوق کو جاننا یہ سارے علوم اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کے علوم ہیں سب سے بڑی ہستی اللہ ہے اللہ تعالیٰ کی معلومات ومعرفت سب سے بڑھ کر اعلیٰ وارفع ہیں اللہ اکبر ہے یعنی اللہ ہر چیز سے بڑا ہے اس لئے اللہ کی معلومات ومعرفت ہونے سے علم بھی بڑا ہو گیا علم کی ابتداء یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کی قہاری اور جباری سے آشنا ہو جائے اور انتہا یہ ہے کہ اپنا ہر کام اللہ کے سپرد کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاہل کو نہ چاہیئے کہ اپنے جہل پر خاموش رہے اور عالم کو نہ چاہیئے کہ اپنے علم پر چپکا رہے اللہ کی معرفت کا انتہائی مقام شکر ہے جب مالک کو نہیں پہچانا تو شکر کس کا کریں؟ شکر تو انسان تب کرتا جب مادی وطبعی علوم میں مستعمل ذرہ سے ہوا تک مخلوق کے خالق کو پہچانے اکثر ماہرین اور مادہ پرست مخلوق کے ماہرین یہاں پر آکر رک جاتے ہیں اصل علم کی ابتداء یہاں سے ہے کہ ان حجابات کو توڑ کر خالق مادیات کی طرف پہنچے تب شکر وعلم دونوں ہوا اگر پردوں سے نہ نکل سکے تو صرف ہنر ہوا جس سے کبر آیا اور اختتام کفر پر ہوا اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا جب میرے اوپر کوئی ایسا دن آئے جب مجھ میں خدا سے قریب کرنے والا علم زیادہ نہ ہو تو اس روز کا آفتاب مجھے دیکھنا نصیب نہ ہو جیلانی میں آتا ہے کہ علم سیکھو اسلیئے کہ اس کا سیکھنا خوف الٰہی ہے اسکی تعلیم کرنا ایسے شخص کو جو بے علم ہو خیرات ہے جو اس کا اہل ہو اس پر اس کا خرچ کرنا قریب منزلت ہے یہی علم تنہائی میں دوست ہے سفر میں ہم سفر ہے خلوت میں گفتگو کرنے والا ہے دین کا رہنما دولت مندی اور غربت کی حالت میں چراغ ہے دوستوں کے سامنے نائب ہے اجنبی کے قریب کرنے والا ہے دشمن کے خلاف ہتھیار ہے راہ جنت کا مینار ہے اس علم کی بدولت ہی اللہ کچھ لوگوں کو بلند رتبہ عطا کرتا ہے اور ان کو امور خیر میں سردار پیشوا ،ہادی بناتا ہے ان کی دیکھا دیکھی دوسرے لوگوں کو ہدایت خیر نصیب ہوتی ہے لوگ ان کے قدموں پر چلتے ہیں ان کے اعمال کو مشعل راہ بناتے ہیں فرشتے بھی خواہش کرتے ہیں کہ ان کی

دوستی اور قربت نصیب ہو اور اپنے بازوؤں سے انکو پونچھتے ہیں تمام خشک وتر کے رہنے والے ان کے لئے بخشش چاہتے ہیں یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں اور کیڑے اور خشکی کے درندے چوپائے اور آسمان اور اسکے ستارے سب دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

قرآن مجید اور احادیث نبوی سے ہمیں جو احکامات حصول علم پر ملتے ہیں یہ احکامات انسانیت کے لئے بشارتیں ہیں جو انسانی اغراض وفوائد پر ہی منتہا ہوتی ہیں علم سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نور نہیں علم عمل کی آنکھیں ہیں علم کے بغیر عمل اندھا ہے علم ہی عمل کو راستہ دکھاتا ہے بے نفع فضول علم غلط راہ دکھاتا ہے جس علم سے واحد ہستی کی جستجو ہو جائے خوف الٰہی پیدا ہو جائے ایسا علم سیدھی راہ دکھاتا ہے ہر نیا زمانہ گزشتہ کی نسبت علمی اعتبار سے خوش نصیب ہوتا ہے کیونکہ اسے علوم گزشتہ حکماء علماء دانشور اور ماہرین کی تمام زندگی نچوڑ کی صورت میں ملتے ہیں اور اسی لئے مقبول قول ہے کہ زمانے کو برا مت کہو میں خود ہی زمانہ ہوں اس میں ایک رمز کی بات حکمت کی بات علمی اعتبار سے ترقی کی ہو سکتی ہے اور علم کے ذریعے ہی اللہ رتبے عطا کرتا ہے اسی لئے نہج الفصاحت میں ہے کہ علم کے ساتھ قلیل عمل بھی مقبول ہوتا ہے لیکن جہالت کے ساتھ عمل کثیر بھی قلیل ہوتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا مسلمانو! اپنے بڑوں کے پاس بیٹھا کرو عالموں سے سوال کرو اور دانش مندوں سے ملا کرو۔

انسان کی فطرت ہے کہ وہ جاہل خود غرض واقع ہوا ہے اور مستقبل کو سنوارنے کا بھوت تقریباً ہر کسی پر سوار رہتا ہے حالانکہ مسلمان کا مستقبل اس کی قبر ہے لیکن ہم نے مال وعیال کو مستقبل بنایا ہے گرچہ فتنہ ہیں اسلام میں ہر دکھ اور مرض کا علاج موجود ہے انسان کماتا بھاگتا گنتا اس لئے ہے کہ روشن مستقبل ہو آرام وسکون کی زندگی میسر ہو آپ بصد شوق حلال دنیا کماتے رہیں اپنے بچوں کو جو آپ کا دینی ودنیاوی حقیقی مستقبل ہیں کو دینی ودنیاوی دونوں تعلیم سے آراستہ کریں خوف خدا کا عنصر ان میں خاص طور پر غالب ہو بچے والدین کے پاس اللہ کی امانت ہیں اسمیں خیانت

یا غفلت والدین کی اپنی تباہی ہے اگر نیک اولاد صدقہ جاریہ ہیں تو بری تربیت سے یہ گناہ جاریہ بھی ہیں ان کے ذہن کورے کاغذ کی طرح ہوتے ہیں اس پر والدین جو لکھنا چاہیں لِکھ سکتے ہیں دین یا دنیا یا امتزاج ان کا رزق اللہ کے ذمے ہے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ ماں باپ اولاد کو جو کچھ دیتا ہے ان میں سب بہتر اچھی تعلیم و تربیت ہے آپ کبھی بڑے سے بڑے دنیاوی اسکول میں جائیں اور کسی طالب علم کے والد کو بھی ساتھ لے جائیں کہ اُس کا بیٹا اپنے باپ سے دادا کی طرح ملتا ہے اور اس والد کے خرچے بھی نوٹ کرلیں اب آپ ایک معمولی سے معمولی دینی مکتب میں جائیں اور کسی طالب علم کے والد کو بھی ساتھ لے جائیں کہ اُس کا بیٹا اپنے باپ سے کس احترام و عزت سے ملتا ہے کہ آپ بادشاہ کی تعظیم بھول جائیں گے اور اس والد کے بچے پر مصرف کو لکھنے کی زحمت نا کریں زبانی حساب ہو جائیگا اب آپ خود فیصلہ کریں کہ مستقبل میں اپنی عزت اور بچے کی عزت اور خاص کر اللہ کی نظر میں عزت کس طریقے میں محفوظ پاتے ہیں؟ ان کی غربت کو عیب نہ جانیں اور نہ حقارت سے دیکھیں کیونکہ اسلام غریبوں پر آیا ہے اور اسے غریب قائم رکھیں گے مدارس سے عالم دین کے علاوہ سائنسدان اور پُر حکمت مغز والے بھی نکلتے جو آج بہت ہی کم نظر آتے ہیں؟ جیسے دنیاوی تعلیمی اداروں سے دین والے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''دنیا ملعون ہے اور ہر چیز اس میں ملعون ہے سوائے ذکر الٰہی کے یا جو اس کے قریب ہو معلم یا طالب علم ہو''۔

داڑھی

داڑھی منڈوانے والے مسلمانوں میں ایسے مؤمن اور اسلامی پروانے ملتے ہیں کہ بعض داڑھی والے حضرات ان کے ایمان وتقوٰی پر رشک کرتے ہیں یہ مجاہدین، مبلغین، مردان حق تہجد گزار، اپنے شعبہ معاش ہی میں نہیں ہر لحظہ اخلاق امانت وصداقت کے نمونہ اور مثال نظر آتے ہیں یہ واقعی بات ہے کہ اسلام میں داڑھی ہے داڑھی میں اسلام نہیں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت کتابیں پڑھی ہیں جس میں لکھا ہے کہ کسی کی داڑھی سے دھوکہ نہ کھانا کیونکہ داڑھی تو بکری کی بھی ہوتی ہے۔

قانون فطرت اور علم سائنس سے لیکر عام انسان تک اس بات پر متفق ہے کہ داڑھی مرد انسان کی واضح فطرت ہے زمین پر مرد اور عورت کی پہچان ہے مرد کی شان اور مرد کی داڑھی عورت کیلئے فطری چاہت ہے کیا کسی مسلمان خاتون کے سر کے بال کسی بھی قیمت پر کوئی منڈوا سکتا ہے؟ پھر مسلمان مرد کی داڑھی قیمت جیب سے دے کر کیوں تراشی جاتی ہے؟ دین اسلام میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر خاتم النبین تک تمام نے اس سعادت کو رکھا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے لیکر آج عالم تک ہی نہیں خاص اُمتی تک تمام نے اس سعادت و فطرت کی قدر کی یہ وہ فطرت ہے کہ اللہ جل شانہ نے انسان کو تحفہ وہدیہ خاص دیا ہے آدم علیہ السلام کیلئے جب اماں حوا تخلیق کی گئی تو بابا آدم علیہ السلام نے کائنات کے رنگ عورت حوا کو دیکھ کر فرط محبت اور جذبات کے اظہار میں پھولوں کا ہار اماں حوا کے گلے میں ڈال دیا اللہ جل شانہ کو یہ ادا، جذبہ اور عمل بہت پسند آیا تو بابا آدم علیہ السلام کو اس کے بدلے تحفہ خاص داڑھی دے دی اور یہ وہ تحفہ ہے کہ جب اللہ کسی مشرک یا کافر کے پاس بھی پاتا ہے تو وہاں بھی غیظ وغضب نرم پڑ جاتا ہے فرعون نے خدائی کا دعوٰی کیا اس سے بڑا دعوٰی کسی بد بخت انسان کی زندگی میں اور کیا ہوسکتا ہے؟ لیکن اللہ نے چھوٹ دی کیونکہ فرعون داڑھی کے تحفے سے مزین تھا اور جب اس

داڑھی کے ساتھ فرعون نے مزاق شروع کیا اور داڑھی میں قیمتی دانے وغیرہ پروئے تو انتقام کا دور شروع ہوا اور جب یہی فرعون ساتھیوں سمیت دریا میں غرق ہوا تو ان میں سے ایک باریش مرد بچ نکلا جو فرعون کے دربار میں موسٰی علیہ السلام کی نقلیں اُتارا کرتا تھا موسٰی علیہ السلام نے اللہ سے عرض کیا یا اللہ میں تو اس شخص سے زیادہ تنگ تھا اور آپ نے اُسے چھوڑ دیا اللہ نے فرمایا مجھے اس کی داڑھی سے شرم آئی'' اور بعد میں یہی شخص سعادت مند ہوا اور موسٰی علیہ السلام کے خاص پیروکاروں میں شمار ہوا یہی وہ داڑھی ہے جو فرشتوں کے قہر وغضب کو زمین پر نازل ہونے سے روک دیتا ہے یہی وہ داڑھی ہے جو مسلمان مردے کے چہرے پر دیکھ کر نکیر ومنکر کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے آج اگر کسی پہلے زمانے کا مسلمان زندہ ہو کر دنیا میں گھومے تو ہر طرف مونڈے ہوئے چہروں کی وجہ سے وہ ہر مملکت کو کفر کی مملکت سمجھے گا اور جن بہت کم چہروں پر سنت کی داڑھیاں دیکھے گا صرف انہیں مسلمان سمجھے گا۔

اب بعض معترض کہیں گے کہ جب داڑھی فطرت ہے تو مونچھیں، بغل اور شرمگاہ کے بال بھی تو فطرت ہے اسے کیوں کترانے اور کاٹنے کا حکم ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ غصہ بھی حرام ہے غصہ انسان میں رکھا گیا ناجائز خواہش حرام ہے خواہشات بھی انسان میں رکھے گئے مال اور اولاد فتنہ ہیں یہ بھی انسان کو دیئے گئے؟ کیوں؟ اسلیئے کہ غصہ کے ذریعے انسان غلط چیزوں کو اپنے سے دور رکھے خواہشات سے بھلائیاں اور نیکیاں حاصل کرے غصے سے ناجائز خواہشات کو دفع کرے مال واولاد کو درست راستے اسلام میں لگا کر صدقہ جاریہ بنائے وگرنہ تو یہ فتنہ دنیا ہی عذاب میں مبتلا کر دے گا اب اسی لحاظ ومناسبت سے اللہ نے بعض بالوں کو چھوڑنے کا حکم دیا اور بعض کو صاف کرنے کا حکم دیا ہندو مذہب میں بچے کو ختنہ نہیں کیا جاتا کہتے ہیں کہ یہ فطرت ہے جبکہ بچے کی ناف کو کاٹ دیا جاتا ہے۔۔؟

انسان کی فطرت ہے کہ وہ صاف خور اور ہر جگہ کو صاف وستھرا رکھنا اور دیکھنا چاہتا ہے اسلام نے

فطرت کے تقاضوں کے مطابق بال کترانے کا حکم دیا کیونکہ جب مونچھیں لمبی ہوجاتی ہیں تو کھانے ،بولنے، پینے بوسہ لینے کی راہ میں سخت ترین رکاوٹ آجاتی ہے آپ نے ایسے پاگل ومجنون افراد دیکھے ہوں گے جو بوجہ پاگل پن مونچھیں چھوڑ دیتے ہیں اور اسی سے پانی پیتے ہیں خوراک کھاتے ہیں اور مونچھوں کے بال کی یہ چکناہٹ وگندگی دیکھ کر دوسرے انسان ایسے انسان کے قریب جانا تو دور کی بات، بات کرنے کو گوارا نہیں کرتے ویسے بھی مونچھیں بڑی کرنے سے منہ کے رستے سے آب وخوراک بالوں سے لگ کر معدے میں پہنچتے ہیں اور اکثر مہلک جراثیم اور مونچھوں کے بال ٹوٹ کر معدے میں پہنچ جاتے ہیں جو کہ طب کے لحاظ سے سخت نقصان دہ ہے اگر شرمگاہ کے بال چھوڑے جائیں تو وظیفہ زوجیت میں سخت نقصان اور تکلیف ہوتی ہے جانبین کو بال نوچنے پھنسنے کھینچنے جیسی جلن اور تکلیف ہوگی بغل کے بال بڑھ جانے سے پسینہ کی وجہ سے سفید مواد بغلوں میں جم جاتا ہے جس سے جلد کو جلن اور خارش ہوتی ہے کیونکہ وہاں ہر وقت پانی نہیں پہنچایا جاسکتا صرف نہانے اور غسل کے وقت یہ مقام دھونا ممکن ہوتا ہے اسلیئے بغل کے بال انسان کی آسانی کیلئے صاف کرنے کا حکم ہے اسلام نے سینکڑوں برس پہلے بتایا ہے کہ اگر ان مقامات کے بال صاف نہ کیئے جائیں تو انسان شدید تکلیف میں رہیگا جلن خارش تکلیف رکاوٹ گندگی خطرناک بیماریوں اور جراثیم کو کچلنے کیلئے انسان کو دفاع وبچاؤ کے تدبیر سے آگاہ کیا گیا اور ظاہری اعضاء کی پاکیزگی وطہارت کیلئے وضو کا حکم ہوا جسمیں نہ جانے کتنے فوائد ظاہری اور طاہری ہوں گے۔

میں نے کئی حکماء سے جن کو سالوں طب کا تجربہ ہے سُنا ہے کہ ہم نے داڑھی والوں میں نامرد نہیں دیکھا بعض مسلمان جب کسی داڑھی والے مسلمان میں کوئی خامی یا غلطی پکڑتے ہیں تو کہتے ہیں کہ تجھے اس داڑھی سے شرم نہیں آتی یا داڑھی کیوں چھوڑ رکھی ہے؟ گو کہ داڑھی انسان کو بہت سے بُرے کاموں سے رُوکتی ہے مگر داڑھی کا طعنہ نادانی ہے داڑھی سے بڑی

چیز تو مسلمانی ہے؟ داڑھی والے کی غلطی اور منڈوانے والے کی غلطی میں منڈوانے والے کا گناہ بھاری ہے کیونکہ منڈوانے والے کی نسبت داڑھی والے نے تو ایک بہت بڑے سُنت داڑھی کو رکھا ہے بعض علمائے کرام داڑھی کو فرض کی حد تک حیثیت دیتے ہیں اور داڑھی تراشنے کو گناہ کبیرہ میں شمار کرتے ہیں کیونکہ داڑھی وہ عمل ہے جو ہر پیغمبر نے اختیار کیا ہر پیغمبر کا پیغام اللہ کی معبودیت ہے تمام انبیاءؑ کی ایک ہی بات ایک ہی پیام اور تمام انبیاءؑ کا ایک مشترک و متفق عمل داڑھی رکھنا داڑھی تراشنا انسان کا دل تراشنے سے زیادہ سفاک عمل ہے داڑھی تراشنا پیغمبر کا دل تراشنے کے مترادف ہے بلکہ تمام پیغمبروں کا دل تراشنے کے برابر ہے کیونکہ یہ ان کا محبوب و مشترک عمل ہے کوئی بھی گناہ لیں وہ وقتی ہوتا ہے زنا کا گناہ زنا کے وقت گالی دینے کا گناہ گالی دینے کے وقت شراب کا گناہ شراب پینے کے وقت روزہ کا گناہ روزہ نہ رکھنے کے وقت غرضیکہ ہر گناہ صرف اُس وقت میں شمار کیا جاتا ہے جوں ہی کوئی اس گناہ سے تائب ہوا یا ہٹا تو گناہ اور گناہ کا وقت ختم لیکن داڑھی تراشنا مستقل گناہ ہے دن رات کے ہر ساعت و لمحے کا گناہ ہے سوتے میں بھی، چلتے میں بھی، کام میں بھی، روزگار میں بھی فراغت میں بھی کیونکہ داڑھی منڈی ہوئی ہے ہر وقت۔

ایک دن آنحضرت ﷺ بہت خوش تھے تو آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا ''اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پوچھ آج جو پوچھنا ہے میں (محمد ﷺ) جواب دونگا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی علم فضیلت و دانائی سے کس بد بخت کو انکار؟ جن کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا آدھا علم عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حاصل کرو، آپ اماں رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پہ قربان آپ ﷺ اپنے وعدے پہ قائم رہیئے میں ابھی آتی ہوں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے والد سیدنا حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر آگئیں اور ان سے سارا قصہ بیان فرمایا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیٹی سے فرمایا کہ

رسول اللہ ﷺ سے یہ پوچھنا کہ جس رات آپ ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو اللہ نے احکامات دیئے کہ یہ احکامات آپ ﷺ کی اُمت کیلئے ہیں ان احکامات کے علاوہ اللہ نے آپ سے کُچھ راز و نیاز کی باتیں کیں اُن میں سے ایک بات بتادیں جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ متبسم ہوئے اور فرمایا آخر تم بیٹی کس کی ہو سُن لو میرے اللہ جل شانہ نے فرمایا جب میری اُمت کے دو شخص آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں اُن میں سے ایک کی داڑھی میں سے کوئی تنکا وغیرہ دوسرے شخص نے داڑھی کے احترام میں چُن لیا ان دونوں آدمی کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہیں اور وہ جنت میں جائیں گے سبحان اللہ یہ صرف داڑھی کے احترام کا جزا و انعام رکھنے حفاظت کرنے کا اس فطرت کے کیا کیا انعامات ہوں گے نہ جانے نادان مسلمان فطرت کے خلاف کیوں چلتے ہیں اسلام کہتا ہے نماز مت چھوڑو لوگ چھوڑ دیتے ہیں روزہ مت چھوڑو لوگ چھوڑ دیتے ہیں حج مت چھوڑو لوگ چھوڑ دیتے ہیں اور جب حکم ہوتا ہے کہ داڑھی چھوڑو تو لوگ نہیں چھوڑتے؟ یہ وہ فطرت ہے جسے حیوان بھی نہیں چھیڑتے یہ وہ فطرت ہے کہ کافر و منکر کے چہرے پر دیکھ کر اللہ کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور اگر مسلمان کے چہرے پر سجی ہو تو اللہ کے فضل و کرم کے باران کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟

سیاہ خضاب دوزخیوں اور کافروں کا عمل ہے جو سب سے پہلے فرعون نے استعمال کیا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دور آخر میں ایسے لوگ ہوں گے جو سیاہ خضاب استعمال کریں گے یہ لوگ جنت کی بُو بھی سونگھنے نہیں پائیں گے ایک اور حدیث میں فرمایا بوڑھوں کی جماعت میں وہ بوڑھا بہت بُرا ہے جو اپنے آپ کو نوجوانوں کے مشابہ بنائے اور بہترین جوان وہ ہے جو اپنے آپ کو بوڑھوں کی مانند بنائے۔

تصویر

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک غالیچہ خریدا اسمیں تصویریں تھیں جب اسے پیغمبر خدا ﷺ نے دیکھا تو دروازے میں کھڑے رہے اور اندر نا گئے میں نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر ناخوشی پہچانی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ اور رسول کے روبرو میں نے کیا گناہ کیا میں توبہ کرتی ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کیسا غالیچہ ہے میں نے کہا آپ ﷺ کیلئے خریدا ہے کہ اس پر بیٹھیں اور تکیہ بنائیں سو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مقرران تصویروں والے عذاب میں پھنسیں گے اور کہا جائے گا ان کو کہ جو تم نے بنایا ہے ان میں جان ڈالو اور فرمایا جس گھر میں تصویر ہوتی ہے اسمیں فرشتے نہیں آتے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیلؑ میرے پاس آئے اور کہا میں کل آپ ﷺ کے پاس آیا تھا مجھ کو کسی نے مکان میں جانے سے نہ رُوکا مگر اس سبب سے اندر نہ گیا کہ دروازے پر تصویریں تھیں گھر میں رنگین پردہ تھا اسمیں صورتیں تھیں اور گھر میں کُتا تھا سو حکم کرو کہ دور کیئے جائیں تصویروں کو جو دروازے پر ہیں اور حکم کرو کہ پردہ کو پھاڑا جائے اور حکم کرو کُتے کے لیئے کہ نکال دیا جائے تب رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔

اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا تصویر کی مخالفت میں جو حکم و بیان ہے فلاح انسانیت، شرافت انسانیت اقبال انسانیت سے ہرگز ہرگز خالی نہیں اللہ اور اس کے رسول کو علم ہے کہ یہ تصویر ترقی کرتے کرتے کہاں پہنچ جائیگی فی زمانہ میں تصویر ترقی کرتے کرتے، فلم، ڈرامہ، تھیٹر، ٹیلی ویژن، وی سی آر، سی ڈی، کمپیوٹر انٹرنیٹ، شوبز، ماڈلنگ، ڈش انٹینا، کیبل تک اس انداز میں پہنچی کہ جسموں پر کپڑا نام تک نہیں ملتا آنکھوں کو بہکانے کے پُرکشش خطرناک ذریعے ایجاد کیئے گئے چاہے وہ ٹی وی پر ہیجان انگیز مناظر ہوں یا اخبارات و رسائل میں شہوت انگیز بے حجاب کسی کی بیوی، بیٹی و عزت کی نیم عُریاں تصاویر ہوں یا حسن کی بالکل ننگی بجلیاں ہوں کیونکہ آج عورت کو ماڈلنگ

شوبز اور فیشن میں یوں اُلجھایا گیا ہے کہ نیم عُریاں تصویر کے علاوہ مکمل لباس کی عورتیں بالکل عریاں نظر آتی ہیں پوشیدہ کو پوشیدگی میں عیاں دکھایا جاتا ہے ذرائع ابلاغ میں فحش کہانیاں، بے حیائی کے قصے، فنکار وادا کار کے معاشقے، کھلاڑیوں کی محبوبیں، ننگی تصویریں، عورت کے حسن وجمال اور برہنگی کو تجارت کے فروغ کیلئے لازمی جزو سمجھے جاتے ہیں ہر اشتہار میں عورت ٹرک کے اشتہار میں عورت آج ہر گھر برابر ہے شرفاء کی بیٹیاں ماڈلنگ کو فن سمجھتی ہیں آج ہر گھر میں فلم میوزک تفریح کیلئے کوئی نہ کوئی ذریعہ موجود ہے چاہے وہ کیبل ہو یا ڈش انٹینا، وی سی آر ہو یا سی ڈی پلئیر، جب چاہیں دیکھیں جو جی چاہے اور نفس چاہے دیکھیں غلاظت وگمراہی عام ہے ایک فلم کے ایک منظر پر لاکھوں ڈالر خرچ ہوتے ہیں تو اسے ترقی کہا جاتا ہے دیکھنے والے فلم پر ہزاروں اُڑاتے ہیں گاڑی، تیل، کھانا، بوتل، دوست یہاں خرچ کرنا تفریح ہے سکون ہے مسجد کیلئے چندروپے مدرسہ کیلئے چندہ فلاح وبہبود کیلئے عطیہ مانگا جائے تو تنگدستی کا شکوہ کرتے ہیں بڑے بوڑھے والدین گھر کے بزرگ سب کنبہ کے افراد مل بیٹھ کر آج ہر طرح کی فلم ڈرامہ میوزک دیکھ لیتے ہیں کوئی چھوٹا نہیں کوئی بڑا نہیں کوئی مرد نہیں کوئی عورت نہیں کوئی بہن نہیں کوئی بھائی نہیں سب بے تکلف دوست ہیں چھوٹے کو بڑا سمجھائے بڑے کو کون سمجھائے؟ بچوں اور نوجوانوں میں فطرتی طور پر نقل کرنے کی جبلت ہوتی ہے میڈیا کے مار دھاڑ، عشق وفسق، حرام کہرام چیخ وپکار دیکھ کر ہر بچے اور جوان میں ہیرو ازم آجاتا ہے آج ہمارا کونسا جوان ہے جو ہالی ووڈ یا بالی ووڈ کے کسی ہیروئن کا فین نہیں کونسی جوان ہے جو ہیرو کی فین نہیں اور وہ کونسا گلی محلّہ یا کوچہ ہے جو فلمی قسم کے عشق وفسق کے غلاظت سے پاک ہے وقت کا ضیاع، صحت کا ضیاع، دولت کا ضیاع آپ کبھی کسی مدرسے کے دارالافتاء میں جائیں کہ ہمارے مسلمان آج کس قسم کے جنسی مسائل میں فتوے طلب کر رہے ہیں تمام مسائل اس فلم کیبل اور ڈش انٹینا نے پیدا کیئے ہیں ان مسائل کے سوالات نے ماں بیٹے، بہن، بھائی، باپ، خالہ، بھانجا وغیرہ کے ایک ساتھ فلمیں دیکھنے سے

جنم لیئے ہیں یہ تو وہ لوگ ہیں جنہیں خوف خدا یاد ہے باقی کتنے حرکات وواقعات ہوں گے جوستر میں رہ جاتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''حیاء ایمان کی شاخ ہے'' جب گھر خاندان کنبہ کے افراد میں محلّہ گلی سڑک شہر میں لوگوں میں حیاء نہ رہے تو اللہ ہی حافظ ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب حیاء نہ رہے تو پھر جو چاہو کرو'' کوئی بھی سائنس یا ماہر نفسیات وجنسیات یہ بات رد نہیں کرسکتا کہ انسان معاشرے سے سیکھتا ہے جب ہم ہمارے بچے بے حیائی کے ماحول میں جنم لیں گے تو ہمارا علم ہماری حیاء کیا ہوگی؟ اسی لیئے اسلام نے اس غلاظت وگمراہی اس بے حیائی وفحاشی وعریانی سے بچنے کیلیئے صدیوں پہلے تصویر کا باب بند کردیا تھا لیکن جاہل انسان نے یہ باب کھول کر اپنے لیئے بے سکونی وبے چینی اور بے حیائی خریدلی زہر کو شہد سمجھ لیا ہے یہ شہد کھانے کے بعد روز بروز خودکشی میں اضافہ ہورہا ہے۔

''بلاشبہ جولوگ مسلمانوں میں فحاشی کا چرچا چاہتے ہیں ان کیلیئے دُنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے'' (سورہ نور آیت ۱۸)

گوکہ اللہ تعالیٰ نے بعض ذاتی صفات انسان میں رکھی ہیں لیکن اس نے مصوری کی صفت میں یکتائی ذات کو پسند کیا ہے اور بندے کو مُصوری سے منع فرمایا اللہ کی ذات ماں کے رحم میں انسان کی پینٹنگ پانی سے کرتا ہے اور پانی میں نقوش بناتا ہے جو انسانی مصوّری کے خواب وخیال میں بھی نہیں ''تو انسان کو دیکھنا چاہیئے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے وہ ایک اُچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے'' (سورہ طارق) اللہ جل شانہ کو علم ہے کہ جب انسان مصوری کرے گا تصویریں کھینچوائے گا فلمیں بنائے گا انٹرنیٹ وکیبل استعمال کرے گا تو پرخار وپر خطر تخلیق کرے گا اور آخر میں جا کر فحاشی وعریانی اور حیوانیت پر ختم ہوگا اور آنے والی نسلیں اپنی فحاشی کی تعلیم کو معیوب نہیں سمجھیں گی ''اور وہ لوگ جب کوئی فحش کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو اسی طریق پر پایا اور اللہ نے بھی ہم کو یہی بتلایا ہے آپ کہہ دیجیئے کہ اللہ فحش باتوں کی تعلیم نہیں دیتا کیا اللہ کے

ذمے ایسی بات لگاتے ہو جسکی تم سند نہیں رکھتے'' (سورہ اعراف رکوع ۳)

آج بُرا بھلا سب فلم ڈرامہ ناچ گانے کی محفلوں میں مست ہیں حتیٰ کہ اخبارات ورسائل ٹی وی وغیرہ پر سرکاری علماء کے مناظر عام ہیں لیکن حق کے حضرات آج بھی موجود ہیں جو تصویر فلم سے دُور ہیں حضرت مولانا الاعظم عبدالکریم قریشی رحمہ اللہ علیہ بیر شریف والے جلسہ سے خطاب فرمارہے تھے کہ کسی نے فوٹو کھینچا آپ نے تقریر بند کی اور فرمایا جب تک کیمرے کی ریل ضائع نہیں کی جاتی میں تقریر نہیں کروں گا تب شرکاء نے وہ ریل نکال کر پھاڑ دی اور آپ نے تقریر دوبارہ شروع کی، افغانستان کے مجاہد اعظم امیر المؤمنین ملا محمد عمر کی تصویر نہ ہونے کی وجہ سے مغربی میڈیا اور ایجنسیاں آج تک سرگرداں ہیں کہ ملا عمر کون ہے؟ ہندوستان کو بڑا جمہوری ملک سمجھا جاتا ہے وہاں تا حال شناختی کارڈ کا رواج نہیں پیدائشی سرٹیفکیٹ اسکولوں اور کالجوں کے سندوں پر شعبے اور امور چلتے ہیں لوگ شاید ان باتوں کو دقیانوسی خیالات سمجھیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ تصویر و فلم کے بغیر دُنیا چل سکتی ہے کرنسی پر تصویر کے بغیر کرنسی چل سکتی ہے پاسپورٹ پر تصویر کے بغیر پاسپورٹ چل سکتا ہے ہر انسان کے انگوٹھے کی لکیریں دوسرے انسان کی انگوٹھے کی لکیروں سے مختلف ہے فنگر امپریشن کا علم یورپ کو ۱۸ ویں صدی میں ہوا جبکہ نبی کریم ﷺ مہر نبوت کی تیاری سے قبل آل کیدر کے نام فرمان پر آپ ﷺ نے اپنا انگوٹھا لگا دیا تھا۔ جب خاتون تصویر سے مستثنیٰ ہو سکتی ہے تو مرد کیوں نہیں؟ یہ تصویریں ہر جگہ سے ختم کی جا سکتی ہیں بشرطیکہ پالیسیاں اسلام کے نکتہ نظر سے بنائی جائیں جو انسان پہ بوجھ نہیں جو ضرورت باشد روا باشد کے تحت بہترین حل نکالتے ہیں خود آنحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے زمین پر لکیریں کھینچ کر صحابہ کرام کو موت، زندگی اور انسانی اُمیدوں کا درس اشکال کے ذریعے دیا ہے ہماری میڈیا مغربی میڈیا کا مقابلہ کرنے کی بجائے نقل کرتی ہے ایسے زاویے ہیں قانون بنائے جا سکتے ہیں کہ جس سے فحاشی عُریانی بے جا فلموں تصویروں ڈراموں کا قلع قمع کیا جا سکتا ہے تصویریں یادگار کے

طور پر رکھنا وقت سے جنگ ہے آپ عام افراد کو چھوڑ کر ذرا ان لوگوں کی تحقیق و تلاش کیجیئے جو ماضی میں نامور امراء رؤسا، اداکار، گلوکار رہ چکے ہیں ان کا حال دیکھیئے ان کی چہروں کی مایوسی دیکھیئے ان کو جب ماضی کی خدمات پر کوئی ایوارڈ دیا جاتا ہے تو اسٹیج پر نئے چہرے ہوتے ہیں جو اُن کا ماضی ہوتا ہے اور ان نئے چہروں کا مستقبل نیچے بیٹھے حیران و پریشان شش و پنج میں پڑے چہرے ہوتے ہیں، یہ نہ دین کی خدمت ہوا نہ دُنیا کی دین کی خدمت یا کم از کم دُنیا کی خدمت کرنے والے جتنے عمر رسیدہ بوڑھے اور ضعیف ہوتے جاتے ہیں ان کی شخصیت اور عزت و عظمت میں جوانی اور تابنا کی پیدا ہوتی ہے جبکہ چمکیلی دھوکے کی شوبز دُنیا میں جتنا معمولی ضعف اور بڑھاپا آتا ہے اس سے زیادہ مایوسی اور پچھتاوا آتا ہے لیکن مُردہ دل بند ہونٹ اب کیا کہیں؟ جبکہ فلموں اور شوبز کی دُنیا سے باہر لوگ انہیں اپنا آئیڈیل ان کے ساتھ ملاقات اور فوٹو سیشن کو مسرت سمجھتے ہیں نوجوانوں، بوڑھوں کے کمروں میں خواب گاہوں میں مختلف ہیروز اور ہیروئن کی تصاویر تو عام کونسی دُکان، حمام کارخانہ یا کوئی اور جگہ ان سے پاک ہے ترقی یافتہ اور ترقی پذیر علاقوں میں گلوکاروں، فنکاروں کو آئیڈیل مانا جاتا ہے جبکہ پسماندہ علاقوں میں نواب، خان، مَلک، سردار، چوہدری، وڈیرہ کی بڑی بڑی تصویروں سے مہمان خانے، گاڑیاں، دیواریں سجائی جاتی ہیں اپنے ہی جیسے یا کم انسان کیساتھ تصویر کھینچنا اپنی آن شان سمجھتے ہیں ہر طرف تصویر و شخصیت پرستی کا دور دورہ ہے انہیں معلوم نہیں کہ دنیا کی کامل ترین شخصیت نے شخصیت پرستی سے منع فرمایا ایک دن حضور ﷺ کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ گیا درست فرمانے لگے تو ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا حضور ﷺ میں دُرست کرتا ہوں فرمایا ''یہ شخصیت پرستی مجھے پسند نہیں''

ایک روز آپ ﷺ ایک کنویں پر نہانے کیلئے تشریف لے گئے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کی طرف پشت کر کے چادر تان کر کھڑے رہے جب آپ ﷺ فارغ ہوئے اور صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نہانے کی باری آئی تو آپ ﷺ بھی اسی طرح چادر تان کر کھڑے ہو گئے اور پردہ

کیئے رہے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے رسول ﷺ کی یہ کیفیت کیوں کر گوارا ہو سکتی تھی التجا کی یارسول اللہ ﷺ! میری جان آپ پر قربان آپ ﷺ یہ تکلیف نہ فرمائیں ارشاد ہوا" جیسا میں انسان ہوں ویسے ہی تم انسان ہو مجھ کو ایسی کیا فوقیت حاصل ہے؟

آپ ﷺ ایک جگہ سے واپس ہوئے تو مالک مکان نے ایک خچر سواری کے واسطے اور ایک غلام ہمراہی کیلئے ساتھ کر دیا آپ ﷺ نے غلام سے فرمایا تم میرے آگے سوار ہو جاؤ کیونکہ جس کی سواری ہے وہ آگے بیٹھنے کا مستحق ہے غلام نے بلحاظ ادب ساتھ بیٹھنے سے انکار کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا" یا تو سوار ہو جاؤ ورنہ واپس چلے جاؤ"

ان واقعات سے خاص سبق ملتا ہے کہ ہمیں کسی صدر، وزیر اعظم، گورنر، وزیر، امیر، فنکار، گلوکار کا تصویر رکھنا تو کجا ان کیساتھ تصویر کھینچوانے میں درد ہونا چاہیئے یہ بھی ماوشما کی طرح ہیں فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے کہ قیامت کے دن دوزخ سے ایک لمبی گردن نکلے گی اس کی دو آنکھیں ہوں گی سُنتے ہوئے دو کان ہوں گے اور بولتی ہوئی زبان کہے گی میں متعین ہوں تین اشخاص پر مغرور و متکبر پر اور بالکل ایسے لوگوں پر جنہوں نے اللہ کیساتھ معبود ٹھہرایا اور تصویر بنانے والوں پر"۔

تصویر بنانے والوں میں دونوں آ گئے یعنی کیمرہ مین اور تصویر و فلم کھینچوانے اور بنوانے والے یہ تجربہ و مشاہدہ عام آدمی کو ہے دن رات ہماری آنکھوں کے سامنے ہے کہ جس چیز کا شوق یا دھیان دل و دماغ میں سما جائے تو بدن کے تمام اعضاء اسی شوق کے حصول میں لگ جاتے ہیں آنکھ اُس کو دیکھنے کان اُس کو سننے ہاتھ اُس کو پکڑنے جسم اُس کو مس کرنے اور پاؤں اُس کی جانب چلنے لگتے ہیں آج ہمیں اپنے معاشرے میں تصاویر فلمیں اور اسکے دیگر طریقے ایسے ترغیب سے دکھائے جاتے ہیں کہ فحاشی اور عُریانی کو لوگ آرٹ کہتے ہیں جب یہ حال ہوگا تو یقیناً فحاشی و عریانی کی یہ راہیں حضور ﷺ کے ارشاد پر آ پہنچیں گی کہ فرمایا" میری اُمت پر بھی ویسا ہی زمانہ

آئیگا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا بالکل درست اور ٹھیک جیسی کہ دونوں جوتیاں برابر اور ٹھیک ہوتی ہیں یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے ماں سے اعلانیہ بدفعلی کی ہوگی تو میری اُمت میں بھی ایسے ہوں گے جو ایسا کریں گے"

ہمارے تعلیمی اداروں میں بچے اور بچیاں لڑکے اور لڑکیاں کالجز اور یونیورسٹیوں کے نوجوان طلبہ، طلباء اور طالبات کی بجائے کسی فلم ڈرامہ کی شوٹنگ یا ماڈلنگ جیسے لباس میں نظر آتے ہیں یونیفارم یوں بناتے ہیں گویا لباس ہے ہی نہیں یہ تعلیمی اداروں کی حالت وکیفیت ہے تعلیمی اداروں کے طلبہ کے بیت الخلاء میں جائیں دیواروں پر ہمارے کالجز اسکولز یونیورسٹیوں کے طلبہ کے اخلاق وتربیت کا عکس ملے گا شادیوں، محفلوں، بازاروں میں تو زن ومرد کا پتہ نہیں چلتا؟ تب حضور ﷺ کی پیش گوئی نظروں کے سامنے آجاتی ہے "کہ لوگ سیدھا راستہ چھوڑ دیں گے مرد ایسی زینت کریں گے جیسے ایک عورت اپنے شوہر کیلئے کرتی ہے اور عورتوں کی طرح سنگھار کریں گے" "مرد عورتوں سے مشابہت کرلیں گے اور عورتیں مردوں کے مشابہ ہوجائیں گی" کالج کے لڑکوں کے فیشن کو دیکھ کر علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا "کہ اب تو مردوں کو بھی پردہ کرنا چاہیئے"۔

موسیقی

وہ مسلمان جن کے دن کا آغاز تلاوت کلام پاک وقرأت سے ہوا کرتا تھا جن گھروں سے تلاوت کی آوازیں آتیں انہی مسلمانوں کی اکثریت کے دن کا آغاز آج موسیقی سے ہوتا ہے بوڑھے جوان بچے عورتیں سورج نکلنے سے پہلے اُٹھنا معیوب سمجھتے ہیں پہلے زمانے میں شاذونادر کسی سوئے ہوئے کو سورج اُٹھاتا آج یہ بات عام ہے اور ہماری اکثریت تو یہ بھی نہیں جانتی کہ سورج کیسے طلوع ہوتا ہے سورج طلوع ہونے کے منظر کو لوگ بھول چکے ہیں یقیناً جب سورج نکلنے کے کافی دیر بعد لوگ اُٹھتے ہیں تو وہ نماز یا تلاوت کیلئے نہیں بلکہ موسیقی کیلئے اُٹھتے ہیں اور یہ بات آج ہندومت کے علاوہ مسلمانوں میں عام ہے کہ موسیقی روح کی غذا ہے موسیقی روح کی غذا ہوتی تو آج مسلمانوں کی اکثریت پریشان کیوں ہے؟ بغض، عناد، لڑائی جھگڑے، قطع صلہ رحمی، بے برکتی نفسانفسی خوف وہم گھبراہٹ کے شکوے وشکایتیں کیوں ہیں؟ حالانکہ ہر گھر میں موسیقی اور بعض میں آلات موسیقی عام ہیں روح کی غذا اور غذا بنانے کے حالات گھر میں پھر بھی چہروں پر پھٹکار، نحوست، پریشانی دھنسی ہوئی تذبذب کی شکار آنکھیں، حیران کن وسوالیہ چہرے نہ مقصد نہ ہدف جنگلی حیوانوں کی طرح اُچل کُود کبھی ایک گانے میں اپنی زندگی پاتا ہے تو کبھی دوسرے میں کبھی مست کبھی غمگین بس زندگی گیتوں کا گیت مالا رہ جاتی ہے اور خود کو کسی فلم کا خاص ہیرو یا کردار سمجھ کر زندگی کا مقصد یہی بنالیتا ہے اور جب ضعف کمزوری بڑھاپا آجاتا ہے تو جان جاتا ہے کہ موسیقی روح کی نہیں نفس کی غذا ہے نفس کو مست ہاتھی بنادیتا ہے جوانی کے نشے میں دھت دُنیا کی چمکیلی چیزوں کے دھوکے کو ہی مقصد اور زندگی سمجھتا ہے جن مذاہب میں موسیقی کو روح کی غذا سمجھا جاتا ہے انہیں چھوڑ کر ہمارے اپنے ہی مسلمان جو فنکار اور اداکار کے نام پر فخر کرتے ہیں کہتے ہیں کہ موسیقی تو قدرت نے تخلیق کی ہے ہم تو صرف نقل کرتے ہیں یہ دریاؤں اور آبشاروں کی آوازیں کوئلوں کی کُو کُو پرندوں کا چہچہانا درختوں کے پتوں میں سے ہوا گذرنے

کی آوازیں سمندروں کا ٹھاٹھیں مارنا سینے پہ ہاتھ رکھ کر جواب سائنس و اسلام کی نظر میں سُنیے اور حقیقت میں فیصلہ کیجئے کہ کون کدھر جا رہا ہے۔

ہر انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا بھید پوشیدہ ہے جو ہر انسان محسوس کرتا ہے جب خوبصورت مناظر آنکھ کیلئے خوشبوناک کیلئے لذیذ کھانا زبان کیلئے فائدہ مند ہیں تو اچھی آواز کان و دل کیلئے کیوں حرام ہو سکتی ہے؟ یاد رکھیئے جسطرح آنکھ سے نامحرم کو اور حرام کاموں کو دیکھنا حرام ہے زبان سے شراب و حرام خوری اور غیبت حرام ہے اسی طرح کان کے ذریعے حرام ساز و آواز سننا حرام ہے ہم جو بھی کام جس بھی اعضاء سے کریں اسکا اثر دل کو ہی ہوتا ہے دنیا ہی کا اصول و قانون ہے کہ ہر شئے کے دو رُخ ہوتے ہیں ہر چیز کے دو ہی اثرات ہوتے ہیں منفی اور مثبت۔

جب ہم کان سے دِل کیلئے جھیلوں دریاؤں آبشاروں سمندروں درخت کے پتوں پرندوں کی آوازیں سُنتے ہیں تو یہ دل پر فطرتی طور پر مثبت اثرات ڈالتے ہیں اور دل میں جو اللہ کی معرفت کا ذریعہ ہے قدرت و فطرت کے مالک اللہ کی طرف ہمیں متوجہ کرتے ہیں یعنی دل میں اللہ کی پہچان اور محبت کا جو انگارہ ہے اسے پھونک کر آگ بھڑکا دیتی ہے اور اس طرح عشق الٰہی کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے آبشاروں، ندی، نالوں، درختوں اور مناظر سے ہمارے دل و دماغ اور طبیعت کیوں تازہ تر ہو جاتے ہیں؟ روح تک اثر جاتا ہے؟ کیونکہ یہ سب چیزیں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں اور اسی وجہ سے ہمارے قلوب پاکی محسوس کرتے ہیں قرآن نے اسکا ثبوت یوں دیا ''سب چیزیں جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہیں اللہ کی پاکی (قالاً حالاً) بیان کرتی ہیں'' (سورہ تغابن رکوع پہلا) اسی لیئے لوگ ایسے ہیں جو قرآن سُنتے سُنتے بے ہوش ہو جاتے ہیں اور ایسے بھی لوگ تھے کہ انہوں نے قرآن سُنا اور اُن کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اب گانا کیوں حرام ہے کیونکہ دِل میں منفی اثرات ڈالتے ہیں دل و دماغ میں شہوت اُبھرتی ہے محبوبہ و بیسوا کا خیال غالب آجاتا ہے جب دِل میں موسیقی سے عشق الٰہی کے انگارے کی بجائے شہوت رانی کا انگارہ

بھڑک اُٹھتا ہے تو ایسے شخص سے کسی کی عزت محفوظ نہ رہ سکے گی جب دل و دماغ میں غیر اللہ نفس پرستی موسیقی سے آجاتا ہے تو یقیناً ایسا شخص اسلام اور انسانیت سے دُور ہو جاتا ہے اسی لیئے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا'' گانا دل میں نفاق کو اُگاتا ہے جیسا کہ پانی کھیتی کو اُگاتا ہے''۔

نفاق اس کو کہتے ہیں کہ آدمی بظاہر مسلمانی کا دعوٰی کرے نماز روزہ کا اہتمام رکھے لیکن دل میں اللہ و رسول ﷺ سے کچھ کام نہ ہو مطلب یہ ہوا کہ جسطرح پانی دینے سے کھیتی جمتی اور زیادہ اُگتی ہے اسی طرح گانے سے دل میں زیادہ نفاق پیدا ہوتا ہے گانے سننے والوں کے ایمان کے دعوٰی کا فیصلہ حدیث کی روشنی میں کرنا چاہیئے جسے اللہ کے رسول نے نفاق قرار دیا ہے تو گانا گانے والوں کے ایمان کا کیا ہوگا؟

مشکوٰۃ کی حدیث ہے کہ امام احمد اور ابوداؤد نے ذکر کیا نافع نے نقل کیا کہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ تھا انہوں نے باجا سُنا تو اپنی دو انگلیاں دو کانوں میں ڈالیں اور اس راہ سے دوسری طرف کو چلے گئے اور جب دور نکل گئے تو مجھ سے کہا اے نافع تو کچھ سُنتا ہے میں نے کہا نہیں تب دونوں کانوں سے دونوں انگلیاں اُٹھائیں اور کہا میں پیغمبر خدا ﷺ کے ساتھ تھا انہوں نے بانسری کی آواز سُنی تو اُنہوں نے ایسا کیا جیسے میں نے کیا نافع نے کہا اس وقت میں لڑکا تھا دیکھیئے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا طرز عمل کہ راہ پر چلتے باجا سننے سے پرہیز کرتے لیکن آج تو شادی شادی نہیں محفل محفل نہیں عقیقہ عقیقہ نہیں جس میں ساز و سرور موسیقی نہ ہو بغیر گانے بیجڑے موسیقی کے شادی کو غم سمجھا جاتا ہے خوشیوں کے مواقع تو اپنی جگہ آج مسجدوں و مدرسوں میں نمازی اور طلبہ و معلمین چوبیس ساعت ہمسایوں پڑوسیوں اور دکانداروں کے لاؤڈ سپیکر، ریکارڈنگ ناچ گانوں سے نجات کے ذریعے تلاش کر رہے ہیں اسکول کالج جانے والے لڑکے اور لڑکیاں صبح علم کی تلاش میں نکل کر بس وین اور سواری میں ابتداء میوزک سے کرتے ہیں اور پھر جو گانا صبح سنا وہی تمام دن زبان پہ رہا اگر صبح کی ابتداء تلاوت

کلام پاک یا ذکر اللہ سے ہوا تو تمام دن یہی وِرد زبان پر رہے گا۔

لاؤڈ سپیکر آنے کے بعد اذانیں لمبی ہو گئیں بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طرز پر اذان کیلئے مسلمانوں کے کان ترستے ہیں اسپیکروں پر ذکر کیئے جاتے ہیں نعتیں پڑھی جاتی ہیں تلاوت کی کیسٹیں ڈالی جاتی ہیں پورا علاقہ محلّہ کالونی سر پر اٹھایا جاتا ہے چاہے کوئی رفع حاجت پر ہو ہمبستری کے وظیفہ میں ہو بس سننا ہے کوئی اعتراض کرے تو فوراً کفر کا فتویٰ لگایا جاتا ہے کہ اللہ اور رسول کے ذکر پر معترض ہیں.....؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''گانے کے نئے آلات ایجاد ہوں گے'' اور آج موسیقی میں وہ آلات ہیں کہ عام لوگ جانتے ہی نہیں کہ یہ کیا بج رہا ہے یہی نہیں آپ ﷺ نے فرمایا ''میری اُمت میں کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام بدل دیں گے ان کے سروں پر گانے بج رہے ہوں گے اللہ انہیں زمین میں خسف فرمائے گا اور ان میں سے بندر اور خنزیر بنا دے گا'' یہ باتیں سُن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین حیران ہو جاتے کہ یہ کیسا زمانہ ہو گا؟ آج اُمت نبی ﷺ دیکھ رہی ہے کہ اُن کے آقائے نامدار رسالت مآب محمد مصطفےٰ ﷺ کی ہر بات روز روشن کی طرح عیاں ہے اور ثابت ہو رہی ہیں اس حدیث سے آپ اندازہ کریں اور تجزیہ کریں آج شراب لوگ پیتے ہیں اور نام بدل کر پیتے ہیں الکوحلک (Alcolic) اور نان الکوحلک (NonAlcolic) کے نام سے کلبوں اور پارٹیوں میں گلوکار یا لاؤڈ اسپیکر اوپر ان کے سروں پر یا سٹیج پر بج رہے ہوتے ہیں اور اللہ انہیں خسف فرما رہے ہیں ان کے ناچ ڈانس گانے بندروں اور خنزیروں کی حرکتیں نہیں تو کیا ہیں؟

رقص گاہوں میں اس انداز سے پائیل چھنکی
اس کی آواز میں آواز اذان ڈوب گئی

وقت کی وقعت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دُنیا کا ہر کام وقت کا مرہون منت ہے آج ہمارے مشاہدات وتجربات سے ثابت ہوتا ہے کہ واقعی وقت کا نباض کبھی ناکام نہیں ہوتا اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ''دو نعمتوں کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے میں پڑے ہیں ایک صحت دوسری فراغت'' جب ہم دُنیا کے مختلف ادوار اور زمانوں کو پرکھتے ہیں ماضی میں جھانکتے ہیں حال دیکھتے ہیں تو پیغمبر خدا محمد ﷺ کے اس نصیحت کو ہر انسان کی زندگی کیلئے صادق وصادر مانے بغیر نہیں رہ سکتے اور کیوں نہ ہو وقت سے بڑی دولت کوئی بتا سکتا ہے؟ بڑا منصف وقت ہی ہے اور حدیث کی رو سے واقعی ساری انسانیت ساری دُنیا وقت کے ہی مرہون منت ومحتاج ہیں منجمین طالع وقت ،وقت سوال ،تاریخ پیدائش ،وقت پیدائش کے محتاج ،عاملین سعد ونحس اوقات تسدیس وتثلیث قِران تربیع ومقابلہ اور شرفات کواکب کے محتاج ملازمین ترقی پانے کیلئے وقت کے منتظر ریٹائرڈ ہونے کیلئے وقت کے منتظر شادی کرنے کیلئے جوانی کا انتظار بچہ ہونے کیلئے وقت کا انتظار زراعت فصلات وباغات اوقات کے محتاج تجار مارکیٹ اور بھاؤ کے اتار چڑھاؤ کے وقت کے منتظر مؤذن اذان دینے کیلئے وقت کا محتاج جماعت وقت کا محتاج نماز وقت کا محتاج حج وقت کا محتاج روزہ وقت کا محتاج زکوٰۃ وقت کا محتاج دوستی وقت کی محتاج دشمنی وقت کی محتاج غرضیکہ دُنیا میں کوئی ایسا شعبہ نہیں ایسا فعل نہیں جو وقت کا محتاج نہ ہو۔

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دنیا میں جتنے بھی کام ہیں وہ تین قسم کے ہیں ایک وہ ہیں جن میں دین یا دُنیا کا کوئی نہ کوئی فائدہ ہے دوسرے وہ ہیں جن میں یا تو دین کا نقصان ہے یا دُنیا کا تیسری قسم وہ ہے جسمیں نہ نفع ہو نہ نقصان وہ بھی حقیقت میں نقصان دہ ہیں اس لیئے جب تم ایسے کام میں اپنا وقت لگا رہے ہو جسمیں کوئی نفع نہیں اس وقت کے نفع کو ضائع کر دیا''۔

جن اُمتوں میں لوگوں کی عمریں سینکڑوں برس ہوتیں تب بھی وقت کے معمولی ضیاع پر روتے اور

لمحات ضائع کرنے پر کتراتے صحابہ کرامؓ جہاں دنیا ومتاع کے بارے میں سخاوت ودریادلی کے نمونے تھے وہاں عمر اور وقت کے لحاظ سے برعکس نظر آتے آج انسان کی عمر اوسطاً ۶۰ سال ہوسکتی ہے دن رات کے چوبیس ساعات میں اگر آٹھ ساعات بھی سویا جائے تو گویا ۲۰ سال سونے میں گذر گئے پندرہ برس کی عمر تک تو ہم بچوں کو لاڈ پیار میں ویسے بھی ہر طرح کے چھوٹ سے نوازتے ہیں اور پندرہ سے ۳۰ سال تک کی عمر میں ہم انسان کے ہر قصور غلطی جوش جذبہ کو یہ سوچ سمجھ کر نظر انداز کرتے ہیں کہ جوانی ہے حیوانی ہے کوئی بات نہیں اب ان ادوار کے ساعات بھی الگ کریں کہ کتنے سال بنتے ہیں اب جو عمر باقی بچتی ہے اس میں شادی منگنی سالگرہ اور تہواروں کے غیر اسلامی وغیر مہذب تقاریب اور دنوں کے اوقات کا ضیاع یہ وقت بھی نکال لیں اس کے بعد ہماری بیماری کھانے اور آرام کرنے کے دن چھٹیوں کے دن نکال لیں تو کتنی عمر انسان کی ہوگی اتنی ضیاع اور بربادی کے بعد اب کھیل کھود تاش کیرم بورڈ لڈو سنوکر پکنک سیر سپاٹا سینماٹی وی فلم کیبل نیٹ یاروں دوستوں کی محفلیں ہوٹلیں یہ ساعات بھی زندگی سے نکال لیجئیے تو بتایئے ہماری زندگی کتنے برس کی ہوگی آگے چلیئے حکومت جسے عوام کا نمائندہ اور رہبر ہونا چاہیے وقت کے ضیاع میں پیش پیش ہے ڈاکخانوں میں بینکوں میں تعلیمی اداروں میں سرکاری دفتروں میں تھانوں میں جیلوں میں لوگوں کی لمبی لمبی قطاریں سینکڑوں افراد کی کھڑی کردی جاتی ہیں اداروں میں دفتروں میں اوقات کار صبح سے شام کم از کم ۳ بجے تک ہوتا ہے لیکن اہلکار دوپہر کو آتے ہیں اور ایک بجے ہی وقت ختم اس دوران بھی کوئی خوش نصیب سائل دفتر یا ادارہ پہنچے تو صاحب میٹنگ میں ہوتا ہے عملہ چائے اور خوش گپیوں میں مصروف ہوتا ہے اور بعض ضروری کام سے باہر گئے ہوتے ہیں ؟ کیا خوب ہوتا کہ ہمارے کاموں کے اوقات کار صبح سورج طلوع ہونے کیساتھ ہی شروع ہوتے اور دوپہر ۱۲ بجے چھٹی ہوتی اس دوران ہر کوئی کام کا پابند اور ڈیوٹی پر حاضر ہوتا بچوں کے اسکول لگتے لوگ جب طلوع آفتاب کے وقت کاموں پر حاضر ہوں تو لازماً وہ اذان فجر پر جاگیں گے

اور احساس ہوگا کہ خوف معاش خوف حاکم سے تو وقت پر کام اور دفتر پہنچ جاتے ہیں حاضری دے دیتے ہیں تو خوف خدا سے کیوں خانہ خُدا حاضری نہ دیں تمام لوگ صبح کے نحس نیند سے آزاد ہوں گے گھروں سے قرآن کی آوازیں آئیں گی اور آدھی رات تک نیم عُریاں فلمیں ڈرامے گانے دیکھنے کی نحوست کی بجائے رات کے حقیقی مقصد کو استعمال کیا جائیگا یوں صرف وقت کی تبدیلی کیا نوری انقلاب لائیگا.....

اس وقت کے ضیاع پر تباہی پر بربادی پر کسی کو کوئی ملال نہیں بلکہ کسی تقریب و پروگرام میں جو شخص جتنی دیر سے پہنچتا ہے اُسے ہی سب سے زیادہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اکثر جب لوگ کوئی وعدہ عہد یا قول کرتے ہیں تو اسمیں زیادہ تر دارومدار وقت ہی پر ہوتا ہے لیکن کہتے ہیں وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو جائے ؟ یہ چیز اکثر ہمارے ہی وطن میں دیکھی گئی ہے لیکن تمام دُنیا میں یہ چیز معیوب سمجھی جاتی ہے اور جب ایک شخص کسی وقت کی پابندی نہیں کرتا تو معاشرہ کے تمام کاموں میں ٹکراؤ آجاتا ہے کیونکہ ایک معاشرے کے تمام افراد کی ضرورتیں ایک دوسرے سے ربط ہیں جڑی ہوئی ہیں جب ان میں سے ایک شخص پابند نہیں ہوجاتا تو تمام میل جول اور اوقات وضروریات میں خلل آجاتا ہے اسی لیئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو قول کا پابند نہیں وہ ہم میں سے نہیں'' اور اپنے قول کو عمل کا جامہ پہناتے ہوئے آپ ﷺ نے ایک وقت کے وعدے کو نبھاتے ہوئے تین دن ایک مقام پر ایک یہودی کا انتظار کیا یہ ہیں وعدے یہ ہیں قدریں انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ وقت گزار رہا ہے لیکن اسے احساس نہیں کہ وقت پہیہ ہے دُنیا سڑک ہے اور ہم فاصلہ وقت ہمیں گزار رہا ہے اسے ہمارا کوئی احساس نہیں وقت کا تو کام ہی ہے ہمیں گزارنا حیوان وقت کے نباض ہوتے ہیں لیکن انسان نہیں حیوان کو زلزلہ آندھی طوفان وخطرات کا اندازہ ہوجاتا ہے لیکن انسان کو آنے والے وقت کا احساس نہیں آپ تدرج پرندہ کو لیں جب زلزلہ آنے والا ہو تو مل کر ایک ساتھ چیخنا شروع کردیتے ہیں اور پھر تھوڑی دیر کے بعد زلزلہ

آجاتا ہے لیکن انسان کی سائنس آج تک کوئی ایسا آلہ نہیں نکال سکی جو تدرج کے دماغ کے برابر حس رکھ سکے چیونٹی بارش سے قبل اپنا غلہ اٹھا کر ایسی جگہ لے جاتی ہے جہاں بارش کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا کیونکہ اسے بارش کا الہام ہو جاتا ہے جبکہ انسان قیامت کے زلزلے سے قبل اپنا بندوبست نہیں کرتا اگر چہ اُسے وحی ہوئی ہے؟

ہمیں وقت کا احساس تب ہوتا ہے جب کسی بیوہ غریب یتیم لاچار و بے کس کے کام میں لگ جاتے ہیں تو وقت قیمتی ہونے کا غلط احساس ہو جاتا ہے اور وہ کام ادھورا چھوڑ جاتے ہیں ہمیں وقت کا احساس تب ہوتا ہے جب ہم مسجد میں بیٹھتے ہیں اور جماعت میں آدھ دو منٹ دیر ہو جائے اور مسجد کی گھڑی کی سوئیوں کی نسبت ہمارے دماغ کی سوئیاں ہزاروں گنا تیز گھومتی ہیں مسجدوں میں سب سے آخر میں جانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ یہ جنت کے باغ و بازار ہیں اور تفریح میں ہجوم اور رش کو پھلانگتے ہوئے اول آتے ہیں ہم سمجھتے ہیں قبر ابھی دور ہے اور قیامت تو بہت دور حالانکہ قبر میں تکلیف وقت غلط گزارنے کا ہوگا اور یہ جو قیامت کے وقت کا ہر زمانہ میں پوچھا جاتا ہے کہ قیامت کا وقت کب ہے اسکا جواب یہی ہے کہ جتنی ہماری زندگی کا وقت ہے وہی وقت قیامت ہے اور لوگ یہ سُن کر حیران رہتے ہیں اور بعض معترض بھی کہ جنت و دوزخ میں وقت کیسے تھم جائے گا وقت تو کبھی رُکتا نہیں حرکت میں ہی رہتا ہے اسکا جواب واقعہ معراج سے ہمیں ملتا ہے کہ کس طرح حضور ﷺ ۱۸ سال آسمانوں پر معراج کے لیے تشریف لے گئے اور جبکہ واپسی پر رات کا وہی لمحہ وہی لحظہ تھا کفار معترض رہے طنز کرتے رہے لیکن آپ ﷺ ہی کے زمانے کی تاریخ و واقعات نے آپ ﷺ کی صداقت عیاں کر دی اور پھر وقت نے ایک ایسے سائنسدان کو پیدا کیا جسکا نام نیوٹن ہے جس کا تجربہ و نظریہ ہے کہ جتنا زمین سے اوپر ہوتا جائے تو وقت سست پڑتا جاتا ہے نیوٹن کے اس تجربے سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا مقام بھی اوپر آئیگا جہاں وقت بالکل تھم جائیگا گھڑیاں رُک جائیں گی اب واقعہ معراج میں آپ ﷺ معراج پر تشریف لے گئے جس

کے رستے سدرۃ المنتہیٰ سے اوپر جبریل امینؑ کے پر بھی جلتے ہیں تو وہاں کیسے وقت تھما نہ ہوگا؟ اور اللہ نے اس وقت زمین جو کہ ایک نقطہ کائنات بھی نہیں کے وقت کو بھی ساکن کر دیا اور یہی فلسفہ ومنطق ہے شب قدر کا کہ جسمیں عبادت ہزار مہینوں کے برابر ہے مسلمان ایک رات عبادت کرتا ہے اور اللہ ہزار مہینوں کا وقت گھما دیتا ہے جبکہ دنیا کی طبیعت اپنی جگہ قائم رہتی ہے ۔

یاد رکھیئے جسطرح غمی وخوشی غلامی وآزادی میں انسانوں پر وقت مختلف نوعیت سے گزرتا ہے بالکل اسی طرح اللہ جل شانہ نے وقت کو مختلف اذہان ادوار وعالم میں مختلف رکھا ہے بعض اُمتوں کے لوگوں کی عمریں سینکڑوں سال رکھ دیں اُن کے ذہنوں میں یہ خیال رہا کہ یہ عمریں کافی ہیں ہمیں اوسطاً ۶۰ سال دیئے تو ہم نے اس سے بہت ہی لمبا زمانہ جانا ہے تب ہی تو ہماری عمارتیں اور منصوبے سینکڑوں برس کے ہوتے ہیں مکھی مچھر دیگر گھنٹوں کی زندگی رکھنے والوں کیلئے گھنٹے ایک مکمل طویل زندگی ہے جسمیں وہ پیدا ہوتے ہیں جوان ہوجاتے ہیں بوڑھے ہوجاتے ہیں اور مرجاتے ہیں یہی حال مختلف جانوروں کا بھی عمر کی نسبت سے ہے اب قبر کے زمانے کو لیجیئے بعض لوگوں کا یہ خیال ہوگا کہ جو لوگ ہزاروں برس قبل مر گئے ہیں یا لاکھوں برس قبل مر چکے ہیں انہوں نے کیوں کر اتنا عرصہ قبر میں گزارا اور جبکہ ایک انسان آج مرتا ہے اور کل قیامت ہو تو کیا آج کے مرنے والے نے لاکھوں برس پہلے مرنے والے انسان سے بہت ہی کم بلکہ نہ ہونے کے برابر عرصہ برزخ میں نہیں گزارا؟ اور لاکھوں برس قبر میں رہنے والے انسان کا کیا قصور کہ وہ زیادہ عرصہ برزخ میں رہا؟ جانوروں غمی خوشی کے لمحات واحساسات کے ذکر اور تجربے سے ثابت ہے کہ واقعی ہر ذہن ہر جسم کیلئے وقت کا اپنا معیار اور عرصہ مقرر ہے بالکل اسی طرح حالت برزخ ہے ہر دن کے مردے کیلئے قبر کی زندگی ایک کروڑ سال بن سکتی ہے اور ایک کروڑ سال کی زندگی ایک لمحہ بن سکتی ہے جیسے قرآن پاک میں اللہ جل شانہ کا حضرت عُزیر علیہ السلام پر موت اور وقت کا عملی مثال ثبوت ودلیل موجود ہے جو برسوں مردہ پڑے رہے برسوں

بعد اللہ نے زندہ فرمایا اور ان کے گدھے کو بھی زندہ کیا تو عُزیر علیہ السلام یہی سمجھے گویا لمحوں کیلئے بھی نہیں مرے اور یہی معاملہ اللہ جل شانہ نے اصحاب کھف کیساتھ کیا جو ایک غار میں ۳۰۰ تین سو برس تک رہے اللہ نے ان پر نیند کا پردہ ڈال دیا جس کی تفصیل قرآن میں موجود ہے قرآن کے منکرین کیلئے وقت نے محمود غزنوی اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کے ادوار سے ایک سبق آموز واقعہ کو جنم دیا جو آخرت پر یقین رکھنے والوں کیلئے ہونی بات ہے اور منکرین کیلئے عجیب وغریب واقعہ ہے جو تاریخ کا مستند جز ہے واقعہ یوں ہے کہ محمود غزنوی کے دور میں ایک مفلوک الحال شخص نے اپنے بیوی بچوں کو فاقہ کشیوں میں دیکھ دیکھ کر تنگ آکر خراسان سے دہلی جانے کا قصد کیا اور محمود غزنوی سے ملاقات کرنے کا تہیہ کرلیا تا کہ اپنے فاقہ کش اہل وعیال کیلئے کچھ لا سکے سلطان سے اپنا پریشان حال بیان کر سکے اس شخص نے دہلی کا سفر شروع کیا وہ ایک رات ایک سرائے میں پہنچا جسکی مالک ایک بوڑھی خاتون تھی مسافر اُسے آٹا دانہ وغیرہ دیتے اور وہ بوڑھی اُجرت پر مسافروں کیلئے پکا لیتی تمام مسافر کھانا کھا چکے لیکن یہ شخص یوں ہی بیٹھا رہا بوڑھی نے آخر میں آکر اس سے پوچھا بیٹا تم کیوں آٹا وغیرہ نہیں دے رہے کہ پکالوں؟ غریب شخص نے روتے ہوئے اپنا حال بیان کیا بڑھیا نے کہا کوئی بات نہیں میں تمہیں قرض میں کھانا دیتی ہوں سلطان سے واپسی پر قرض دے جانا تب کھانا کھایا رات گزری اور پھر اپنا سفر جاری رکھا سلطان کے پاس پہنچے فریاد کی سلطان کو ان کی غربت کا احساس ہوا اور ایک خط دیا جو اس غریب شخص کے علاقے کے گورنر کے نام تھا جسمیں اس غریب کیلئے وظیفہ مقرر کرنے کا حکم تھا اور تھوڑے سے سکّے نقد دیئے راہ میں خرچ کیلئے غریب شخص کو اپنا قرض یاد تھا احسان یاد تھا لہٰذا وہ پھر اسی سرائے پر آیا جہاں بوڑھی عورت بیمار پڑی تھی غریب نے رقم دی قرض ادائیگی کیلئے بڑھیا نے کہا بیٹا میں بہت بیمار ہوں میری کوئی اولاد نہیں میرا کفن دفن کرنا تب میرے حق سے آزاد ہو اللہ کی قضا تھی بڑھیا مر گئی غریب نے قبر کھودی لحد بنائی اور بڑھیا کو دفنا دیا سرائے آیا اور واپسی کی تیاری کرنے

لگا جیب ٹٹولا تو سلطان کا خط نہیں ہے اِدھر دیکھا اُدھر دیکھا کہیں نہیں ملا بیٹھ کر سوچا کہ کہاں گیا آخر غالب گمان آیا کہ خط قبر میں گرا ہوگا واپس قبر کھودا لحد معمولی کھولا اندر جھانکا تو باغ ہے بڑھیا ایک کرسی پر بیٹھی ہے اور خط اس کے ہاتھ میں ہے بیٹا! خط لینے آئے ہو یہ لو بیٹا اندر گیا اور خط لیا درختوں اور پتوں کو حیرانگی اور کھلے منہ کیساتھ دیکھ رہا ہے بڑھیا نے کہا بیٹا جاؤ جلدی جاؤ دیر ہو جائے گی یہ سُن کر بیٹا باہر آیا قبر مٹی سے بھر دیا سرائے کی طرف جانا چاہا سرائے ہے نہ گھوڑا یہ تو بالکل مختلف جگہ ہے مارے پریشانی وحیرت کے سرگردان پھرتا رہا چھوٹی موٹی بازار ہے بھوک لگی اور خیال آیا کیوں نہ کسی دُکان سے کچھ کھانے کیلئے خریدوں دُکاندار کے پاس پہنچا سکّہ دو نکال کر دُکاندار کو تھما دیئے کہ فلاں چیز دے دُکاندار نے سکّے دیکھے کہا کہ یہ تو کوٹے سکّے ہیں دھوکہ کرتے ہو بات کوتوال اور پھر قاضی تک پہنچی غریب شخص قسمیں اُٹھاتا ہے کہ مجھے یہ سکّے سلطان محمود غزنوی نے دیئے ہیں قاضی نے پاگل کا گمان کیا یا پھر خزانہ ہاتھ آنے کا معاملہ وقت کے حاکم شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ تک پہنچا جس کی بزرگی وعظمت میں کسی کو شک نہ تھا دور اندیش ودانا حاکم فوراً معاملہ جان گیا اُسے علم تھا کہ برزخ کی زندگی کے وقت کا کیا معاملہ اور تیزی وسُستی ہوتی ہے سلطان محمود غزنوی اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے درمیان تقریباً ۷۰۰ برس کا عرصہ ہے غریب شخص نے گھر جانے کی اجازت چاہی حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفصیلاً سب کچھ بتا دیا کہ اب تو تُجھے اپنا علاقہ وخطہ پہچاننے میں دشواری ہوگی تیری اولاد کی تو آٹھویں نویں نسل چل رہی ہوگی ان کو تلاش کرنا خود کو ان میں منوانا ناممکن سی بات ہے لہٰذا یہ غریب شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مُرید بن جاتا ہے آج بھی اس غریب شخص جس کی عمر سینکڑوں برس تھی لیکن اسکا رزق ساٹھ سال کا بھی نہ تھا شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے پہلو میں مدفن ہے تاریخ کے اس مستند واقعہ سے اندازہ کریں کہ اللہ نے جانوروں میں انسانوں میں مُردوں میں وقت کس لحاظ اور طرح سے تقسیم فرمایا ہے اور شہیدوں کی مثالیں تو دُنیا کے گوشہ گوشہ سے ملتی ہیں کہ ان کے اجسام وقت اور

زمانہ خراب نہیں کر پاتے آج سے پچاس ساٹھ سال قبل جب مدینہ منورہ میں روضہ مبارک انور کے احاطے کی دیواروں کو گرا کر احاطہ بڑا کرنے کا کام جاری تھا تو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبریں دیوار کی وجہ سے چاک سی ہو گئیں اور دُنیا نے دیکھا کہ ان کے جسم مبارک یوں پڑے تھے گویا تازہ شہید ہوئے ہیں اور خون کے قطرے یوں تازہ تھے گویا ابھی خون نکلا ہے ان شہیدوں کا نظارہ دُنیا بھر کے مغرب و مشرق کے میڈیا و پریس والوں نے کیا اور یہ واقعہ اس عشرے کا ناقابل فراموش عالمی تاریخی واقعہ ہے افغانستان پر امریکی جارحیت کا واقعہ پرانا نہیں عالمی ادارہ ریڈ کراس کا بیان ہے کہ وہ طالبان اور مخالفین کی میتیں خوشبو اور بدبو سے پہچان لیتے دُنیا میں جہاں بھی اجتماعی قبریں ملی ہیں جن لوگوں کو ناحق قتل کیا گیا ہو اُن کی مثالیں آج بھی آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں یہ ہے وقت کی گھڑی کہ اللہ ہر ذہن میں وقت کی چال کسطرح اور کس انداز میں رکھتا ہے، دُنیا کا ظاہری وقت جو بہت بڑی دولت ہے جسکا ایک لمحہ تمام دُنیا کی دولت سے پلٹا نہیں جا سکتا لوٹایا نہیں جا سکتا انسان کتنی بے دردی فراخ دلی سے اور بے دریغ خرچ کرتا ہے حالانکہ آج حدیث کی رو سے وہ زمانہ ثابت ہو چکا ہے خاص کر شہری زندگی میں کہ سال مہینوں کی طرح اور مہینے ہفتوں کی طرح اور ہفتے دن کی طرح اور دن ساعت کی طرح اور ساعت تنکا جلنے کی طرح گذرتے ہیں ایک مسلمان دن میں پانچ وقت نماز پڑھے تو تقریباً ۶۰ منٹ لگتے ہیں اگر اس کی کل عمر ۶۰ سال ہو تو گویا اس نے سال میں ۱۵ دن رات عبادت کی اور اس نے تمام عمر میں ۹۰۰ دن رات عبادت کی گویا تقریباً ڈھائی سال ساٹھ سال کی عمر میں عبادت کی اور اگر عشاء و فجر کی نماز باجماعت پڑھی تو حدیث کی رُو سے اس شخص نے تمام شب عبادت کی اسکا مطلب ۲۰ سال یہ عبادت ہو گئی اور اگر دن میں حلال رزق کی تلاش میں نکلا تو حدیث کی رُو سے یہ بھی عین عبادت ہے دن کے آٹھ گھنٹے محنت مزدوری روزی کے لگانے سے گویا ۲۰ سال یہ ہو گئے حلال روزی کمانے والا اللہ کا دوست ہے۔ شیخ عبدالحق محدث

دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں نکلنے والے تین لوگ ہیں مجاہد طالب علم اور حلال رزق کا متلاشی اور اسلام کی رو سے اللہ کی راہ میں نکلنے والا گھر نہ لوٹے مرجائے تو شہید ہے اس تفسیر کو بیان کرنے سے مراد یہ ہے کہ طالب علم اور حلال رزق کا متلاشی ایک جیسے ہیں طالب علمی کا وقت وزمانہ بھی عبادت ہی عبادت ہے اسکا مطلب ایک ساٹھ سالہ مسلمان کی ۴۸ سال عمر خود بخود عبادت ہی عبادت ہے اسمیں پانچ سال بچپن کے بھی ہیں بعض مسلمان عبادات ومعاملات میں بھی وقت ضائع کرتے ہیں انہیں نماز روزہ حج زکوٰۃ کاروبار روزگار کے فرائض احکامات سُنت اور مستحبات کا علم نہیں ہوتا پوچھنے میں شرماتے ہیں تمام عمر مرضی کی عبادت وفتوے پر زندگی گذارتے ہیں جوکہ بہت بڑی بدبختی اور وقت کو سیاہ کرنے کے برابر ہے، باقی بارہ سال کیسے گزارتا ہے؟ خدمت خلق میں زحمت خلق میں یادخدا میں یا، یاد ادا میں ذکراللہ میں یا غیبت مسلماں میں مردم آزاری میں یا مردم آزادی میں بہرحال وقت کا حساب دینے سے کوئی ذرہ برابر چھوٹ نہیں سکتا عشاء کی وضو سے فجر کی نماز پڑھنے والے ماں کی پیٹ سے لحد تک اللہ کا ذکر کرنے والے اور ماں کی گود سے لیکر لحد تک ناچنے والے سب ہی کا حساب ہوگا اور کسی پر ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا۔

جسطرح حساب والے دن اللہ ہر انسان سے اس کے ذہنیت وحیثیت کے مطابق حساب لے گا۔ یوں انسان جان چڑانے کیلئے وقت کے متعلق کہے گا کہ الٰہی میں نادان تھا مجھے وقت کا احساس نہ تھا تب اللہ جل شانہ وقت ہی میں سوال کریں گے اور فرمائیں گے ''اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّايَتَذَكَّرُفِيْهِ مَنْ تَذَكَّرُ الخ'' ''کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اگر اس میں کوئی شخص نصیحت حاصل کرنا چاہتا تو نصیحت حاصل کرلیتا؟'' (سورہ فاطر آیت ۳۷)

یہ وقت جو تو سمجھتا ہے میرے لیئے عذاب
یہی وقت تو ٹھہرا ہے میرے لیئے ثواب

یہ وقت جو تجھے تھمنے کی حسرت ہے
یہی وقت مجھے ٹلنے کی حسرت ہے
یہ وقت جو تو سمجھتا ہے غروب و زوال
یہی وقت خالدؔ بنتا ہے طلوع وکمال

طنز و مزاح

ماہرین نفسیات کا متفقہ نظریہ ہے کہ انسان کے اعلیٰ اخلاقی صفات میں سے ایک اعلیٰ صفت یہ ہے کہ انسان ہمیشہ خشکی کرختگی اور سنجیدگی میں ڈوبا نہ رہے بلکہ وہ ایسی طبیعت کا مالک ہو کہ ظرافت و مزاح کا خوش کن عنصر بھی اسمیں موجود ہو یہ حقیقت انسانی سرشت میں ہے کہ وہ ہمیشہ ہر وقت غم سے دور بھاگنے میں مبتلا رہتا ہے اسلئے وہ غم کے مقابلے میں خوشی ہنسی تفریح کا متلاشی نظر آتا ہے آج کے جدید دور کے جدید ذہن کے لوگوں کو خوشی و تفریح بھی پیسوں سے خریدنا پڑتی ہے چاہے اس خوشی میں مزاح میں دوسرے کی دل آزاری تذلیل اور بے عزتی ہی کیوں نہ ہو۔ آج دوسرے کو ہنسانا فن سمجھا جاتا ہے دوسرے کو ہنسانے کیلئے نقلیں اُتارنا جھوٹ بولنا دوسرے کی عزت نفس کو مجروح کرنا سب کی چھوٹ ہے کوئی عیب نہیں کوئی روک ٹوک نہیں یہی یار باشی خوش مزاجی اور زندہ دلی مانی جاتی ہے دین اسلام میں مردم آزاری اور عزت نفس مجروح کرنا حرام ہے اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ اسلام میں مزاح و ہنسی حرام ہے یہ دین دین فطرت ہے اور فطرت پر بندش کے قطعاً خلاف ہے زندگی کا کوئی بھی شعبہ ہو اگر اس میں قاعدہ قانون حدود و قیود نہ ہوں تو یقیناً شر ہی شر اور بے راہ روی و جنونیت ہوگی اسلام مکمل ضابطہ حیات اسی وجہ سے ہے کہ پیدائش سے لیکر قیامت تک ہر شعبہ اور زینہ کے لیے قاعدہ و قانون اور حدود و قیود قائم ہیں۔

کسی پر ہنسنا یا اس کی نقل اسطرح اُتارنا کہ دوسرے لوگ ہنس پڑیں اور وہ شخص اس حرکت سے دل آزار و رنجیدہ ہو یہ حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''کسی کو حقارت سے تمسخر نہ کرو کیا عجب ہے کہ وہ تم سے بہتر ہو'' احادیث میں بعض حدیثوں میں حضور ﷺ نے ہر وقت خوش طبعی سے منع فرمایا آپ ﷺ کو انسانی کمزوریوں کا احساس یقینی تھا کہ آپ ﷺ نے ہر وقت مزاح کرنے سے منع فرمایا جبکہ آپ ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا ہے کہ میں مزاح کرتا ہوں لیکن حق کے سوا کچھ نہیں کہتا آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ بات ہنسی کی خاطر کرتے ہیں تا کہ لوگ ہنسیں اور اس

میں آدمی اپنے مرتبہ سے گر جاتا ہے آج یہ فرمان لوگوں کے سامنے ہے کہ واقعی ہر وقت ہنسی مزاق میں وقت کا ضیاع مقصد سے غفلت دوسروں کی نظر میں مسخرہ ہونے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا زیادہ ہنسی سے دل سیاہ اور چہرہ بے نور ہو جاتا ہے آپ نے کبھی کسی مسخرہ کو بارعب پُر نور خوبصورت نہیں دیکھا ہوگا آپ ﷺ کے عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ ہنسی میں بھی مسکرانے تک بات رہنی چاہیے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو مزاح باعث قساوت قلب ہو اللہ کے ذکر سے روکے ایذاء مسلم کا سبب ہو کی ممانعت ہے اور جو مزاح دوسرے کی محض دلداری اور انبساط کا سبب ہو وہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہے بعض ائمہ کے قریب مباح ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو گناہ کرتا ہے اور ہنستا ہے وہ روتا ہوا دوزخ میں جائے گا ایک بدوی اونٹ پر سوار حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور سلام کیا اس کی خواہش تھی کہ آپ ﷺ سے کچھ پوچھے وہ جتنا آگے بڑھتا اونٹ پیچھے ہٹتا صحابہؓ اس کیفیت کو دیکھ کر ہنستے بالآخر اونٹ نے اسے گرا دیا اور وہ بے چارہ مر گیا لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ بیچارہ اونٹ سے گر کر مر گیا آپ ﷺ نے فرمایا اور تمہارا منہ اس کے خون سے پُر ہے کہ تم ہنستے تھے ہم تو اسطرح کے واقعہ سے بھی سنجیدہ کیفیات وحالات میں منہ پھاڑ کر قہقہے مارتے ہیں کسی کو چوٹ لگتی ہے کوئی گرتا ہے کوئی پھنستا ہے تو پیٹ پکڑ کر جھک کر زور زور سے ہنستا ہے اب حدیث کی رو سے دیکھئے کہ ہمارا منہ اس واقعہ کی مناسبت سے خون یا کم از کم کسی اور جرم سے بھر جاتا ہے جس کسی سے گوز خطا ہو جائے اس پر ہنسنے کو بھی حضور ﷺ نے منع فرمایا اور فرمایا کہ جو بات خود اس سے ممکن ہے اس کی وجہ سے دوسرے پر ہنسنا صحیح نہیں صرف اس حدیث کو مدنظر رکھی جائے تو ہم ہر طرح کے استہزاء سے بچ سکتے ہیں جو کہ فعل حرام ہے آپ ﷺ کی صفات میں مزاح کا صفت بھی اعلیٰ وارفع درجے کا تھا آپ ﷺ کا مزاح کھانے میں نمک کی طرح ہے جو کہ مسلمانوں کیلئے بہترین نمونہ ہے آپ ﷺ کی صداقت حقیقت کا اندازہ آپ ﷺ کی ظرافت ومزاح سے بھی بآسانی وبخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ

مزاح میں بھی حق بات کے سوا کچھ بھی منہ مبارک سے نہ کہتے۔

ایک بڑھیا نے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ دُعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کردے آپ ﷺ نے فرمایا اے اُم فلاں جنت میں کوئی بوڑھی عورت نہیں جائیگی وہ عورت روتی ہوئی واپس جانے لگی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے بتادو کہ وہ جنت میں بڑھاپے کی حالت میں داخل نہیں ہوگی (بلکہ جوان بن کر جنت میں جائے گی) کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ پہلے انہیں جوان کیا جائیگا (سورہ واقعہ)

ایک نے عرض کیا کہ مجھے اونٹ عنایت فرمادیں آپ ﷺ نے فرمایا تجھے اونٹ کا بچہ دیا جائے گا اس نے کہا کہ مجھے اونٹ کے بچے سے کیا کام؟ وہ تو مجھے گرادے گا آپ ﷺ نے فرمایا ہر اونٹ دوسرے اونٹ کا بچہ ہی تو ہوتا ہے۔

حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام المؤمنین میرے پاس تشریف لائیں میں نے دودھ کی کوئی چیز کھائی تھی انہیں کھانے کو پیش کیا انہوں نے بوجوہ انکار کیا میں نے کہا کہ میں آپ کے منہ پر مل دوں گی انہوں نے پھر بھی انکار کیا میں نے ذرا سی ان کے منہ پر مل دی حضور ﷺ بیچ میں تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے درمیان سے زانوئے مبارک ہٹالیا کہ وہ بھی مجھ سے بدلہ لے سکیں چنانچہ انہوں نے بدلہ لے لیا اور آپ ﷺ مسکرانے لگے حضرت بکر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ مزاق میں ایک دوسرے پر خربوزے پھینکتے تھے لیکن جب حقیقت اور کام کا وقت ہوتا تھا تو اس وقت وہ مرد میدان ہوتے یعنی اس وقت بالکل مزاق نہیں کرتے تھے۔

حضور ﷺ نے حضرت صعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تمہاری آنکھ درد کرتی ہے پھر بھی کھجور کھاتے ہو اس نے کہا کہ میں دوسری طرف کی داڑھ سے کھاتا ہوں آپ ﷺ یہ سن کر مسکرائے نعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت مزاح فرماتے ان کی عادت تھی کہ مدینے میں

کوئی نیا پھل آتا تو وہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے کہ ہدیہ ہے اور جب پھل والا قیمت مانگتا تو اسے آپ ﷺ کی خدمت میں لے آتے تیرا پھل آپ ﷺ نے نوش جان کیا ہے قیمت مانگ لو آپ ﷺ فرماتے وہ تو تو نے ہدیہ دی تھی عرض کرتا میرے پاس قیمت نہیں مگر میرا دل یہ چاہتا تھا کہ آپ ﷺ اس کو کھائیں آپ ﷺ مسکرا کر قیمت دیتے۔

ایک عورت نے عرض کیا کہ میرا شوہر آپ ﷺ کو یاد کرتا ہے فرمایا تمہارا وہی شوہر ہے جس کی آنکھ میں سفیدی ہے اس نے کہا میرے شوہر کی آنکھ میں تو سفیدی نہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا کوئی شخص نہیں جس کی آنکھ میں سفیدی نہ ہو۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس شخص کو خوب جانتا ہوں جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا اور اس سے بھی واقف ہوں جو سب سے آخر میں جہنم سے نکالا جائیگا قیامت کے دن ایک آدمی دربار الٰہی میں حاضر کیا جائیگا اس کیلئے یہ حکم ہوگا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کیئے جائیں گے کہ تو نے فلاں دن فلاں فلاں گناہ کیئے ہیں تو وہ اقرار کرے گا اسلیئے کہ انکار کی گنجائش نہیں ہوگی اور وہ اپنے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا پھر یہ حکم ہوگا کہ اس کو ہر گناہ کے بدلہ میں ایک نیکی دو تو وہ شخص یہ حکم سنتے ہی خود بول اُٹھے گا کہ میرے تو ابھی بہت گناہ باقی ہیں جو یہاں نظر نہیں آتے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اس کی یہ بات نقل فرما کر اتنے زور سے ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔

جس انسان کے مزاح میں شبہ تک کی بات نہ ہو اُس کے علم اور پیغام کو کیوں نا مانا جائے؟ کیا دُنیا میں آپ کسی ایسے شخص کا نام بتا سکتے ہیں جس نے کبھی مزاق میں بھی جھوٹ نا بولا ہو؟ نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں مزاحی واقعات چند ہی ہیں جن میں حقیقت کے سوا کچھ بھی نہیں نہ کسی کو رنجیدہ و غمزدہ کرنے کی بات ہے آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”آدمی کا بہترین اسلام یہ ہے

کہ فضول بات چھوڑ دے" اس طرح کے مزاح سے وقار ختم نہیں ہوتا آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ ﷺ ہمیشہ اللہ کے بندوں اور اپنے مخلصوں سے مسکرا کر ملتے اور یہ بات علم نفسیات میں خاص واضح ہے کہ کسی بلند رتبے والے شخص کا عوام کیساتھ یا عوام کا آپس کے میل جول میں ظرافت وخوش طبعی کیساتھ ملنا وپیش آنا کتنی مسرت اور حوصلہ افزائی کی بات ہوتی ہے۔ اور یہ عمل سنت ہے۔ استہزاء اور لوگوں پر ہنسنا جس سے کوئی رنجیدہ ہو حرام ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو استہزاء کرتا ہے اور لوگوں پر ہنستا ہے تو قیامت کے دن بہشت کا دروازہ کھولا جائے گا اور اس سے کہا جائیگا کہ آجاوہ قریب ہوگا تو دروازہ بند کرلیں گے پھر دوسرے دروازے پر بلایا جائیگا وہ اندر جانے کی طمع میں قریب ہوگا تو پھر اسی طرح دروازہ بند ہوجائے گا حتٰی کہ اس کی یہ حالت ہوجائے گی کہ اسے بلایا جائے گا لیکن وہ جائیگا نہیں اور اسمیں اپنی سبکی محسوس کرے گا۔

ہمارے معاشرے میں ایسی بے شمار مثالیں ہیں لوگ ایسے بھی فوت ہوئے ہیں کہ ان کا آخری عمل قہقہے ہوا ہے لوگوں کو بہشت میں رونے پر تعجب ہے لیکن دُنیا میں قہقہوں پر تعجب نہیں؟

خواب وخیال

جب سے دنیا قائم ہے انسان خواب دیکھتا ہے دنیا میں شاذ ونادر ایسے لوگ ہو سکتے ہیں جو خواب نہیں دیکھتے اکثر لوگ جاگتے میں بھی خواب دیکھتے ہیں نیند کے عالم میں ہم جو بھی واقعات حادثات اور حالات دیکھتے ہیں اسے خواب کہتے ہیں خواب سے متعلق تحقیق وجستجو کے بعد دانشور ان عالم مفکرین اور انسانوں میں دو نظریات پائے جاتے ہیں ایک نظریے کی بنیاد سائنس کی شاخ علم طب نے رکھی جس کا خیال ہے کہ یہ صرف وہم ذہنی یا نفسیاتی بیماری ہے جبکہ دوسرے نظریے کی بنیاد مذہب سے ہے جس کی رائے میں خواب آئندہ پیش آنے والے واقعات کی نشاندہی اور اشارے ہیں ان ہر دو نظریات پر مفکرین ماہرین نفسیات مفسرین اور مورخین نے متعدد کتابیں لکھی ہیں آج دنیا والے سائنس اور فکر انسانی کو انتہائی عروج پر تصور کرتے ہیں فکر انسانی اور سائنس کی اہم شاخ علم طب میں ماہرین نفسیات خواب کو حقیقت سے بالکل لاتعلق بتاتے ہیں ان کی نظر میں یہ صرف بدہضمی اور انسانی خیالات کے اثرات ہیں انسان کھانا کھانے کے بعد جب سوتا ہے تو معدے کو معمول سے زیادہ کام کرنے کی وجہ سے انسان خواب دیکھتا ہے معدے میں موجود غذا ہضم ہونا شروع ہو جاتی ہے تو اس غذا سے بخارات اٹھتے ہیں جو انسانی دل ودماغ پر چھا جاتے ہیں اور مختلف قسم کے خوابوں کو جنم دیتے ہیں یا پھر انسان مصروفیات زندگی میں دن بھر جس امر میں پریشان خوش یا الجھا رہتا ہے وہی چیزیں نیند کے عالم میں خواب کی صورت اختیار کر لیتے ہیں ماہرین نفسیات ہر خواب کے پیچھے کسی نہ کسی خوف، خوشی عادت علت یا بیماری کا نام رکھ کر اپنی فیس اور اپنے معاہدہ شدہ کمپنی کی دوا نکالتے ہیں ہم علم سائنس کی قدر کرتے ہیں سائنس کی ایجادات پر ہمیں ناز ہے آج سائنس کی ایجاد کردہ چیزوں پر زندگی رواں دواں ہے علم سائنس نے جس چیز کی تحقیق کی بنیاد حق پر رکھی تو وہاں اس نے برق کیطرح ترقی کی جہاں اس نے فکر انسانی پر کامل یقین کیا وہاں اسکے کام ادھورے اور دو غلے پن کا شکار ہوئے اسی لئے خواب

کے معاملے میں سائنس دو غلے پن کا شکار ہے ہپناٹزم اور ٹیلی پیتھی علم سائنس (آکلٹ سائنس) ہے یہاں سائنس کہتی ہے کہ انسانی دماغ کے لاشعوری حصے میں دو غدود (Glands) ہوتے ہیں ایک غدہ ضوبری اور دوسرے کا نام بلغمیہ غدہ ضوبری کا کام انسان کے اپنے خیالات دوسروں کی طرف روانہ کرنا جبکہ غدہ بلغمیہ کا کام مستقبل اور آنے والے حالات واقعات حادثات سے انسان کو آگاہ کرنا ہے آپ کے مشاہدے اور تجربے میں ضرور رہا ہوگا کہ ہم کبھی کبھار کسی ایسے واقعے مقام مکالمہ نقشہ خاکہ یا منظر میں سے ضرور گزرتے ہیں جہاں یہ خیال فوراً ذہن میں آجاتا ہے کہ جیسے یہ واقعہ مکالمہ یا منظر پہلے بھی کبھی میرے سامنے یا میرے ساتھ من وعن لفظ بہ لفظ پیش ہوا ہے واقعہ مکالمہ کے شروع ہوتے ہی اندازہ ہونے لگتا ہے کہ اب یہ ہوگا فلاں یہ کہے گا اب یہ ہوگا وہ ہوگا بالکل کسی دیکھی ہوئی فلم یا ڈرامہ یا خواب کیطرح اس چیز کو ہندو مذہب میں دوسرا جنم کہتے ہیں کہ یہ پہلے جنم کے واقعات ہیں جو اب دوبارہ موجودہ جنم میں پیش آرہے ہیں یہ دراصل غدہ بلغمیہ کا کمال ہے جس کا تفصیلا ذکر ہم اپنی کتاب خیال وسائنس میں کر چکے ہیں سائنس کی زبان میں اسے چھٹی حس (Six Sence) بھی کہتے ہیں آکلٹ سائنس میں سائنس اور ماہرین یہ اقرار کرتے ہیں کہ مستقبل بینی غدہ بلغمیہ کے ذریعے ممکن ہے جبکہ خواب کے متعلق انکا بیان ہے کہ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں حقیقت تو یہ ہے کہ دراصل خواب بھی حقیقت ہیں اس کا تعلق بھی غدہ بلغمیہ سے ہے اگر خواب بدہضمی کا نتیجہ ہیں تو ماہرین طب ڈاکٹر حضرات کیوں خواب دیکھتے ہیں؟ معدے کے اسپیشلسٹ کیوں خواب دیکھتے ہیں؟ یہ حضرات تو ہر لحاظ سے ہاضمہ درست کر کے حتیٰ کے ٹوتھ برش کر کے سو جاتے ہیں؟ اگر زیادہ کھانے سے خواب آتے ہیں تو فاقہ کش غریب اور بھوکے سونے والے کیوں خواب دیکھتے ہیں؟ اگر پریشان خیالی وجہ بتاتے ہیں تو خوش حال لوگ کیوں خواب دیکھتے ہیں؟ سائنس ہی کا اصول اور دعویٰ ہے کہ موجودہ چیز ہی دیکھی جاسکتی ہے وہ موجود ہو تو دیکھی جاسکتی ہے اگر موجود نہ ہو تو محو خواب کو کیوں کر نظر آسکتی ہے؟ تو پھر

کیوں آپ خواب میں دیکھے جانے والے حالات کو غیر موجود کہتے ہیں؟ خواب میں اللہ کا دیدار ہو جاتا ہے اس لئے اس مقام پر متعصب سائنس دان موجود کو غیر موجود کہتے ہیں؟ اسی لئے جب سائنس کسی چیز کی بنیاد حق پر نہیں رکھتی تو خالص عقیدت و ایمان اور توحید والے حضرات سائنس کو کفر کہتے ہیں اور سائنس ان حضرات کو بنیاد پرست اور وقت کو زبردستی پیچھے لے جانے والے لوگ کہتے ہیں؟

جب ڈراؤنے خواب میں ہمیں کوئی گولی لگتی ہے تلوار کا زخم لگتا ہے ڈنڈے سہنا پڑتے ہیں حادثہ ہوتا ہے یا قتل کرنے کے لیئے کوئی پیچھے دوڑ رہا ہو یا کسی بھی پریشان کن حالات سے ہم دوچار ہوں تو جاگنے پر جسم کا متعلقہ و متاثر حصہ سن ہوتا ہے بھاگنے سے ٹانگیں ماندہ ہو جاتی ہیں تھکاوٹ اور خوف سے زبان خشک ہو جاتی ہے موت کے ڈر سے حلق زہر ہو جاتا ہے کیا یہ حقیقی آثار نہیں ہیں؟ حتیٰ کے خواب میں صحبت کرتے وقت انزال بھی ہو جاتا ہے جب تک ہم کسی چیز کو محسوس نہ کریں تب تک دماغ متعلقہ حصے کو احساس یا عمل کا پیغام نہیں دیتا جب ہم کسی گرم کمرے سے باہر نکلتے ہیں تو جسم فوراً باہر سردی محسوس کر دیتا ہے یہ دماغ کا حکم و پیغام ہے کہ سردی ہے اور اس حکم پر ہی جسم کی قوت مدافعت سردی کے خلاف یا مطابق جنگ دفاع شروع کرتا ہے جب ہم کسی گرم چیز کو چھوتے ہیں تو جلن کی صورت میں فوراً دماغ ہی حکم دیتا ہے کہ یہ چیز گرم ہے اچھے یا برے خواب سے جاگنے پر آپ نے فوراً اسی وقت محسوس کیا ہوگا کہ آپ جاگتے ہی نہایت ہشاش بشاش یا کرب کی حالت میں ہوتے ہیں یہ دماغ کی حقیقی کیفیت میں مبتلا ہونے کی دلیل ہے دماغ نے حکم یا پیغام دیا ہے یا تسلیم کیا ہے تب ہی تو ہم ہشاش بشاش یا خوف زدہ ہوتے ہیں اور بالکل معمول کی زندگی میں ہونے کی طرح ہوتے ہیں لہٰذا سائنسی اور عقلی لحاظ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ خواب بے معنی اور بے حقیقت نہیں بلکہ یہ حقیقت میں بھی موجود ہوتے ہیں خوابوں کا علم علم الرویا کہلاتا ہے یہ کوئی عام معمولی سا علم نہیں کہ ہر کس و ناکس خواب کی تعبیر بتا سکے یہ علم اسرار

الٰہیہ میں سے ہے اور اس علم کو اللہ نے خاص فضل و کرم فرمایا ہے اس علم کا خاص فضل پیغمبر حضرت یوسف علیہ السلام پر کیا گیا سورہ یوسف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "اسی طرح ہم نے یوسف کو اس ملک (مصر) میں سلطنت عطا فرمائی اور ان کو علم تعبیر سکھایا" جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خواب کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ تبارک تعالیٰ فرماتے ہیں "اللہ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خواب کو سچ کر دکھایا" حضرت ابرہیم علیہ السلام نے خواب پر عمل کرتے ہوئے اپنے لخت جگر بیٹے کو ذبح کرنے کا عمل کیا اسی لئے تو ارشاد فرمایا "اے ابراہیمؑ تو نے خواب کو سچ کر دکھایا ہم نیک بندوں کو اس طرح اجر دیا کرتے ہیں" قرآن پاک حکم الٰہی سے تعبیر کے علم کی صداقت کا یقین ملتا ہے قرآن پاک میں متعدد خوابوں کا ذکر ہے پہلے آسمانی کتابوں میں بھی خوابوں کا ذکر موجود ہے خواب نعمت ہے اسی نعمت کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کی بشارت اور جبریلؑ کی زیارت نصیب ہوئی آپ ﷺ کی نبوت سے چھ ماہ قبل نبوت تک آپ ﷺ نے متواتر خواب دیکھے رات کو جو خواب میں دیکھتے صبح وہ ٹھیک ٹھیک اسی طرح نکلتے دین کی بنیاد نماز کے لئے اذان کا طریقہ حضرت عمرؓ کے خواب پر رکھا گیا ہمارا ایمان ہے کہ علم الغیب اور آئندہ کے حالات کا علم صرف علیم و خبیر ذات کو ہے لیکن اس ضمن میں خواب وہ واحد راستہ ہے جس سے آئندہ کے واقعات کا علم ہونا کسی مومن کے لئے ممکن ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " آثار نبوت میں سے کوئی شے باقی نہیں رہی لیکن مبشرات یعنی میرے بعد نبوت ختم ہو جائیگی اور آئندہ ظہور میں آنے والے واقعات کو معلوم کرنے کا ذریعہ مبشرات کے سوا اور کوئی نہیں ہوگا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبشرات کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اچھے یا سچے خواب۔ اسی لئے مسلمان کسی بھی نئے کام میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے استخارہ کرتے ہیں استخارہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور بذریعہ خواب اللہ تعالیٰ سے اجازت ہے اور یقینی و ایمانی امر ہے جس کام میں اللہ کا مشورہ ساتھ ہو وہ خیر ہی خیر ہے مشورہ کرنے والا کبھی پریشان

نہیں ہوتا استخارہ کرنے والا کبھی پشیمان نہیں ہوتا خواب کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا زیادہ سچا خواب صبح کے وقت کا ہے نیز احادیث سے پتا چلتا ہے کہ اچھا خواب خدا کیطر ف سے ہوتا ہے چنانچہ جب کوئی اچھا خواب دیکھے تو صرف اسی سے بیان کرے جس سے وہ محبت کرتا ہے دوست یا دانا آدمی کے سوا کسی سے خواب بیان نہ کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک خواب بیان نہ کیا جائے وہ پرندے کے پاؤں پر ہوتا ہے (یعنی غیر منتقل) جب اسے بیان کر دیا جائے تو وہ واقع ہو جاتا ہے اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ برا خواب دیکھنے پر کسی کو نہیں سنانا چاہیئے تا کہ نقصان نہ پہنچے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے زیادہ جو سچ بولتا ہو وہ خواب بیان کرنے میں بھی سب سے سچا ہوتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو چیز دکھائے جو آنکھوں نے نہیں دیکھی ہو یعنی آنکھوں پر بہتان باندھے اور جھوٹا خواب بیان کرے برے خواب کے بارے میں حکم فرمایا" کہ جو شخص برا خواب دیکھے اسے چاہیئے کہ جاگ اٹھنے پر تین بار بائیں جانب دھتکار دے اور خدا کے ذریعے تین مرتبہ شیطان سے پناہ مانگے ۔اور جس کروٹ پر اس نے خواب دیکھا تھا اسے بدل دے اپنے بارے میں فرمایا ''جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا اس لئے شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا'' افغانستان پر اتحادیوں کا اتنا بڑا حملہ کہ ساری دنیا پریشان تھی مختلف مسلم ملکوں کے حکمرانوں اور علماء نے ملا محمد عمر کو جنگ سے بچنے کی تاکید کی اور اسلام کے تاریخ سے مختلف مصلحت وحکمت کے حوالے دیئے لیکن اس مرد مجاہد کے ایک خواب نے تمام علماء اور افغانستان کے ہزار جید علماء کے شوریٰ کو لاجواب کر دیا کہ ''میں نے تین رات متواتر نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا ساری دنیا تمہارے خلاف ہے پیچھے مت ہٹنا اعلان جہاد کرو۔

کافر ہے جو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مؤمن ہے تو بے تیغ لڑتا ہے سپاہی

یہ ہے مومنوں کا عمل جو ہر لمحہ ولحظہ پر اسلام کی تعلیمات کو مقصد کو مقدم رکھتے ہیں جان و مال حکمرانی کو امانت رب سمجھتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم پر قربان ہونے کو زندگی کی سب سے بڑی خواہش رکھتے ہیں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اگر مومن کوئی خواب دیکھے یا کوئی اور شخص اسے خواب میں دیکھے تو اس کی تعبیر جاننا اس کیلئے واجب ہے تا کہ نیک خواب سے خوشی حاصل ہو اور برے خواب سے امن میں رہے علم تعبیر خواب کی تعبیر پر عبور و دسترس حاصل کرنے کے لئے لازم ہے کہ معبر ظاہری و باطنی پاکیزگی کا خیال رکھتا ہو صوم وصلوٰۃ کا پابند قرآن وحدیث کے بنیادی مطالعہ سے آگاہ ہو علم قیافہ، علم وادب سے آشنا اور جہان دیدہ ہو ضرب الامثال کہاوتوں اور مثالوں سے آگاہ ہو تاریخ فہم وفراست میں معتبر ہو خلاصہ یہ کہ عالم دین سے بہتر اور کوئی شخصیت نہیں جسے خواب سنایا جائے معبر کے لئے اس علم کے حصول کے لئے اور بھی ہدایات ہیں اور کئی چیزوں کا خیال رکھنا پڑتا ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں۔ علم الرویا کے ماہرین نے خواب کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا ہے جن میں فلسفیانہ خواب، نفسیاتی خواب، شیطانی خواب، الہامی خواب، خیالی خواب، علتی خواب، تبشری خواب، تہدیدی خواب وغیرہ وغیرہ یہ تمام اقسام مفکرین نے ترتیب دی ہیں علامہ حضرت ابن حزم نے خواب کو طبیعت کا نتیجہ قرار دیا ہے مثلاً جس شخص میں خون کی زیادتی ہو اسے روشنی اور خوشی کے سماں نظر آتے ہیں جس پر صفرا کا غلبہ ہو اسے آتش نظر آتے ہیں اور جس پر بلغم کا غلبہ ہو اسے برف اور پانی نظر آتا ہے جس پر سودا کا غلبہ ہو اسے خوف وظلم نظر آتا ہے مشہور عرب مورخ حضرت علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ جس قدر روحانی استعداد زیادہ ہوگی اسی قدر اس کے خواب سچے ہوں گے اور علامہ موصوف کی یہ تحقیق نہایت معتبر ہے اسی لئے بزرگان دین صحابہ کرامؓ کے خواب عام انسانوں سے زیادہ سچے واقع ہوئے ہیں اور پیغمبروں کی روحانی استعداد تمام انسانوں سے زیادہ ہوتی ہے اس لئے ان کے خواب سو فیصد سچے اور الہامی ہوتے ہیں تحقیق انسانی اپنی جگہ حدیث میں خواب کی تین اقسام ملتی

ہیں زندگی میں مومنوں کو خوش خبری دلانے والے خواب غم والم میں مبتلا کرنے والے خواب پریشان کن خواب انسانوں کے مرتبے کے لحاظ سے خواب کے بھی مرتبے ہیں نبی کا خواب بالکل سچا ہوتا ہے بادشاہ اور وزیر کے خواب نسبتاً سچے ہوتے ہیں مفتی اور قاضی عالم فقیر بزرگ کے خواب عوام کے خواب سے درست تر ہوتے ہیں مرد کا خواب عورت کے خواب پر فضیلت رکھتا ہے عورت اور غلام کے خواب برابر ہوتے ہیں آزاد کا غلام سے نیک آدمی کا خواب بد کے خواب سے معتبر ہوتا ہے امیر کا خواب غریب کی نسبت معتبر اور واقع جلد ہوتا ہے مومن کا خواب کافر کے بالغ کا نابالغ کے خواب پر فضیلت رکھتا ہے بچوں کے خواب کا اثر والدین پر ہوتا ہے دانا کا خواب نادان پر جوان کا خواب بوڑھے اور بچے کے خواب پر فضیلت رکھتا ہے اسی طرح دن کا خواب رات پر فضیلت رکھتا ہے سردی کے موسم کے خواب کی تعبیر ضعیف اور گرمیوں کے خواب کی تعبیر مضبوط اور جلد ظاہر ہوتی ہے رات کے خواب کی تعبیر ایک سال سے پانچ سال تک کے مابین نکلتی ہے آدھی رات کے خواب کی تعبیر چھ ماہ سے ایک سال تک کے درمیان نکلتی ہے صبح کے خواب کا نتیجہ ایک ماہ کے اندر اندر نکلتا ہے جتنا خواب دن کے نزدیک ہوگا اس قدر نتیجہ جلد نکلے گا خواب دیکھنے والے کے لئے بہتر ہے کہ وہ باوضو سوئے مسلمان ہے تو خود کو اللہ کے حفظ وامان میں دے اور شیطان سے پناہ مانگے۔ بطریق سنت سوئے دعا مانگے برا خواب دیکھے تو فوراً بائیں طرف تین مرتبہ تھکا رد ے اور تین مرتبہ اَعُوْذُ بِا للّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ لَا حَوْلَ وَ لَاقُوَّۃَ اِلَّابِا للّٰہِ پڑھے اور یہ خواب کسی سے بیان نہ کرے تا کہ حدیث مبارکہ کی رو سے نقصان سے خود کو بچایا جاسکے جب بھی خواب کی تعبیر لینی ہو تو معبر سے صاف صاف خواب کہیں کمی بیشی سے تعبیر غلط نکلے گی اور اس میں جھوٹ سب سے بڑا بہتان ہے اور پھر خواب خدا اور بندے کے درمیان امانت ہے خراب موسم میں تعبیر نہیں لینی چاہیئے رات کا وقت طلوع آفتاب یا غروب آفتاب تعبیر پوچھنے کے لئے درست نہیں۔

خواب کے بارے میں عجیب وغریب واقعات نے تاریخ میں نقوش چھوڑے ہیں نیند کے عالم میں چلنا پھرنا تو عام بیماری ہے لیکن بعض لوگوں نے جو کچھ خواب میں دیکھا جاگنے پر حقیقت میں بھی ان سے وہ کام خواب کی حالت میں ہو چکے ہوتے ہیں حضرت علیؓ فرماتے ہیں، کہ خواب بھی ایک عجیب وغریب چیز ہے کہ جو کچھ نیند کی حالت میں مصنوعی طور پر نظر آتا ہے وہی جاگتے میں درست ثابت ہوتا ہے بعض ماہرین حسب منشا بھی لوگوں کو خواب دکھا سکتے ہیں اور خود بھی حسب منشا خواب دیکھ سکتے ہیں یہ علمی اسرار ورموز کی باتیں ہیں جو جاننے والے مشکل سے ہی کسی کو تعلیم کرتے ہیں تاریخی کتب اور تذکروں میں بزرگان دین کے روحانی اور سچے خوابوں کا ذکر ملتا ہے جن کی صداقت اور فضیلت پر کسی قسم کا شبہ نہیں حضرت محمد بن سیرینؒ نے فرمایا تمام خوابوں سے درست یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں بے چون و بے چگون دیکھے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو بے چون و بے چگون حالت میں اللہ نظر آئے تو وہ خوف واندیشہ سے پناہ میں رہے گا اور آخرت میں دیدار نصیب ہوگا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا آپ ﷺ کو حقیقت میں دیکھنے کے برابر ہے قرآن پاک یا اس کی کوئی سورت دیکھنے کی تعبیر اسی سورت کے پیغام کو تعبیر لیا جائے صحابہ کرامؓ کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر بزرگی ملنے کی دلیل ہے اسلاف وبزرگان دین کا دیکھنا دین میں ترقی کی دلیل ہے حضرت ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو خواب آئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راز کی بات کرتا ہے اس امر کی دلیل ہے کہ آدمی خدا کے نزدیک بزرگی والا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا'' ''اور ہم نے سرگوشی کے قریب کیا''

محبت اور عشق مجازی کی حقیقت کیا ہے؟

عشق اور جنون تک پہنچنے کیلئے چند زینے ہوتے ہیں ہر مرحلہ بے صبری غم اور دُکھ درد سے پُر ہوتا ہے اور اس میں انسان جلد باز واقع ہو جاتا ہے اسے اپنے حواس پر قابو رکھنا مشکل ہو جاتا ہے، عشق حقیقی ہو یا مجازی اس کے درجے ہوتے ہیں حقیقی تو خوش نصیبی ہے سعادت ہے بقاء ہے اور مجازی زندگی کا روگ ہے ہمارا موضوع مجازی ہے جس کی ابتداء میلان سے ہوتی ہے اس کے بعد رجحان پھر دلچسپی پھر پیار پھر محبت پھر عشق پھر جنون پھر دیوانگی اور انتہاء پاگل پن پر ہوتی ہے، محبت ایک نفسیاتی عمل یا کھیل ہے جس میں خواہش یا ہوس سر اُٹھاتی ہے محبوب کو حاصل کرنے کا جنون سر پر سوار ہو جاتا ہے جب تک خواہش ہے تو محبت ہے جب خواہش ہوس میں بدل جاتی ہے تو جنون جنم لیتا ہے ہوس میں انسان اندھا ہو جاتا ہے جبکہ لوگ محبت کو اندھی کہتے ہیں محبت کا ازل سے اصول ہے کہ عشق مجبور اور حسن مغرور ہوتا ہے ان خواہشات کے بے چین کھیل میں کوئی حقیقت نہیں ماسوائے جنسی ہوس کے کیونکہ ضابطہ حیات قرآن پاک میں مرد و عورت کے اس محبت کی طرف کوئی جائز اشارہ نہیں البتہ قرآن کہتا ہے کہ پاک عورتیں پاک مردوں کیلئے ہیں اور بدکار عورتیں بدکار مردوں کیلئے ہیں جس چیز میں نفس کا غلبہ ہو اس شے میں برکت اور سکون نہیں ہوتا اس لئے محبت والے ہمیشہ در بدر اور خوار نظر آئے۔

عشق و محبت کو اپنے دل و دماغ پر ہمیشہ طاری رکھنے کی وجہ سے انسان مفلوج ہو جاتا ہے اس کی آدمیت انسانیت اور ذہنیت کام چھوڑ دیتے ہیں دنیا کو فقط محبوب ہی کی نظر سے دیکھتا ہے اس کے بغیر دُنیا بے معنی سمجھتا ہے اور اس کیفیت میں شاعروں کی شاعری جلتی پر تیل کا کام کرتی ہے عشق ہر شعر کو اپنے اوپر صادر و نازل سمجھتا ہے شعراء نے آج تک محبوب کو جن چیزوں سے تشبیہہ دی ہے وہ کبھی سچ ثابت نہیں ہوا محبوب کو چاند کہا گیا محبوب مر جاتا ہے لیکن چاند ہمیشہ زندہ رہا محبوب کی زلفوں کو جنت کی گلیاں کہا گیا جنت کی گلیاں سدا ایک جیسی رہتی ہیں مگر محبوب کے بال سفید اور کم

پڑ گئے غرضیکہ شاعر وہ بات کرتے ہیں جو ناممکن ہوتی ہے جو وہ خود بھی زندگی میں نہیں کر پاتے خیالات کا ہی پھندا ہوتا ہے اسلیئے قرآن پاک میں شاعری کی ممانعت ہے اور فرمایا ''شاعروں کی بات وہی مانتے ہیں جو گمراہ ہوتے ہیں اور شاعروں کی راہ تو بے راہ لوگ چلا کرتے ہیں اے مخاطب کیا تم کو معلوم نہیں کہ وہ (شاعر) لوگ (خیالی مضامین) ہر میدان میں حیران پھیرا کرتے ہیں اور زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہاں مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور انھوں نے (اپنے اشعار میں) کثرت سے اللہ کا ذکر کیا'' (سورۃ الشعراء آیت ۲۲۴ تا ۲۲۷) صوفیانہ شاعری کی اجازت دی گئی ہے مگر بقایا کو گمراہی کہا گیا ہے اور پھر یہ کیسا عشق ہے کہ ہمیشہ صرف خوبصورت مرد اور حسین عورت ہی کے عاشق پیدا ہوتے ہیں یا مالدار کے بیسیوں عاشق پیدا ہوتے ہیں یہ واقعی نفس کا ہی غلبہ ہے یہ لیلیٰ مجنوں، شیرین فرہاد اور رومیو جیولٹ شاید پاگل پن میں نام کر گئے ہیں انھیں خواہش و ہوس مل جاتی تو شاید خائف و تائب ہو جاتے کیونکہ وصل شوق کی موت ہے اور حاصل چیز کی قدر نہیں ہوتی اس کرہ ارض پر بے شمار اور ان گنت جوڑیاں گزریں اور موجود ہیں جو محبوب ملنے اور نہ ملنے کی صورتوں میں سرگرداں ہیں محبت کی کامیابی کا نام شادی ہے اور ناکامی محبت کا نام بھی شادی ہے دونوں صورتوں میں طرفین آپس میں یا کسی اور سے شادی کر لیتے ہیں اور دونوں ہی صورتوں میں ماضی میں محبت کو دیئے ہوئے وقت کو خواب غفلت سمجھتے ہیں اس شعبہ میں ہر کوئی دنیا کا خوش نصیب ترین انسان اس کو سمجھتا ہے جس سے اس کے محبوب کی شادی ہو جائے حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ وہ خود بھی کسی کی محبوب سے شادی کرتا ہے اور خود کو بدنصیب سمجھتا ہے؟

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ ''جب بیٹی یا بیٹا جوان ہو جائے تو ان کی شادی میں جلدی کرو'' اس فرمان میں ایک عمومی حکمت یہ نظر آتی ہے کہ اولاد اتنی سرگردانیوں سے بچ جائے گی جس کا اندازہ والدین بخوبی کر سکتے ہیں کیونکہ والدین خود اس عمر سے گذر چکے ہیں جو لوگ محبت کی مصیبت

اور الجھن میں پھنس گئے انھیں اللہ اپنی راہ دکھادے اچھے اچھے دانا مفکر سلجھے ہوئے لوگ اس مرض کا شکار ہو جاتے ہیں عاشق اور معشوق کا اکثر شکوہ اور رونا ہوتا ہے کہ میرا محبوب بے وفا یا ہرجائی نکلا حالانکہ محبوب ہرجائی یا بے وفا نہیں ہوتا بلکہ انسانی فطرت ہے کہ وہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتا ہے اکثر خوبصورت مرد اور عورت اسی وجہ سے بے وفائی و ہرجائی شمار کئے جاتے ہیں کہ انھیں دیکھنے اور پسند کرنے والے لوگ زیادہ ہوتے ہیں انھیں بھی بعض اچھے لگ جاتے ہیں تو پُرانی جگہ کمزور پڑ جاتی ہے اس طرح اس فطرتی عمل سے بے وفائی اور ہرجائی کے الفاظ پیدا ہو جاتے ہیں اسلام میں پردے کی پابندی کا ایک اہم مقصد زندگی سے اس سرگردانی اور ناسور کو ختم کرنا ہے حدیث میں آتا ہے کہ عورتوں کی تخلیق ضعف اور پوشیدہ رکھنے والی چیز سے ہوئی ہے ان کے ضعف کا علاج خاموشی اور پوشیدگی کا علاج یہ ہے کہ انہیں گھر میں احترام سے رکھیں جبکہ مردوں کیلئے اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ ''اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (سورہ نور آیت ۳۰) عورتیں اسلام میں اپنا مقام پہلے مسلمان ہونے کا شرف پہلی شہادت کا شرف آدھا علم رکھنے کا شرف نبی کریم ﷺ کی پسندیدگی کا شرف زہد و تقویٰ کا شرف پیغمبروں کو جنم دینے کا شرف بھلا کر نہ جانے کس دھوکہ کے حصول میں مبتلا ہیں۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو کوئی کسی عورت سے حسن یا مال کی خاطر نکاح کرتا ہے وہ دونوں سے محروم رہے گا اس حدیث پر بہت سی بے شمار مثالیں آپ کی زندگی میں آپ کے سامنے ہوں گی عام قبول صورت لوگوں کی محبت اکثر کامیاب رہتی ہے کامیاب سے مراد شادی کر لیتے ہیں حالانکہ محبت میں کامیابی اور ناکامی کوئی چیز نہیں محبت صرف ایک جذبہ ہے جو کبھی بھی سرد پڑ سکتا ہے یا مر سکتا ہے یا پھر مرض کی طرح ختم ہو جاتا ہے اور پھر محبّ اور محبوب کے شکوے شروع ہوتے ہیں کہ تم پہلے جیسے نہیں تمہارا پیار پہلے جیسا نہیں اب اس میں عاشق و معشوق کا کیا قصور وہ تو فطری جوش تھا طلب مکمل ہونے پر ماند پڑ گیا جب جوش و جذبہ ختم ہو کر ہوش و تجربہ

آیا تو سوائے اسی دنیا کے اوپر آسمان نیچے زمین وہی روزگار محنت اور سرگردانی مال کی طلب کچھ نہیں بدلا یہ تو وہی دُنیا ہے محض چند دنوں کے لئے ہوس سر پر سوار تھی۔

ایک دن حضور ﷺ کی نظر مبارک راستے میں اچانک کسی عورت پر پڑ گئی آپ ﷺ پلٹ کر گھر آئے اپنی اہلیہ سے صحبت کی اور فوراً غسل کر کے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ جس کسی کے سامنے عورت آجاتی ہے تو شیطان اس پر حملہ آور ہوتا ہے اس لئے فوراً گھر میں آکر اپنی اہلیہ سے صحبت کرلو کہ جو چیز تمہاری بیوی کے پاس ہے وہی چیز غیر عورت کے پاس ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ محبوب کے بغیر زندگی گزار نہیں سکتے وہ جھوٹ بول رہے ہوتے ہیں اگر اس کے بغیر زندگی نہیں گزار سکتے تو وہ زندہ کیسے ہیں کیا محبوب آکسیجن ہے ہر کسی کو معلوم ہے کہ ہوا پانی اور خوراک کے بغیر زندگی ناممکن ہے لیکن انسان دُنیا میں قریباً چھ ارب ہیں کسی ایک چہرے کا جادو ذہن پر چڑھ جائے تو یہ سوچنا چاہیے کہ میرے سوا دُنیا میں جو چھ ارب انسان ہیں وہ کیسے اس چہرے کے بغیر ہنس بھی رہے ہیں شاداب بھی ہیں سیر ہے سفر ہے دوستوں کی محفل ہے علم و دانائی صنعت و حرفت ہے خاص کر دین ہے مقصد و منزل ہے سب آگے جانے کی فکر میں ہیں ایک تم ہو کہ اس زلف کے دھوکہ میں گرفتار ہو دن رات لمحہ لمحہ خود ساختہ فکر و اضطراب میں مبتلا ہو اور یہ چہرہ چند برس کے لئے تر و تازہ ہے اس کے بعد مرجھا جائے گا دُنیا میں اس کی جگہ اور حسین و جمیل لوگ آجائیں گے اور تم اِتنے خود غرض و مطلب پرست ہو اگر یہی محبوب مرجائے تو دفنانے کی جلدی کرتے ہو تمہیں تو اس سے عشق ہے اسے ہمیشہ کے لئے اپنے کمرے میں رکھو لیکن یہ تم نہیں کرو گے کیونکہ جب کیڑے پڑیں گے تو تم کھانا نہ کھا سکو گے بدبو ہوگی تو کمرے میں سونا کیا داخل نہ ہو سکو گے حالانکہ تم اس چہرے کے بغیر زندہ نہ رہ سکنے کے دعوے کرتے تھے افسوس تم کتنے بے وفا اور خود غرض نکلے محبت تو دو راب اتنی نفرت کیوں؟ محبت یہ نہیں کہ محبوب ہر صورت میں حاصل کیا جائے بلکہ محبت یہ ہے کہ تم ہر انسان کو اس کی مرضی پر چھوڑ دو ہوس کو محبت کا نام نہ دو اس کے

کام آؤاس کی خوشی میں پہل کرو چاہے وہ خوشی تمہارے غم سے بندھی ہو اگر وہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ جانے والا ہو تو خوشی خوشی رخصت کرو کیونکہ اسی میں صحیح معنوں میں روحانی خوشی اور ہمیشہ کی محبت نصیب ہوگی کیونکہ یادوہی آتے ہیں جو پاس نہیں ہوتے۔

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی پر عاشق ہو اور اپنے آپ کو محفوظ رکھے اور عشق کو چھپائے اور اس سبب سے مرجائے وہ شہید ہے قرآن پاک میں اللہ مرد سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ ہم نے تمہارے لئے عورتیں پیدا کیں لیکن آج مرد حضرات اکثریت اس آیت کے خلاف عمل نظر آتے ہیں عورت کو وہ مقام اور آزادی دے دیتے ہیں کہ شروع شروع میں تو وہ اسے وسیع النظری اور اعتدال پسندی اور آزادی نسوانیت کا نام دیتے ہیں لیکن جب آدمی کی ہوس میں کمی آجاتی ہے یا عورت کی فطرت کو دیکھ لیتا ہے تو دُنیا کی حسین تخلیق کو عذاب ، بلا اور ناسور کہتا ہے عورت کو برابری دینے کا علمبردار نہ جانے کیا کیا نام عورت کے رکھ دیتا ہے عورت کو جو عزت حقوق اختیارات ومقامات اسلام اور اللہ کے ہاں حاصل ہیں اس کی گرد کو دوسرے مذاہب چھو بھی نہیں سکتے اسلام میں عورت کی فطرت ومزاج کے مطابق حقوق رکھے گئے ہیں جبکہ دیگر مذاہب میں عورت کو بھی مرد کے اعتبار سے اعصابی ذہنی جسمانی طور پر تصور کیا گیا اس تصور کو لئے مرد ایک دوست کی طرح بیوی سے گھل مل جاتا ہے راز و نیاز سب کچھ فدا کر دیتا ہے آہستہ آہستہ مرد جان جاتا ہے کہ عورت اور مرد میں زمین وآسمان کا فرق ہے عورت کے دماغ پر دل حکومت کرتا ہے اور آج مرد کے دماغ پر عورت حکومت کرتی ہے اب مرد لاکھ کوشش کرے کہ عورت کو بعد میں سمجھا ئے لیکن کمان سے نکلا ہوا تیر تب ہی واپس آسکتا ہے جب تک کسی کو زخمی یا ہلاک نہ کر دے سرور کائنات حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں بیوی کا غلام بد بخت ہوتا ہے میری اس تحریر سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں تعصب سے کام لے رہا ہوں میں متعصب نہیں مردوں کی حمایت نہیں کر رہا بلکہ میں فطرت وقدرت کی بات کر رہا ہوں فطری مذہب اسلام کی بات کر رہا ہوں جو تعصب اور ظلم کی

مخالفت کرتا ہے مردوں اور عورتوں میں تعصب تو وہ مذاہب اور اقوام کر رہی ہیں جو مرد کی مرد اور عورت کی عورت کیساتھ باقاعدہ شادی کے قوانین پاس کر رہے ہیں اور ہو رہے ہیں بعض اقوام نے تو عورت کو انسانیت ہی سے خارج کر دیا تھا جیسے یونانیوں نے عورت کو سانپ سے زیادہ خطرناک قرار دیا سقراط کا کہنا تھا کہ عورت سے زیادہ اور کوئی چیز دنیا میں فتنہ وفساد کی نہیں یوحنا کا قول ہے کہ عورت شر کی بیٹی ہے امن وسلامتی کی دشمن ہے عیسائیوں کی سب سے بڑی حکومت رومۃ الکبریٰ میں عورتوں کو جانور کی طرح استعمال کیا جاتا رومن کیتھولک فرقے کی تعلیمات کی رو سے عورت کا کلام مقدس چھونا اور گرجا میں داخلہ منع تھا ہندوؤں میں آج بھی خاوند کے مرنے پر بیوی ساتھ زندہ جلائی جاتی ہے لیکن اسلام کہتا ہے ''عورتوں کے مردوں پر ایسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں'' (سورہ بقرہ آیت ۲۲۸)

پیغمبر آخر الزمان احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''پوری دنیا متاع ہے لیکن نیک عورت بہترین متاع ہے'' اب دیکھیئے فطری وآفاقی مذہب کی عورت کے بارے میں رائے کہ دنیا کی بہترین متاع ہے لیکن نیک ہونا شرط ہے حدیث کی رو سے خوش نصیب انسان کی چار علامتیں ہیں ''اس کی بیوی نیک ہو'' اولاد نیک ہو' دوست نیک ہوں' اور روزگار اپنے وطن میں ہو نیک بیوی کی تلاش خوب ترین ہے اس کی اجازت قرآن بھی دیتا ہے ''اور عورتوں سے جو تم کو پسند ہوں نکاح کرلو دو دو عورتوں سے اور تین تین عورتوں سے اور چار چار عورتوں سے'' (سورۃ النساء آیت ۳) اب اس قرآن میں پسند کی شادی کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ محبت میل میلاپ نظارہ بازیاں ہوں بلکہ قرآن تقویٰ کو ہی معیار گردانتا ہے جسکی تشریح آپ ﷺ کے اس حدیث مبارکہ سے ملتی ہے ''کسی بھی عورت سے چار باتوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے اُس کے مال کی وجہ سے اس کے حسب نسب کی وجہ سے اس کے حسن وجمال اور اُس کے دین داری کی وجہ سے اور آخر میں فرمایا کہ تو دین والی کے ساتھ کامیابی حاصل کر'' یہ ہے اسلام کی پسند حسن جمال اور مال دیکھ کر

محبت میں پاگل ہونے کا نام اور انجام صرف افسوس ہی ہے خوب صورت عورت آنکھوں کے لئے جنت دل کے لئے دوزخ اور جیب کیلئے ویرانی ہے حدیث میں آتا ہے کہ ''عورت کی بات پر صبر کرنے والے کو حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کے برابر ثواب دیا جائیگا'' عورت کی چالاکی و بے وقوفی میں فرق کرنا مشکل کام ہے کیونکہ عورت کا دل وہ مشکل کتاب ہے جسے آج تک کوئی مرد نہیں پڑھ سکا جب بیوی ہوتی ہے تو جیب دیکھتی ہے جب ماں ہوتی ہے تو پیٹ دیکھتی ہے عورت کا خلوص دل سمندر کی گہرائی سے کم نہیں اس کی نفرت آسمان کی بلندی کو چھوتی ہے اسکی صداقت اور حرمت جائے نماز کو صفائی سکھاتی ہے اس کی وفا زمین کی طرح ہمیشہ ساتھ دینے والی ہوتی ہے بہر حال یہ جاننا کہ عورت کس کیفیت میں ہے یہ مرد کے لئے سمجھنا محال ہے حقیقی کیفیت میں ہے یا مصنوعی میں یہ جاننا بس سے باہر کی بات ہے حضرت داود علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کو وصیت فرمائی کہ شیر اور سانپ کے پیچھے جانا تو درست ہے لیکن عورت کے پیچھے جانا بالکل غلط ہے یہ امور عورت کیلئے عمومی نہیں بلکہ عورت مرد کی نسبت بہت طیب ہوتی ہے لیکن ضعیف العقل ہونے کی وجہ سے اس سے دور رہنے کی نصیحت شریعت و دنیا میں عام ہے میرے آقا ﷺ نے صدیوں پہلے بتادیا کہ عورت ضعیف العقل ہے میڈیکل سائنس آج بتارہی ہے کہ عورت کا دل و دماغ مرد کی نسبت تقریباً ۲۰۰ دوسو گرام کم ہوتا ہے اب کیسے مرد کو حاکم نہ بنایا جائے ؟ ہر مرد مرد نہیں ہوتا ہر عورت عورت نہیں ہوتی اگر ہر مرد مرد ہوتا عورت عورت ہوتی تو دنیا میں مرد اور عورت کی کمی کیوں ہوتی، مرد عورت اور جنسیات کے موضوع پر انشاء اللہ کسی اور کتاب میں تفصیلی ذکر کیا جائیگا ہر عورت بیسوا نہیں ہوتی مگر اکثر مردوں کو موقع ملے تو وہ بیسوا کا کام کرے گا

نبی کریم ﷺ کو تین چیزیں بہت پسند تھیں نماز، خوشبو اور عورت اتنا بلند درجہ بھی دیا گیا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تین مرغوب چیزوں میں شامل ہے خلیل جبران کہتا ہے کہ دنیا کا سب سے پیارا لفظ ماں ہے اور اس سے بھی پیارا میری ماں، ماں کا مقام درجہ حیثیت جس احساس کا نام

ہے اس پر ہر گھر میں ہر فرد تو کیا جنگلوں اور بیابانوں میں موجود ہر حیوان چرند پرند اور خونخوار جانوروں تک کو علم ہے۔ اسلام میں تین بازیاں (کھیل) جائز ہیں گھڑ سواری، تلوار بازی اور بیوی کے ساتھ کھیلنا اتنا وسیع وفطری اجازت بہت حکمتوں سے خالی نہیں لیکن بیوی کے ساتھ کھیلنے سے مراد یہ بھی نہیں کہ مرد غلام نظر آئے جو قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور مرد اتنا سخت بھی نہ ہو کہ جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ جو شخص جس وقت گھر لوٹ رہا ہو اور اس کے گھر والے پریشان اور خوف زدہ ہوں تو ایسا شخص جہنمی ہے اور ایسا شخص جو گھر لوٹ رہا ہو اور اس کے گھر والے خوش ہو رہے ہوں تو ایسا شخص جنتی ہے دنیاوی نظر بازی اور عشق ومحبت انسان کو بے کار اور خوار کر دیتی ہے انسان وہاں غلام ہوتا ہے جہاں اسے محبت ہو یا راز ہو عورت سے محبت سوائے خواہش کے اور کچھ نہیں گو محبت سے زیادہ طاقت کسی چیز میں نہیں لیکن وہ محبت روح سے کی جاتی ہے اندرونی انسانوں یعنی انسان کی سیرت سے ہونی چاہیئے باقی محبت شروع میں شہد شہد بعد میں زہر ہوتی ہے عشق مجازی مثال ونمونہ ہے حقیقی عشق پانے کا دُنیا میں کوئی کسی کا نہیں ہوتا سوائے خوف خدا رکھنے والے حضرات جو رضائے رب کے لئے ہی لوگوں سے محبت کرتے ہیں اس سے بڑھ کر دُنیا والوں میں اور کسی محبت وعشق کا وجود ہے اور نہ ہی جگہ لے سکتی ہے ظاہری محبت ایک چمکتی چیز ہے اور ہر چمکتی چیز دھوکہ ہوتی ہے ان چمکتی چیزوں دنیاوی محبوب کے پیچھے بھاگنا سراسر ذلالت ہے۔ ہر شخص نکاح وشادی کے بارے میں بے شمار مثالیں دے سکتا ہے کہ ایک خودمختار مرد اور خودمختار عورت جن پر کوئی جبر اور زبردستی نہیں آپس میں عاشق اور معشوق تھے پھر بھی شادی نہ کر سکے اس کی وجہ قسمت کا کھیل ہے اس لئے آپ کو بہت واقعات اور قصے معلوم ہوں گے کہ فلاں خودمختار عورت اور فلاں خودمختار مرد محبت کرتے ہوئے بھی نکاح نہ کر سکے تو پھر کہاں ہمارے معاشرے میں لاکھ بندشوں کے باوجود ہم دُنیاوی خود غرضی کے عشق ومحبت میں جشن مناتے رہیں.....؟

جنات کی حقیقت کیا ہے اور تسخیر کیوں؟

تسخیر جنات، دیو پری، ہمزاد اور ارواح کے شائقین کی ہر دور اور خطے میں کافی تعداد موجود رہی ہے عملیات اور روحانیت سے شغف رکھنے والے ہر مذہب کے افراد کی ذہنیت یہ ہوتی ہے کہ وہ تسخیر جنات اور روح وغیرہ کی حاضری کو روحانیت کی معراج سمجھتے ہیں اور وہ ہر عامل فقیر بزرگ ، پیر، مرشد اور ولی اللہ کو صرف اس نظر سے دیکھتے ہیں کہ ان کے پاس جنات ہیں تمام کام ان جنات اور تسخیر شدہ چیزوں سے لیتے ہیں عوام کی نظر میں تسخیر جن سب سے بڑی اور آخری کامیابی ہوتی ہے حالانکہ یہ صرف اور صرف لاعلمی ہے جبکہ اصل معاملہ اور حقیقت کچھ اور ہے تسخیر جن تو عام آدمی کے بس کی بات ہوتی ہے مختلف اقسام کے وظائف اور چلے ہوتے ہیں جو بھی کر لیا جائے کامیابی مل جاتی ہے اور جن مسخر ہو جاتا ہے مگر روحانیت صرف جن کے مسخر ہونے کا نام نہیں جب انسان علوم کو پڑھتا اور پرکھتا ہے تب اسے اپنی لاعلمی اور کوتاہ ذہن کا احساس ہو جاتا ہے روحانی علوم کے لئے ریاضت، تحقیق، تجربات اور مسلسل جستجو کی ہمہ وقت ضرورت رہتی ہے جفر، نجوم، اعداد، کیمیا، سیمیا، دست شناسی، عملیات، نقوش، وظائف، منتر اور ٹوٹکے وغیرہ جو کہ معروف علوم ہیں ان کی تفصیل میں جائیں تو پوری ایک دنیا ہے جبکہ روحانیت اللہ کا رستہ تصوف ، سلوک و مجاہدے کی راہ الگ ہے جس میں تمام عمر جہاد اکبر کرنا پڑتا ہے ہر موقع پر آزمائش، ہر گھڑی امتحان ہر لمحہ و لحظہ محبوب حقیقی کا دھیان اس میدان میں بھی جعلی نمود و نمائش، بلند و بانگ دعوے دار جھوٹے، دھوکے باز، بے نمازی، روزہ خور، قرآن و سنت کے بالکل برعکس دولت پرست پیر و فقیر اور ملنگوں نے روحانیت اور روحانی علوم کا مزاق اڑاتے ہوئے خلط ملط کر دیا ہے اتنے بہروپیے ہیں کہ عام آدمی اور ضعیف العقیدہ لوگ شرک و بدعات ہی کو روحانیت جان کر ان کی راہ اپنا لیتے ہیں اس طرح دھوکے باز لوگوں نے ایک مستحب کام کو انسان، مسلمان کیلئے مصیبت اور وجہ معصیت بنا لیا ہے اللہ جل جلالہ عوام اور مسلمان کی آنکھیں کھول دیں کہ مسلمان ہر

کام کو قرآن وسنت اور شریعت محمدی کی نظر سے دیکھے اور اسی کے ترازو میں ہر چیز کو تولے تا کہ یہ جاہل فقیر اور پیر اپنے کاروبار کا بازار گرم نہ رکھ سکیں بعض عاملوں یا فقیروں کے پاس حاضرات ہوتے ہیں جو ناخن، آئینہ، کاغذ، پردہ، سیاہی یا بند آنکھوں میں بچوں پر حاضرات کر کے لوگوں کے سوالوں کے جوابات چور یا چوری کے اشیاء معلوم کرنے کی یا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں عوام بچے پر حاضرات کے وقت کی باتیں سن کر سمجھتے ہیں کہ اس عامل، فقیر، بزرگ کے پاس جنات ہیں عاملین بھی جنات ہی کہہ کر جعلی کمال کا جال بچھاتے ہیں گو کہ حاضرات کمزور ترین قسم کے جنات ہوتے ہیں لیکن انہیں عام جنات کے برابر بھی طاقت وقوت حاصل نہیں ہوتی۔

جنات مخلوق الٰہی میں سے ایک مخلوق ہے ان کے اجسام بھی ذی روح عقل وشعور والے ہوتے ہیں مگر نظر سے مخفی ہوتے ہیں جن کے لفظی معنی بھی مخفی ہی کے ہیں انسان کی غالب تخلیق مادہ مٹی ہے جبکہ جنات کی غالب تخلیق آگ ہے ان میں بھی انسانوں کی طرح نر، مادہ، بچہ بوڑھا، جوان اور سلسلہ نسل چلتا ہے قرآن کریم میں جنات کے بعض شریر گروہوں کو شیاطین کہا گیا ہے ان کا وجود قرآن واحادیث سے ثابت ہے قرآن کریم میں سورہ جن خاص تصدیق ہے جنات کا انکار کفر ہے قوم جنات میں بھی مختلف، قوم، قبائل، زبانیں اور مذاہب ہیں کوئی مشرک، کوئی غیر ذالک، کوئی عیسائی، کوئی یہودی اور خوش نصیب مسلمان بھی ہوتے ہیں عملی طور پر ہر ایک کی راہ عمل جدا ہے اسلام سے قبل اکثر لوگ سفر کے دوران خطرناک علاقوں میں جنات کے نام کی پناہ لیتے کہ ان کی پناہ لینے سے ہم امن میں رہیں گے لہٰذا لوگ یہ دعا کرتے ﴿اَعُوْذُ بِعَظِیْمِ هٰذَا الْوَادِیْ مِنَ الْجِنِّ﴾ ”میں پناہ لیتا ہوں اس جنگل کے جنات کی سردار کی“۔

جنات میں بھی اختیار وحیثیت، قوت وطاقت اور مرتبے کے لحاظ سے درجے ہوتے ہیں کوئی عام تو کوئی خاص کوئی کمزور کوئی قوی، کوئی سردار، کوئی وزیر، کوئی گورنر تو کوئی بادشاہ عامل کی روحانیت وطاقت پر منحصر ہے یا عمل کی قوت پر کہ کس درجے کا جن مسخر کیا جاتا ہے حضرت شاہ ولی

اللہ کے بارے میں بیان ہے کہ انہوں نے مسجد میں تسخیر جن کا چلہ کیا تو جن نے حاضر ہو کر مسجد کی چٹائی میں حضرت کو گول لپیٹ دیا حضرت نے کہا کہ یہ کیا؟ جن نے کہا کہ کیا، تمہیں اس طرح رہنے میں زندگی پسند ہے تو فرمایا نہیں تو جن نے کہا ہم بھی مسخر ہونے کے بعد اسی کیفیت میں ہوتے ہیں تب جن کو آزاد کر دیا جن کی یہ بات بالکل صحیح ہے ایک تو یہ کام فطرت کے خلاف ہے دوم وہ مخفی چیز ظاہر کے تابع ہو جانا پھر ایک کی تخلیق آگ سے دوسرے کی مٹی سے جوڑی بھی نہیں بنتی عوام کا تسخیر جن میں دلچسپی کی وجہ مسخر کرنے کے بعد دنیاوی امور میں مدد لینا ہوتی ہے اگرچہ جنات دنیاوی معلومات ماضی اور کام کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں یہ بھی جن کی حیثیت طاقت اور قوت پر منحصر ہے اکثر کمزور غلط بیان اور جھوٹے جنات ہوتے ہیں ان سے خفیہ باتیں غیب کی خبریں لانے کی توقع اور عقیدہ رکھنا جہالت بلکہ سراسر شرک اور جہنم کی راہ ہے انسان اشرف المخلوقات ہے علم غیب سے بے خبر ہے تو جنات پر کیسے غیب کے علم لانے یا جاننے کا بھروسہ کیا جا سکتا ہے؟

البتہ بعثت محمدی سے قبل جنات کو کچھ آسمانی خبریں معلوم ہو جاتی تھیں جب حضور ﷺ پر وحی آنا شروع ہوئی تو وہ سلسلہ تقریباً بند ہو گیا اور جب جنات آسمان کی طرف غیب کی خبریں معلوم کرنے کے لئے جاتے تو بہت کثرت سے شہاب ثاقب کی مار پڑنے لگی جنوں کو خیال آیا کہ ضرور کوئی نیا واقعہ ہوا ہے جس کی وجہ سے آسمانی خبروں پر بہت سخت پہرے بٹھا دیئے گئے ہیں اس کی جستجو کے لئے جنوں کی مختلف گروہ مشرق و مغرب میں پھیل گئے ان میں ایک جماعت مقام نخلہ کی طرف سے گزری وہاں اس وقت حضور ﷺ چند صحابہ کرامؓ نماز فجر باجماعت ادا کر رہے تھے قرآن کی آواز انھیں بہت دلکش، عجیب، موثر معلوم ہوئی اور اس کی عظمت و ہیبت دلوں پر چھا گئی آپس میں کہنے لگے کہ چھپ رہو اور خاموشی کے ساتھ یہ کلام پاک سنو قرآن کریم نے ان کے دلوں میں گھر کر لیا وہ سمجھ گئے کہ یہی نئی چیز ہے جس نے جنوں کو آسمانی خبروں سے روکا ہے قرآن کی آواز پر

فریفتہ ہوکر سچے دل سے ایمان لے آئے پھر اپنی قوم سے جا کر سارا ماجرا بیان کیا کہ ہم نے ایک کلام سنا ہے جو اپنی فصاحت و بلاغت، حسن اسلوب، قوت تاثیر، شیریں بیانی اور علوم و مضامین کے اعتبار سے عجیب و غریب ہے معرفت ربانی اور رشد و فلاح کی طرف رہبری کرتا ہے طالب خیر کا ہاتھ پکڑ کر نیکی اور تقویٰ کی منزل پر پہنچا دیتا ہے اس لئے ہم سنتے ہی بلا توقف اس پر یقین لائے اور ہم کو کچھ شک و شبہ باقی نہیں رہا ایسا کلام اللہ کے سوا کسی کا نہیں ہوسکتا اب ہم اس کے تعلیم و ہدایت کے موافق عہد کرتے ہیں کہ آئندہ کسی چیز کو اللہ کے سوا شریک نہیں ٹھرائیں گے احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مرتبہ حضور ﷺ کو ان کے آنے جانے اور سننے سنانے کا علم نہ ہوسکا مفصل حال بعد میں وحی سے معلوم ہوا اس کے بعد بہت بڑی تعداد میں جن مسلمان ہوئے اور حضور ﷺ سے ملاقات کرنے اور دین سیکھنے کے لئے ان کے وفود حاضر خدمت ہوئے روایات حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ ﷺ جنات کو تبلیغ و دعوت کے لئے مکہ مکرمہ کے قریب جنگل میں جاتے اور قرآن سناتے۔

علامہ خفاجی فرماتے ہیں کہ احادیث معتبرہ سے ثابت ہے کہ جنات کے وفود نے چھ مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضری دی آج بھی جید علمائے دین بزرگان دین سے جنات دین سیکھنے کے لئے آتے ہیں۔

جنات کی عمریں بہت لمبی ہوتی ہیں آٹھ سو سال بارہ سو سال حتیٰ کہ آج بھی ان میں صحابی جنات موجود ہوسکتے ہیں ابن جوزی نے کتاب العفوہ میں اپنی سند کے ساتھ حضرت سہیل بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک مقام پر ایک بوڑھے جن کو دیکھا کہ بیت اللہ کیطرف نماز پڑھ رہا ہے اور اون کا جبہ پہنے ہوئے تھا جس پر بڑی رونق معلوم ہوتی تھی نماز سے فراغت کے بعد حضرت سہیل نے سلام کیا تو جن نے جواب دیا اور کہا کہ اس جبہ میں میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی اسی جبہ میں محمد ﷺ کی زیارت کی جب کوئی فرد عامل وغیرہ جن بذریعہ

وظیفہ یا عمل مسخر کر لیتا ہے تو اپنی روحانی قوت اور تقویٰ کی وجہ سے اس کی شر سے محفوظ رہتا ہے لیکن اس کے اولاد اور نسل سے بعد میں جنات بدلہ لیتے ہیں کیونکہ جنات کی عمریں انسانوں سے کئی گنا زیادہ ہوتی ہیں اس لئے اکثر عامل اور فقیر جنات کی مریض کے علاج سے کتراتے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک رات نبی اکرم ﷺ مسجد میں عبادت رب میں مشغول و محو تھے کہ ایک گستاخ جن نے آپ ﷺ پر ایک چھوٹا شعلہ آگ چھوڑا آپ ﷺ نے اسے فوراً پکڑ لیا اور ستون مسجد کے ساتھ باندھ دیا تا کہ صبح مدینہ کے بچوں سے اس گستاخ کی پٹائی کرا دے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے فوراً اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دُعا یاد آئی ''الٰہی مجھے ایسی بادشاہی نصیب فرما کہ میرے بعد پھر کسی کو نصیب نہ ہو'' تب آپ ﷺ نے جن کو آزاد کر دیا حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی ہیں انہیں جنات پریشان کرتے تھے جس کی شکایت انہوں نے دربار نبوی ﷺ میں کی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے تمام دنیا کے نیک و بد جنات کے نام ایک خط تحریر فرمایا اور انھیں حکم دیا کہ جس شخص کے پاس میرا یہ خط ہو اسے پریشان اور تنگ نہ کریں بلکہ اسے چھوڑ کر کفار و مشرکین کے پاس چلے جائیں۔

مکتوب نبوی ﷺ بنام جنات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھـذا کتاب من محمد رسول رب العالمین الی من طرق الدار من العمار و لـزوار السائحین الاطارقایطرق بغیر oیا رحمٰن oامـابعد فان لنا و لکم فی الحق سـعتـه فان تک عاشقا مو لعاًاوفاجراً مقتحماً او راعیاً حقاً مبطلاًھذا کتاب اللّٰه یـنـطـق عـلیـنـاو عـلیکم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعلمون اترکوا صاحب کتـابـی ھـذاوانـطـلـقـوا الٰی عبدۃ الاوثان والا صنام و الٰی من یزعم ان مع اللّٰهِ اِلٰهـاً آخَرَلَااِلٰهَ اِلَّا هُوَکُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّاوَ جْهَهٗ لَهُ الْحُکْمُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ تُقْلِبُوْنَ

حٰمٓ لَا تُنْصِرُوْنَ حٰمٓعٓسٓقٓ تفرق اعداءُ اللّٰہ و بلغت حجة اللّٰہ ولاحول ولاقوة الاباللّٰہ فسیکفیکھم اللّٰہ وھو السمیع العلیم o اس مکتوب مبارک کو اعراب دیکر جس شخص پر مکان یا دوکان میں جنات وآسیب کا اثر ہو وہ اپنے پاس رکھے یا مناسب جگہ آویزاں کرے انشاء اللہ ہر قسم کے اثرات سے محفوظ رہے گا اور جنات شخص یا مقام چھوڑ کر چلے جائیں گے اسے پڑھ کر دم بھی کر سکتے ہیں۔

جو کوئی شخص چاہے کہ جن مسخر کرے صوم وصلوٰۃ کا پابند بھی ہو وہ سورۃ جن سات سو بار پڑھے جن حاضر ہو جائیگا یہ لازم ہے کہ وہ تسخیرات کے علم سے واقف ہو لوازمات کا بندوبست اور جن کے حاضر ہونے پر اسکے ساتھ مکالمہ کر سکے۔

روح کی حقیقت کیا ہے انکار ممکن نہیں

لغات، محاروات حتیٰ کہ قرآن پاک میں بھی روح کا لفظ کئی معانی اور پہلوؤں سے استعمال ہوا ہے خالص معنی جو لفظی اعتبار سے عام طور پر سمجھا جاتا ہے وہ "جان" کے ہیں جس سے کسی بھی شے کا جاندار ہونا ثابت ہوتا ہو اور خاص کر زندگی اور موت کا رشتہ و ناطہ جس چیز سے بندھا ہوا ہے وہ روح کہلاتی ہے حالانکہ قرآن میں روح وحی کے لئے جبرئیل امین کے لئے روح الامین اور عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی روح اللہ مستعمل ہوا ہے لیکن عام معنوں میں روح جان کے زمرے میں آتی ہے روح مادہ کی طرح عام مخلوق سے نہیں جو توالد و تناسل سے وجود میں آتا ہو اس لئے کہ قرآن پاک میں آتا ہے "قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ" کہو روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حکم ہے یعنی روح کن سے ہے اس لئے اسے عام مادیات پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اور اسی لئے بے دین روح کے وجود سے انکاری ہیں۔

قرآن کی رو سے روح کو عام مادیات پر قیاس نہ کرنے سے شبہات رفع ہو گئے یہ حکم ربی کن سے پیدا ہونے والی چیز ہے اس لئے روح کی حقیقت کا سمجھنا علماء حکماء اور داناؤں کے لئے بھی آسان نہیں عام آدمی تو کجا اسی آیت میں آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" اور تم کو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے" (بنی اسرائیل رکوع ۱۰) روح سے متعلق ہمیں تھوڑا نہیں بلکہ بہت تھوڑا علم دیا گیا تو واقعی علماء حضرات کے لئے بھی روح کا سمجھنا آسان نہیں عقل فلسفہ اور شریعت کی رو سے اس پر بحث و تحقیق کرنا فضول اور لایعنی ہو سکتا ہے مگر ناجائز نہیں بعض متاخرین اور متقدمین نے اس پر کتب تک لکھ ڈالیں صوفیاء و اسلامی فلسفہ کے نزدیک روح جسم نہیں بلکہ جوہر مجرد ہے لیکن علمائے امت روح کو ایک جسم لطیف قرار دیتے ہیں ناچیز کی نظر میں بھی روح ہمزاد کے علاوہ ایک جسم لطیف ہے اس کی دلیل یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ سورۃ واقعہ رکوع تین میں فرماتے ہیں" سو جس وقت روح حلق تک آ پہنچتی ہے اور تم اس وقت تکا کرتے ہو اور ہم اس وقت اس مرنے والے

شخص کے تم سے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم سمجھتے نہیں ہو (فی الواقع) اگر تمہارے حساب کتاب ہونے والا نہیں تو تم اس روح کو پھر بدن کی طرف کیوں نہیں لوٹاتے ہو اگر تم سچے ہو" یہاں اللہ تعالیٰ کفار کی باطل پیروی کی طرف قرآن میں مخاطب ہیں ہمارا مقصد اول ذکر یعنی "سو جس وقت روح حلق تک آپہنچتی ہے" کثرت علماء اور صوفیاء کے نزدیک روح کی دو اقسام ہیں ایک کا تعلق سفلی سے ہے جو روح حیوانی کہلاتی ہے جبکہ دوسری کا تعلق علوی سے ہے روح حیوانی خلطوں کے بخارات کی مرکب ہے خلط چار ہیں خون بلغم صفراء سودا اور ان چاروں کی اصل مٹی پانی آگ ہوا ہے ان کے مزاج میں اختلاف اور اعتدال گرمی سردی تری اور خشکی کی کمی بیشی سے ہوتا ہے اور علم طب کی غرض و غایت اور بنیاد یہی ہے کہ ان چاروں خلطوں کا خصوصی لحاظ رکھے تا کہ روح حیوانی قائم رہے اور دوسری روح روح علوی یعنی انسانی روح اس پر سواری کر سکے جس کا تعلق فرشتوں کی اصل سے ہے اس روح کا آنا مسافر یا قیدی کی مانند ہے جس نے مدت قیام گزار کر جانا ہے کیونکہ روح نے اول دن انسان کے اندر داخل ہونے سے خوف گھبراہٹ اور معذرت ظاہر کی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ تمہیں اس اندھیرے گھر سے واپس نکالوں گا۔

روح حیوانی روح انسانی کی سواری ہے روح حیوانی روح انسانی کو علم ارواح سے کھینچ کر اپنی طرف مشغول رکھتی ہے حکم ربی سے یہ دونوں ایک ہو جاتے ہیں اسکا اول اثر تو دل پر پڑتا ہے جسے "زندگی" کہتے ہیں روح حیوانی روح انسانی کی روشنی کو لے کر تمام بدن میں پھیلا دیتی ہے بالکل جیسے کسی عمارت میں تمام کمروں کے بجلی کی تاروں میں کرنٹ دوڑتا ہے اور مین میٹر کے پاس ہر کمرے کا اپنا علیحدہ علیحدہ فیوز ہوتا ہے اگر کسی کمرے کا فیوز نکالا جائے تو وہ کمرہ تاریک ہو جائے گا تار اور وائرنگ سب کچھ موجود ہے لیکن کرنٹ نہیں تو کمرہ تاریک ہی رہے گا یا بالکل جیسے ایک بچے کے ہاتھ میں آئینہ ہو اور اس کا رخ آفتاب کی طرف کرے کروڑوں میل دور آفتاب آئینہ میں

آجاتا ہے گو آفتاب کا اپنے مقام پر ہی رہنا ثابت ہے لیکن آگ مٹی ہوا پانی سے بنے اس آئینہ نے اسکی روشنی اپنے اندر لانے میں مجبور کیا اب یہ بچہ اس آفتاب کی روشنی اور نور کو جہاں چاہے پھینک دیتا ہے اسے کھیل کود میں ضائع کرے یا اسے اندھیرے میں پھینک کر اپنا مقصد خاص (راہ آخرت) حاصل کرے۔اس آئینے کا سائز اور روشنی جتنی بھی بڑی اور تیز ہو اگر اس کا رخ واپس آسمان کی طرف کیا جائے تو آفتاب کی روشنی میں یہ روشنی غرق ہو جائے گی اور اس کی حیثیت بالکل صفر رہ جائے گی یہی حال بندے کا ہے وہ جتنا بھی عالی دماغ ہو جائے اور اس کی روح کامل وقابل تصرف بن جائے اگر وہ حکم ربی کی طرف بغاوت ومقابلہ کی نظر سے دیکھے گا تو اس کی حیثیت سوائے غرقابی شقاوت اور نیست ونابود کے اور کچھ بھی نہیں ہوگا یہ بچہ نادانی میں اس آئینہ سے کھیلتا رہتا ہے اس کو خبر نہیں کہ آفتاب نے ڈھل جانا ہے رات کی تاریکی نے گھیر لینا ہے اس سے مراد وہ روح انسانی کا واپس چلے جانا ہے زندگی میں جتنے حوادث اور عوارض آتے ہیں اسی آئینہ سے مثال لی جائے اس کا ٹوٹنا سیندور کا مٹ جانا آئینہ کا سیاہ پڑ جانا کبھی چھاؤں کبھی بادل کا آنا یہ سب مختلف الام ومصائب حیات پر قیاس کئے جائیں جو بندے کی زندگی میں پیش آتے ہیں روح انسانی امر ربی ہونے کی وجہ سے علوی تجلیات قبول کرنے کی بہت صلاحیت رکھتی ہے اس وجہ سے اولاً قلب پر پڑتی ہے اور اسلام کے ہاں قلب شہنشاہ جسم ہے روح حیوانی یعنی جسم کے اگر کسی جگہ یا عضو میں نقص پڑ جائے تو اس کا روح انسانی پر کوئی فرق نہیں پڑتا ہر انسان کا ذاتی تجربہ ومشاہدہ ہے کہ بچپن سے بڑھاپے تک اپنے اندر کی انسانی روح کو ایک ہی طرح پاتا ہے ظاہری طور پر قد بڑھ جاتا ہے آواز میں کرختگی آجاتی ہے مونچھیں اور جسمانی بال اضافی ہو جاتے ہیں مختلف خواہشات اور واقعات نے جنم لیئے لیکن روح کی عمر پر کوئی فرق نہیں پڑا بعض انسانوں کے اعضاء کٹ جاتے ہیں شل ہو جاتے ہیں فالج زدہ ہو جاتے ہیں مگر روح انسانی کو کچھ نہیں ہو تا صرف روح حیوانی کے خلطوں کے نظام میں خرابی کے باعث عضو ناکارہ ہو جاتا ہے جس کسی کا

کوئی عضو نہ ہو وہ پھر بھی اپنی روح کی آنکھوں سے اسے مکمل خیال کرتا ہے البتہ گناہ و نیکی سے روح پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ روح کی حقیقت کا ادراک ظاہری آنکھ سے مشکل ترین کام ہے کیونکہ یہ کن امر سے ہے بالکل جیسے تاروں میں جب کرنٹ چھوڑا جاتا ہے تو یہ بجلی کہلاتی ہے، مخلوق یا خلق تو اجسام کائنات ہوئے مادہ ہوا اور کن امر کرنٹ ہو جانا ہوا یعنی امر تدبیر و تصرف ہے اہل کشف کو روح کا اصل مقام عرش کے اوپر دکھائی دیتا ہے کیونکہ روح عرش سے زیادہ لطیف ہے کشف کی نظر میں پانچ مقامات پر روح محسوس کی جاتی ہے قلب سر خفی اخفیٰ روح یہ سب عالم امر کے لطائف میں سے ہیں اسی لیئے اکثر انبیاءؑ پر وحی نازل ہوئی کہ مخلوق کو میری جو صفت سمجھ میں نہ آسکتی ہو میری وہ صفت بیان مت کرو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے غیر آباد حصے میں چل رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں کھجور کی شاخ کی ایک چھڑی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر چند یہودیوں پر ہوا یہ لوگ آپس میں کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آرہے ہیں ان سے روح کے متعلق سوال کرو دوسروں نے منع کیا مگر سوال کرنے والوں نے سوال کر ہی ڈالا یہ سن کر آپ ﷺ لکڑی پر ٹیک لگا کر خاموش کھڑے ہوئے جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہونے والی ہے کچھ وقفہ بعد وحی نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات پڑھ کر سنائیں "اور یہ لوگ آپ ﷺ سے روح کو (امتحاناً) پوچھتے ہیں آپ ﷺ فرما دیجیے کہ روح میرے رب کے حکم سے بنی ہے اور تم کو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے" (بنی اسرئیل آیت ۸۵) ہر زمانے میں لوگوں کے دلوں میں روح سے متعلق سوال پیدا ہوتے ہیں اور یہ سوال روح انسانی سے متعلق ہوتے ہیں چاہے وہ زندہ یا مردہ انسانوں سے متعلق ہو مرنے کے بعد روحیں نہیں مرتیں کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں کہ ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے اس کا مطلب موت صرف نفس (روح حیوانی) کے لئے ہے مو

ت انسان کے لئے بالکل بادام کی مثل ہے جسے توڑنے کے بعد اصل مغز باہر آتا ہے اب اس کے چھلکے کو بادام نہیں کہیں گے حدیث شریف میں آتا ہے کہ موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے موت کے بعد روح کی سواری جسم یعنی روح حیوانی باقی نہیں رہتی جیسے کسی گھڑ سوار سے گھوڑا چین لیا جائے سواری باقی ہے مگر پیدل ہو گیا مرنے کے بعد روحیں کہاں جاتی ہیں؟ عذاب وثواب کس طرح ہوتا ہے اس کے لئے رب العزت نے مختلف درجات قائم کئے ہیں روحوں کی دو اقسام ہوتی ہیں اشقیاء روحیں اور سعداء روحیں، سعداء روحیں وہ ہوتی ہیں جو اللہ کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرتی ہیں جنھوں نے زندگی میں احکام الٰہیہ کو مقدم رکھا ان سے اللہ پاک نے قرآن پاک میں مختلف مقامات پر اجر عظیم اور بہشت کے درجات کا وعدہ فرمایا ہے جس میں صدیقین شہداء صالحین اور نیک مسلمان کے لئے اشارے ہیں اور اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے موت مومن کا تحفہ اور ہدیہ ہے اور اشقیاء روحوں کے لئے متعدد مقامات قرآن میں سخت ترین عذاب اور گرفت کے تذکرے ہیں جیسے بدر کے کفار جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کیا تو انھیں نام لے کر پکارا اور فرمایا کہ میرے اللہ نے میرے دشمنوں کے بارے میں جو کچھ فرمایا وہ تو اس نے سچ کر دکھایا اللہ نے تم سے عذاب کے جو وعدے کئے تھے ان سے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ لوگوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا یہ لوگ تو مردہ ہیں اور آپ ﷺ ان سے گفتگو فرما رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کبریا کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ یہ لوگ میری بات کو تم سے زیادہ بہتر طریق سے سنتے ہیں البتہ جواب سے عاجز ہیں۔

مرنے کے بعد روح حیوانی روح انسانی کو اپنے طرف مشغول نہیں رکھتی جیسے آئینہ کے پیچھے لگا سیندور بار بار استعمال یا رگڑ لگنے سے سیندور زائل ہو جاتا ہے اور آئینہ صرف شیشہ ہو کر رہ جاتا ہے یا جیسے عمارت کے کمروں میں کسی کمرہ کے تاروں میں خرابی واقع ہو جائے یا شارٹ ہو جائے اب

لاکھ کرنٹ چھوڑیں فیوز لگائیں ان تاروں میں کرنٹ کا آنا ناممکن ہوگا مرنے کے بعد روح کا تعلق جسم سے رہتا ہے ثواب وعذاب کا تعلق دونوں سے ہوتا ہے جیسے کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں روح جسم سے جھگڑا کرے گی اور کہے گی کہ تو نے سب کچھ کیا ہے اور جسم کہے گا کہ تو نے حکم دیا تو نے جس چیز کو اچھا بنا کر دکھایا میں نے کیا اس لڑائی کے فیصلے کے لئے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجے گا جو کہے گا کہ تم دونوں کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایک اپاہج نے اندھے کو کہا میں نے ایک پھل دیکھا مگر وہاں تک نہیں پہنچ سکا پھر اندھے نے کہا کہ میرے اوپر سوار ہو جا اور پھل توڑ لے! چنانچہ اپاہج اندھے پر سوار ہو گیا اور پھل توڑ لیا یہ مثال دے کر فرشتہ کہے گا کہ بتاؤ ان دونوں آدمیوں میں کون شخص حد سے تجاوز کرنے والا ہے؟ روح وجسم کہیں گے کہ دونوں ہی برابر ہیں اس پر فرشتہ کہے گا کہ تم دونوں نے اپنے جانوں کو حکم دیا اور جسم روح کے لئے مثل سواری ہے اور روح اس پر سوار ہے مرنے کے بعد ارواح جسم سے نکل کر مرتبہ کے لحاظ سے مختلف مقامات پر رہتی ہیں مسلمانوں نیکوکاروں، بزرگ اولیاء اللہ انبیاء کی روحیں زمین وآسمان کے مابین پہلے آسمان دوسرے آسمان اور ساتویں آسمان تک عرش کے نیچے قندیلوں میں بعض کے جنت کے درختوں پر اور بعض اعلیٰ علیین میں رہتے ہیں ان کا واسطہ وتعلق جسم سے رہتا ہے بدن سے جدا ہو کر جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں جسم سے متعلق رہتی ہیں حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب فرشتے مومن کی روح کو لے کر ان مومنین ارواح کے پاس لے جاتے ہیں جو پہلے سے جا چکے ہیں تو ارواح اس کے پہنچنے پر ایسی خوش ہو جاتی ہیں کہ اس دنیا میں تم بھی اپنے کسی غائب کے آنے پر اتنا خوش نہیں ہوتے پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ فلاں کا کیا حال ہے فلاں کا کیا حال ہے؟ وہ سب کا حال بتاتا ہے پھر وہ کسی ایسے شخص کے بارے میں کہتا ہے جو اس سے پہلے مر چکا تھا کہ وہ تو مر گیا کیا تمہارے پاس نہیں آیا یہ سن کر وہ کہتے ہیں کہ جب وہ دنیا سے آ گیا اور ہمارے پاس نہیں آیا تو ضرور اس کو دوزخ پہنچا دیا گیا ہے اس پر دلیل حدیث ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا اور بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے گنہگار سزا و عذاب کے مستحقین اور کفار و مشرکین کی روحیں پہلی زمین سے ساتویں زمین سجین تک مقید رہتی ہیں کہیں جا آنہیں سکتیں اور حدیث میں آتا ہے کہ جو مومن نہیں اسے مردوں سے باتوں کی اجازت نہیں دی جاتی۔

اب آتے ہیں اہل یورپ کے نظریئے اور روحانیت کی طرف جنھوں نے ایک علم ایجاد کیا ہے جسے Spiritualism کا نام دیا گیا ہے یعنی روحانیت جس کے ذریعے وہ ارواح سے باتیں کرتے ہیں یہ بات آج یورپ کے ہر روحانی عالم و عامل کے لئے عام ہے کہ وہ اس علم کے ذریعے لوگوں کی ارواح کو حاضر کرتے ہیں اکثر مرے ہوئے لوگوں کی ارواح حاضر کی جاتی ہیں اور بعض زندہ لوگوں کی ارواح کو بھی حاضر کرتے ہیں یہ ارواح وہ اپنی کلینکوں کمروں اور مخصوص روحانی دفاتر پر حاضر کرتے ہیں بعض اوقات کسی کو معمول بنا کر ان پر بھی حاضری روح کا عمل کرتے ہیں روح کے لئے موسیقی اور ساز بھی استعمال کرتے ہیں حاضری روح پر یہ روح معمول کے منہ سے بولتی ہے جیسے ہمارے معاشرے میں بعض لوگوں کو جنات و آسیب پکڑ لیتے ہیں تو ان سے لوگ مختلف سوالات کرتے ہیں جن میں گمشدہ اشیاء جادو یا سحر کرنے والے کا نام دشمن اور امراض کے علاج اور دوا یا غائب کا حال پوچھتے ہیں۔

میں یہ بات وثوق ثبوت دعوے سے لکھتا ہوں کہ میں ان طریقوں کو ارواح کی حاضری نہیں سمجھتا ان سفلی طریقوں سے حاضری نہیں ہوتی بلکہ ارواح کا بہت قلیل علم صرف چند لوگوں کو اور وہ بھی مسلمان کو دیا گیا ہے اہل یورپ کا ارواح حاضر کرنا اور انہیں روح کہنا اور تصور کرنا اہل یورپ کی نادانی اور کم علمی ہے گزشتہ سطور میں حدیث سے ثابت ہے کہ جو مومن نہیں ہوتا اسے مردوں سے بات کی اجازت نہیں دی جاتی اور دوم یہ کہ کفار کی روحیں پہلی زمین سے ساتویں زمین تک مقید رہتی ہیں کہیں جا آنہیں سکتیں؟

اہل یورپ جس چیز کو روح کہتے ہیں یہ روح نہیں بلکہ یہ شیطان جن یا انسان کا ہمزاد ہوتا ہے یہ دونوں چیزیں سفلی اور شریر ہیں سفلی اور شریر طریقوں سے حاضر بھی ہوتی ہیں ان دونوں کا ہونا حدیث پاک سے ثابت ہیں حدیث میں آیا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ اس کا ہمزاد پیدا ہوتا ہے ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ ہر انسان کے ساتھ پیدائش کے وقت ایک شیطان جن پیدا ہوتا ہے اور وہ اس کا ایک لطیف جسم ہوتا ہے صحابہ کرامؓ نے آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ کے ساتھ وہ شیطان یا جن پیدا ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میرے ساتھ بھی ایک شیطان جن پیدا ہوا ہے لیکن میرا شیطان جن مسلمان ہو گیا ہے۔

انسان کو اشرف المخلوقات اس لئے نہیں کہا گیا ہے کہ وہ خوراک سیر ہو کر کھاتا ہے اور حیوان کی طرح صرف بچے پیدا کرتا ہے بلکہ وہ بے شمار قوتوں کا منبع اور علوم کا حریص ہے ایک انسان کے اندر روح، روح حیوانی نفس ہمزاد شیطان جن بے شمار کارخانے اور لطائف کے ٹھکانے ہیں جو انسان ان قوتوں سے بے خبر ہے وہ مادہ پرست ہو جاتا ہے جو ان سے باخبر ہے وہ روحیت پسند ہو جاتا ہے بعض انسانوں کے شیطان جن یا ہمزاد مرنے کے بعد کسی صدمہ حادثہ سانحہ کی وجہ سے بیقرار اور آوارہ رہ جاتے ہیں تب عام عامل اور یورپ کے عامل سفلی عملیات کے ذریعے ان کو حاضر کر دیتے ہیں یہ شیطان جن اور ہمزاد زندگی میں بھی مسخر ہو سکتے ہیں یہ جن اور ہمزاد خود کہتے ہیں کہ ہم فلاں کی روح ہیں یا فلاں کی تب یہ نادان سفلی ڈاکٹر وغیرہ ان شریروں کی باتوں پر یقین کر لیتے ہیں کہ واقعی فلاں کی روح ہے ہمارے مغربی تقلید پسند حضرات نے بھی جو پہلے روح کے منکر تھے اب یورپ کا Spirtualism دیکھ کر پڑھ کر روح کے عقیدے پر اپنی مہریں شرمندگی سے ثبت کر لیں حالانکہ اب بھی پورا یورپ تا حال روح کی حقیقت کو نہیں جانتا یورپ کے ماہرین جب ان حاضر ارواح سے سوالات پوچھتے ہیں تو ان کے جوابات میں نوے فیصد جھوٹ ہوتا ہے جبکہ روح قطعاً جھوٹ نہیں بولتی کیونکہ روح تمام حقائق اور رب العزت کے وعدوں سے باخبر ہوتی

ہے روح کو یورپ نے تسلیم کرلیا جبکہ لادین جہالت گمراہی اور دنیاوی مادہ کی چند کتابیں پڑھنے والے اور صرف غیر اللہ کا تعلیم حاصل کرنے والے احمقوں کے سردار آج بھی دنیا میں کثرت سے پیدا ہو رہے ہیں جو روح کے منکر ہیں روحانیت میں جس روح کی جتنی استعداد ہوگی اتنی ہی بلند ہوگی مسلمانوں میں خاص کر علماء وصوفیا کے ہاں ارواح سے باتیں کرنا عام بات ہے مگر اسے ظاہر کرنے والے خال خال پائے جائیں گے۔

آج اگر خلجی ہزار دلیل کے ساتھ یہ انکار کرے کہ میں کرنٹ کو نہیں مانتا میں اس کا منکر ہوں تو ساری دنیا ہنسے گی کہ دیکھو نادان کرنٹ کا منکر ہے تو اور کیا جانتا ہوگا؟ جبکہ میں کیا ساری دنیا نے آج تک کرنٹ کو دیکھا نہیں تو مانوں کیسے؟ البتہ کرنٹ محسوس کیا ہے فوائد دنیا لے رہی ہے بلکہ کرنٹ سے دنیا چل رہی ہے میں کرنٹ کو نہیں مانتا احمق روح کو نہیں مانتا؟ ریموٹ کنٹرول (خودکار نظام) کو نہیں مانتا جس سے میڈیا جہاز گاڑیاں اور روبوٹ کمپیوٹر چلتے ہیں چونکہ میں نے کوئی رابطہ شعاع یا لیزر کو دیکھا نہیں جو انھیں کنٹرول کرتے ہیں پھر میں کیسے ریموٹ کنٹرول کا اقرار کروں؟ اگر میں مزید دعویٰ کروں (نعوذ باللہ) کہ میں موت کو نہیں مانتا تو میڈیکل سائنس کے ماہرین جنہوں نے جیناتی کوڈ بھی ایجاد کرلیا ہے مجھ پر یہ لیبل لگا دیں گے کہ پاگل ہے جبکہ میرا جواب و دلیل ہے کہ میں نے ذاتی طور پر موت نہیں دیکھی محسوس کی تو کیسے مانوں؟ ایک انسان صحیح سالم پڑا ہے وہی دل و دماغ ہاتھ پاؤں خون وصفراء بلغم سودا بلکہ وہ کون سا عضو انسان ہے جس کی پیوند کاری یا تبدیلی نہیں ہوسکتی پھر (نعوذ باللہ) موت کو کیسے مانوں؟ جو لوگ سائنس منطق فلسفہ ظاہری چیزیں کرنٹ ریموٹ کنٹرول موت کو ثابت نہ کرسکے وہ روح کے بارے میں سوال کا حق نہیں رکھتے پہلے ظاہری چیزوں کو ثابت کریں پھر روح کا سوال اٹھائیں جس کا جواب اوپر کے تینوں مثالی انکار میں موجود ہے اگر آپ روح کے متعلق اب بھی حیران ہیں تو جا کر ایسے لوگوں سے ملیئے جو جنگ جہاد ٹریفک حادثہ سخت بیماری حملہ وغیرہ میں بال بال موت سے بچ گئے ہیں جو موت کی آغوش سے واپس لوٹے ہوں یہ سب آپ کو کہیں گے کہ میں نے اپنا جسم خاکی زمین پر پڑے دیکھا اور میں (روح) چند فٹ یا گز اوپر پرواز کر گیا جبکہ جسم خاکی آپریشن تھیٹر کے اسٹریچر یا سڑک یا میدان پر پڑا رہا اور میں (روح) پھر ایک دم جسم خاکی میں آ گیا۔

موت کی موت اور قیامت کی حقیقت

موت وہ یقینی چیز ہے جس سے کوئی انسان محفوظ نہیں اور کسی مذہب کو انکار نہیں کوئی نسل کوئی طبقہ کوئی قوم موت کے غم سے آزاد نہیں یہ بندوں کا معبود پر قرض ہے 26 جون 2000ء جدید میڈیکل ریسرچ کی تاریخ کا یادگار دن تھا جس دن نیشنل ہیومن جینوم ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے سر براہ ڈاکٹر فرانس کولنز نے کہا "آج ہم نے کتاب زندگی کے تمام اسرار و رموز جان لیئے ہیں" 18 ملکوں کے سائنسدانوں نے دس برس تک لاکھوں ڈالر خرچ کیئے سخت محنت جدو جہد تلاش، جستجو اور تحقیق کے بعد انسانی زندگی کا (بلیو پرنٹ) تیار کر کے جدید میڈیکل سائنس کو ایسی کلید فراہم کر دی جو لا علاج مہلک امراض کا علاج کر سکے گی یعنی ان سائنس دانوں نے وقت پیسہ نیند اور دماغ صرف کر کے یہ دریافت کر لیا کہ دنیا میں کوئی بیماری لا علاج نہیں ان سائنسدانوں نے لاکھوں ڈالر خرچ کیئے اور دس سال صرف کیئے اور انتہائی جدو جہد کی انہوں نے ساڑھے چودہ سو سال پہلے حضرت محمد ﷺ کے ایک فرمان کو ڈھونڈ نکالا یعنی "مامن داء الاله دواء" "کوئی ایسا مرض نہیں جس کی دوا اللہ تعالیٰ نے پیدا نہ کی ہو" حالانکہ یہ حدیث تو احادیث کی کتابوں میں بغیر الجھن، جدو جہد، بغیر خرچہ، بغیر مصرف اور ایک دن ضائع کیئے بغیر مل سکتی تھی چہ جائیکہ 18 ممالک کے اعلیٰ تعلیم یافتہ سائنسدانوں نے اتنا وقت اور رقم ضائع کی اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ (Human Genome Project) والوں نے ایجاد میں نہیں بلکہ لہو لعب اور بے معنی قیاسات پر وقت ڈالرز اور نیندیں خراب کر کے صرف احادیث میں سے ایک حدیث نقل کر لی اور حدیث پر برطانوی وزیر اعظم اور امریکی صدر نے فخر کے انداز میں سینے تان کر دنیا کو زندگی کے اسرار و رموز کے جان لینے کی خوشخبری سنائی اب جنیائی کوڈ (DNA) کی احمقانہ دریافت اور دعوے کے بعد غرور اور خام خیالی میں یہ سائنسدان کہتے ہیں کہ اب انسانی زندگی کو ہم بڑھا کر سینکڑوں برس کر دیں گے اور آہستہ آہستہ چل کر موت کو موت دیں گے یعنی موت کو ختم

کردیں گے سینکڑوں برس زندگی سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی افراد کی عمریں ہو جائیں گی مگر یہ تو ہمارے لیے پرانی بات ہے اور قصہ پارینہ بن چکا ہے اب بھی بشرطیکہ یہ دعوے دار دکھا سکیں؟ بلکہ ہم اس سے بھی بڑھ کی ہزاروں سال کی عمر کے افراد کو جانتے ہیں جن کے نام اصحاب کہف ہیں جن کی تفصیل سورہ کہف قرآن میں موجود اور ثبوت ہیں ان ٹھیکیداروں کی یہ با ت کہ آپ موت کو شکست دیں گے تو سینکڑوں برس کھربوں ڈالر بے شمار زندگیاں تباہ اور ضائع کرنے کے بعد آپ اس آیت پر پہنچیں گے "كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ" "ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے حدیث "لکل داء دواء الاالموت" "ہر مرض کی دوا ہے سوائے موت کی" وہ احمق جو بصیرت سے محروم ہیں وہ عام باتوں میں سائنس وفلسفہ کا نام رکھ کر مکڑی کی طرح اپنے پیٹ سے لعاب نکال کر جال بناتے ہیں اس جال میں شکار پھنساتے ہیں اور ان کے شکار بھی مکھی اور گندی چیزیں ہی ہوتی ہیں یہی حال دنیاوی زندگی میں اپنی پیٹ سے باتیں نکالنے والوں کا ہے ظاہری زندگی دیکھ کر اخروی زندگی اور قیامت کے بعد والی زندگی کے بارے میں حیران اور شک وشبہ کے شکار ہیں دنیا کی رنگینی اور دھوکہ ان پر غالب ہوتا ہے نفس ان کا خدا ہوتا ہے اس لئے آخرت کا انکار پسند کرتے ہیں دوزخ کو محض ڈرانے کا واسطہ اور جنت کو خوش فہمی سمجھتے ہیں اس لئے اللہ سورہ انفال میں فرماتے ہے "بے شک بدترین خلائق اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہے جو بہرے ہیں گھونگے ہیں جو ذرا نہیں سمجھتے ہیں اور اگر اللہ ان میں کوئی خوبی دیکھتے تو ان کو سننے کی تو فیق دیتے اور اگر سنا دیں تو ضرور روگردانی کریں گے" ان منکرین غافل لوگوں کا خیال ہے کہ موت صرف ہمیں آئے گی یہ دنیا اور رنگینیاں باقی رہیں گی لہذا نفس کو مادہ سے مطمئن کرو اور بے چارہ آخری دم تک مطمئن بھی نہیں ہو پاتا انہیں کون بتائے کہ دنیا دھوکہ ہے چند روز بہار ہے ہر کسی نے اپنا عرصہ گذار کر جانا ہے اور دنیا نے بھی مرنا ہے

ضعیف العقیدہ لوگوں کے ذہن خاص کر کفار کی باتوں میں یہ بات عام ہے کہ قیامت کب

نازل ہوگی اس بارے میں اللہ فرماتے ہیں "یہ لوگ آپ ﷺ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا آپ فرمادیجئے کہ اس کا علم صرف میرے رب کے پاس ہے (سورہ اعراف) دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں "وہ تم پر اچانک آپڑے گی "انسان کی اجل (موت) جب انسان نہیں جانتا کہ موت کب آئے گی تو دنیا کی اجل (موت) قیامت جو کہ بہت بھاری دن ہوگا جس کا علم بھی بہت بھاری ہے پھر کیسے کسی کو معلوم ہوسکتا ہے کہ قیامت کب ہوگی اس کا علم علام الغیوب کے سوا کسی کو نہیں ہوسکتا قرآن میں آتا ہے کہ یہ اچانک نازل ہوگی جیسے آنکھ جھپکنا ہم بطور مسلمان اندازہ لگاتے ہیں کہ پیغمبر رسول ﷺ کو تقریباً ساڑھے چودہ سو سال ہو گئے اتنا عرصہ اور اب تک قیامت نہیں آئی ؟اب اگر قدرت الٰہی کے حساب سے دیکھا جائے تو رب العالمین کا ایک دن ہمارے پچاس ہزار سال کے برابر ہے اس حساب اور کلیہ سے تو زمانہ محمدی ﷺ سے آج تک اللہ کی نظر میں ایک دن کے کتنے دقیقے گذر چکے ہیں اور قرآن میں اللہ نے زندگی کو چند روزہ ارشاد فرمایا ہے اب حساب لگایا جائے ؟احادیث میں قیامت کی جتنی نشانیاں بتائی گئی ہیں وہ تقریباً من وعن پوری ہو رہی ہیں صرف چند ایک باقی ہیں جن میں سرخ آندھی اور پتھروں کی بارش نمایاں ہیں جبکہ قرآن پاک میں قرب قیامت کی جو نشانی بتائی گئی ہے وہ اہم اور باقی ہے "اور جب وعدہ (قیامت) ان پر پورا ہونے کو ہوگا تو ہم ان کے لیے (عجیب) جانور نکالیں گے کہ وہ اس سے باتیں کرے گا کہ (کافر) لوگ ہماری (اللہ تعالیٰ) کی آیتوں پر یقین نہ لاتے تھے (سورہ النمل) آنکھیں کھلی ہوں تو ہر روز روز محشر ہے اور جس دن انسان مرجاتا ہے کہ وہ دن اس کے لئے قیامت ہی ہے قیامت کا سوال اور انتظار غفلت کے سوا کچھ نہیں اصل کام اور سوال تیاری آخرت ہے منکرین کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں جو گمراہی کرتے ہیں تو ہم اور بھی دنیاوی طور پر خوش حال ہوتے ہیں ہم پر عذاب کیوں نازل نہیں ہوتا ؟اس کا جواب قرآن مجید یوں دیتا ہے "قیامت کا وعدہ نہ ہوتا تو دنیا میں عذاب نازل ہوتا" (سورہ حم سجدہ) اس کے

علاوہ کفار کے اعمال کا بدلہ اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں دے دیتا ہے تا کہ وہ آخرت میں بدلہ نا مانگیں اسی لیئے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کا ارشاد ہے کہ "دنیا کافر کے لیئے جنت اور مومن کے لئے قید خانہ ہے "جبکہ آخرت میں معاملہ اس حدیث کے برعکس ہوگا اور قیامت کے دن مومن کیلئے کوئی غم واندیشہ نہ ہوگا یہ وعدہ آج کے کسی مسلمان کا نہیں بلکہ اس کے خالق کا ہے جو اپنے وعدے کیخلاف نہیں کرتا ہے جس طبقہ، گروہ اور کفار کا یہ نظریہ ہے کہ انسان ایک فصل ہے پیدا ہو کر کاٹ کھا کر ختم ہو جاتا ہے آئندہ کوئی قیامت نہیں کوئی جینا نہیں جینا صرف یہی ہے جو اس دنیا میں جینا ہے ہم ان لوگوں کے ساتھ ایمان بالغیب، قدرتوں، روحانی عذاب، قبر و یقین کی بات نہیں کریں گے بلکہ ہم آپ ہی کی مثال میں بات سمجھانے کی توفیق رکھتے ہیں انسان اگر فصل ہے تو آپ کو فصل یعنی اناج (غذا) کے بارے میں مکمل آگاہی بھی تو ہوگی کہ سائنس ہی کہتی ہے کہ غذائی چکر گول ہوتا ہے ہم اناج کاٹ کر کھاتے ہیں اور پھر فضلے کی صورت میں خارج کر دیتے ہیں یہ فضلے واپس زمین کو مل جاتے ہیں اور زمین دوبارہ آب و تاب کیساتھ نئی فصل ہمارے کھانے کے لئے تیار کر لیتی ہے پانی کو لیجئے ہم استعمال کر کے نوش کر کے پسینے اور پیشاب کی صورت میں خارج کر دیتے ہیں زمین اسے جذب کر کے صاف و پاک کر کے دوبارہ برائے استعمال نکال دیتی ہے تو پھر جب انسان مشت خاک ہے یعنی مٹی زمین سے (پیدا) ہوا جب مر جاتا ہے تو لازمایقیناً گول چکر کے زمرے میں آ کر انسان نے بھی واپس پھر زمین سے اٹھنا ہے کیونکہ مادہ کو دنیا میں سے ختم نہیں کیا جا سکتا شکل بدل جاتی ہے اور پھر واپس اول شکل میں آنا کوئی غیر معمولی بات یا امر نہیں لوہے یا کسی بھی دھات کو لیجئے کسی کارخانہ میں اس سے جو بھی مصنوعات بنتی ہیں ہم ان کو استعمال کر کے پرانا اور کباڑ کر کے پھینک دیتے ہیں انبار، کچرہ دانوں، نالیوں اور کباڑ خانوں سے نکل کر یہ دوبارہ کار خانے تک پہنچ جاتے ہیں اور پھر کارخانے سے دوبارہ پہلی والی شکل و چمک میں یہ مصنوعات انسان اور مشینیں تیار کر لیتے ہیں پھر وہ کونسی قوت یا خلل یا جرات ہوگی جو ہمیں دوبارہ زندہ ہوتے

سے روکے گی؟ تاریخ گواہ ہے کہ بعض انبیاء کے زمانے میں بعض مردے زندہ کئے گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مقتول کو زندہ کیا گیا جس سے قاتل کا نام پوچھا گیا اور مقتول نے بتا دیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرنے کے معجزے کیلئے خاص تھے حتیٰ کہ جہاد سے واپسی پر حضرت ابو بکر صدیقؓ سے شہر کے دروازے پر ایک زاروقطار روتی ہوئی بیوہ جس کو غازیوں نے ان کے بیٹے کی شہید ہونے کی خبر دی تھی (جو واقعی شہید بھی ہوا تھا) نے اپنے بیٹے کا حال پوچھا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جواب دیا کہ تمھارا بیٹا پیچھے ہے آرہا ہے صحابہ نے دیکھا کہ واقعی بیوہ کا لخت جگر چلا آرہا ہے اللہ جل جلالہ نے پیغمبر آخر الزماں ﷺ سے فرمایا کہ " صدیقؓ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا میں کیسے اسے جھوٹا کرتا" ان انبیاء، صحابہ کرامؓ، بندوں کے عمل سے جب کوئی مردہ زندہ ہوسکتا ہے تو ان کے رب مختار کل کائنات کے مالک کیلئے یہ کام کیا حیثیت رکھتا ہے؟'' کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اول بار پیدا کرتا ہے (عدم محض سے وجود میں لاتا ہے) پھر وہی دوبارہ اس کو پیدا کرے گا یہ اللہ کے نزدیک بہت ہی آسان بات ہے آپ ﷺ (ان لوگوں سے) کہیئے کہ تم لوگ ملک میں چلو پھرو اور دیکھو کہ اللہ نے مخلوق کو کس طور پر اول بار پیدا کیا ہے پھر اللہ پچھلی بار بھی پیدا کرے گا۔۔۔۔اور تم نہ زمین میں (چھپ کر) (خدا کو) ہرا سکتے ہو اور نہ آسمان میں (اڑ کر)'' (سورہ عنکبوت رکوع ۲) زمین میں چھپنے سے مراد خندقیں، سرنگیں، سمندروں میں آج کل شہر آباد کرنے غیر مسلم ممالک کے زیر زمین ریلوے نظام اور انتظامات سے ہیں بلکہ مستقبل میں زمین میں مزید جانے کے جو طریقے ہوں گے وہ تمام اس آیت مبارکہ کی طرف خاص ہوں گے اور آسمان میں اڑنے سے مراد، چاند، مریخ، دیگر سیاروں، ستاروں ، کہکشاؤں اور نامعلوم پروازیں ہی نہیں خلائی اڈے ایلین کی اڑن طشتریاں جسے دنیا کے سائنسدان اپنے سے کئی گنا زیادہ ترقی یافتہ اور طاقتور گردانتے ہیں بلکہ اس اُڑنے اڑانے میں آئندہ جو بھی ترقی ہوگی یہ آیت اسی طرف خاص شمار ہے جوں جوں سائنس ترقی کرے گی اسلامی

عقیدوں اور صداقتوں پر یقین ترقی کرے گا مگر افسوس کہ ایمان بالغیب ہو تو کیا بات دیدہ سودا تو ہر کوئی کرتا ہے مگر یقین اور غیب کا سودا دانا و بصیرت والے کرتے ہیں۔

نیشنل ہیومن جینوم ریسرچ انسٹی ٹیوٹ والے اپنی مستقبل کے بک اور خفیہ ڈائری میں یقین کیساتھ یہ نوٹ کرلیں کہ موت کو موت اس دن ہوگی جس دن جنت اور دوزخ کے درمیان اللہ تعالیٰ موت کو دنبے کی شکل میں ذبح کر کے اعلان فرمائیں گے کہ اب نہ جنت والوں کو کبھی موت آئے گی اور نہ ہی دوزخ والوں کو۔

زندگی نام رکھ دیا کس نے
موت کا انتظار ہے دنیا
زندگی کو سنبھال کر رکھیے
زندگی موت کی امانت ہے

قبر اور عذاب

کمزوری ایمان حب دنیا یا معصیت کہیے کہ فی زمانہ شاذ و نادر دل و جان اور ایمان کے ساتھ تیاری آخرت و قبر کی جاتی ہے موت کو یقینی جانتے ہیں کیونکہ اپنی زندگی ہی میں سینکڑوں لوگوں کو خود زیر خاک کر دیتے ہیں لیکن اکثر آخرت و برزخ کے معاملات میں تردد کے شکار ہیں موت سے قیامت تک کا زمانہ برزخ کہلاتا ہے برزخ کے معنی پردہ یا آڑ کے ہیں اور خاص کر دو متضاد چیزوں کے درمیان کی چیز کو برزخ کہتے ہیں۔

دنیا کی الٹ آخرت ہے دونوں کے درمیان کی چیز برزخ ہے جو مر گیا وہ برزخ میں داخل ہو گیا ضروری نہیں کہ اسے مسلمانوں کی طرح دفن کیا جائے تب وہ مردہ برزخ میں شمار ہو گا بلکہ اسے جلایا جائے پانی میں پھینکا جائے یا جو بھی کیا جائے عالم برزخ کا شمار موت کی گھڑی کے ساتھ ہی شروع ہو گا اسے پانی میں بہا دیا جائے ہوا میں اُڑا دیا جائے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے جانوروں کے حوالے کیا جائے ثواب و عذاب کا تعلق جسم و روح دونوں سے ہے جو جہاں مرا، سڑا ، گرا، گم ہوا، ڈوبا، اُڑا، ہڑپ ہوا اس کے لئے وہی قبر ہے۔ ''آدمی کیا ہے پانی کا بلبلا ہے''

قبر کی راحت و عذاب اور پھر قبر سے اٹھنے کے بارے میں جو مذاہب اور لادین تردد کے شکار ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک وہ کسی چیز کو اپنی آنکھوں سے دیکھ نہ لیں محسوس نہ کریں تب تک منکر رہتے ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ کے بھی منکر ہیں اور بعض لوگوں کی وجہ غفلت دنیا سے محبت اور دنیا کی رنگینی ہے اور اُمیدوں کو بلند و بالا مضبوط حقیقت تصور کیے ہوئے اس طرف توجہ ہی نہیں دیتے حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت کو پیدا کیا تو فرشتوں نے عرض کیا کہ یہ تمام نسل آدمؑ زمین میں سما نہ سکے گی فرمایا میں موت کو پیدا کروں گا فرشتوں نے عرض کیا موت کو پیدا کیا گیا تو ان کی زندگی خوشگوار نہ رہے گی ارشاد ہوا میں اُمید کو پیدا کروں گا اسی اُمید کو لیئے آج مسلمان بھی قبر و آخرت کی فکر کو پس پشت ڈال چکے ہیں حالانکہ

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سمجھدار سب سے زیادہ محتاط آدمی کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص موت کو کثرت سے یاد رکھتا ہو اور موت کے لئے ہر وقت تیاری میں مشغول رہتا ہو۔ یہی لوگ ہیں جو دنیا کی شرافت اور آخرت کا اکرام حاصل کرنے والے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قبر پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں وہ نہایت فصیح اور صاف آواز کے ساتھ یہ اعلان نہیں کرتی کہ اے آدم کے بیٹے تو مجھے بھول گیا میں تنہائی کا گھر ہوں اجنبیت کا گھر ہوں میں وحشت کا گھر ہوں میں کیڑوں کا گھر ہوں میں نہایت تنگی کا گھر ہوں مگر اس شخص کے لئے نہیں جس پر اللہ تعالیٰ مجھے وسیع بنادے۔

حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا حضور صلی اللہ عیلہ وسلم نے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص یا تو راحت پانے والا ہے یا اس سے راحت ہوگی اس کے بعد ارشاد فرمایا کے مومن بندہ تو مر کر دنیا کی مشقتوں اور تکلیفوں سے راحت پالیتا ہے اور اللہ کی رحمت کے اندر چلا جاتا ہے اور فاجر آدمی جب مرتا ہے تو دوسرے آدمی اور آبادیاں اور درخت و جانور سب کے سب اس موت سے راحت پاتے ہیں ظالم تو شرعی حوالوں کو نہیں مانتے ان کو قبر کا کیا حال بتایا جائے جو اس کے عذاب تنگی و سختی کے منکر ہیں آج جدید زمانہ ہے فلسفہ اور الٹے پلٹے سوالات کی ہر طرف بھرمار ہے یہ نادان نہیں جانتے کہ زمانہ ہر عروج کے بعد زوال کا شکار رہوا ہے پھر ترقی کی ہے اور پھر زوال کا شکار رہوا ہے ایک مجوسی امیر المومنین حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے پاس تین مردہ سروں کی کھوپڑیاں تھیں اس نے کہا اے عمر! تمہارے صاحب (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین پر مرے گا وہ آگ میں جلایا جائے گا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ بے شک ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کا فرمان صحیح ہے یہ سن کر مجوسی نے وہ تینوں سر نکالے اور کہا کہ یہ سر میرے باپ کا سر ہے یہ سر میری

ماں کا ہے یہ سر میری بہن کا ہے یہ تینوں مجوسی دین پر مرے ہیں میں اپنا ہاتھ ان کھوپڑیوں پر رکھتا ہوں تو مجھے گرمی محسوس نہیں ہوتی یہ سن کر حضرت عمرؓ نے اپنے خادم کو بھیج کر حضرت علیؓ کو بلایا جب حضرت علیؓ تشریف لائے تو حضرت عمرؓ نے مجوسی سے کہا کہ اچھا اب تو اپنے اعتراض کو دہرادے اس نے اعتراض کو دہرایا اعتراض سن کر حضرت علیؓ نے ایک لوہا اور پتھر منگوایا جب حاضر کیا گیا تو آپ نے مجوسی سے کہا کہ تو اس لوہے اور پتھر پر ہاتھ رکھ کر بتا کہ گرم ہے یا سرد مجوسی نے ہاتھ رکھ کر کہا یہ تو سرد ہیں حضرت علیؓ نے پھر فرمایا اچھا تو لوہے کو پتھر پر مار جب مجوسی نے لوہے کو پتھر پر مارا تو اس میں سے چنگاری نکل پڑی اس پر حضرت علیؓ نے مجوسی کو مخاطب کر کے فرمایا جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے قدرت سے ٹھنڈے پتھر اور لوہے کے درمیان آگ پیدا کر دی ہے اسی طرح وہ اس چیز پر بھی قادر ہے کہ جن کھوپڑیوں میں تجھ کو گرمی محسوس نہیں ہوتی ان کے اندر گرمی پیدا کر دی ہو اور تجھے محسوس نہ ہو رہی ہو یہ کھوپڑیاں جن کو سرد محسوس کر رہا ہے ان کو اللہ تعالیٰ اس طرح آگ پر پیش کرتا ہے کہ اس کی گرمی محسوس نہیں کرتا حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی آگ میں جلتی رہتی ہیں یہ بات سن کر مجوسی لاجواب ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردہ کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندگی میں اس کی ہڈی توڑی جائے ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن حزمؓ کو ایک قبر سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھا دیکھ کر فرمایا کہ اس قبر والے کو تکلیف نہ دے اب بعض عقل کے اندھے یہ کہیں گے کہ حضرت علیؓ کا جواب سائنسی و عقلی لحاظ سے بالکل درست ہے لیکن قبر کے حالات اور قصوں میں ہمیشہ سانپوں گرزوں اذیتوں بچھوؤں ہولناک عذابوں کیڑوں اور آگ کی باتیں سنتے آرہے ہیں لیکن آج تک ہم نے جہاں کہیں بھی کوئی قبر کھودی ہمیں کوئی سانپ کیڑے بچھو آگ اژدھے نظر نہیں آتے بلکہ کفار کے قبرستانوں میں بھی آج تک کوئی ایسا قصہ واقعہ نہیں ہوا اور قبرستان کے جس کونے کو کھودا جائے کوئی گرز سانپ آگ بچھو نہیں کجا تو چھوٹے سے لحد میں بڑے پتھروں سے سر کچلے جاتے ہیں تنور میں ڈالے جاتے ہیں خون کی نہر ہوتی ہیں دوزخ یا جنت

کی کھڑکی کھولی جاتی ہے حسین وجمیل باغ ہوتے ہیں یا محلات ہوتے ہیں اور قیامت تک اسی میں مردہ وقت گزارتا ہے یہ ایک چھوٹے سے کھڈے (قبر) میں سما سکتے ہیں یا ہو سکتے ہیں؟

ہم بھی کہتے ہیں کہ جس طرح دنیا بادام کے چھلکے میں بند نہیں ہو سکتی اسی طرح قبر کے اتنے بڑے حالات دنیاوی آنکھ سے دیکھے نہیں جا سکتے یا در کھیں اُس جہاں کی چیزیں اِس جہاں کی آنکھ سے دکھائی نہیں دیتیں جس طرح ایک سویا ہوا آدمی دیکھتا ہے کہ اسے سانپ کاٹ رہا ہے لوگ پانی میں ڈبو رہے ہیں آگ میں جلا رہے ہیں تلواروں سے کاٹ رہے ہیں پہاڑ سے گرا رہے ہیں اب جو شخص اس سوئے ہوئے آدمی کے پاس بیٹھا ہے وہ ان چیزوں کو دیکھ نہیں سکتا اور ان چیزوں کی رنج وتکلیف سے بے خبر ہے جو سوئے ہوئے شخص پر گزر رہے ہیں حالانکہ یہ رنج وعذاب سونے والے کے پاس موجود ہوتے ہیں جبکہ پاس بیٹھے ہوئے آدمی کے لئے نیست ہیں رنج وعذاب والے خواب میں عذاب روحانی ہوتا ہے اور اس کا اثر دل و جان پر پڑتا ہے یہی حال قبر کے عذاب کا ہے حضرت علیؓ کا مجوسی کو جواب جسمانی عذاب سے تھا اور یہ خواب کی مثال روحانی عذاب سے ہے جسمانی عذاب میں تو یہ فائدہ ہے کہ سانپ کاٹنے کے بعد دوبارہ کاٹنے میں کچھ دیر کے لئے وقت لیتا ہے جبکہ روحانی عذاب میں لمحہ کے ہزارویں حصّے کا بھی وقفہ نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ اسلام میں روحانی نظام قائم ہے قبر اور خواب کا عذاب کوئی دیکھے یا نہ دیکھے لیکن مردہ اور خوابیدہ کو اس رنج کا سامنا ہے سوئے ہوئے اور مردے دونوں نے عذاب پالیئے کوئی دیکھے نہ دیکھے حقیقت اپنی جگہ قائم ہے خوابیدہ جاگ جاتا ہے اور عذاب سے جلد چھٹکارا پالیتا ہے لیکن مردہ کو تا قیامت سخت ترین رنج جھیلنا پڑتا ہے بلکہ ہمیشہ کے لئے کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اگر اس سے نجات پا گیا تو بعد والی منزلیں اس سے آسان تر ہیں اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو بعد والی منزلیں اس سے سخت ہیں اب شاید کوئی یہ کہے کہ خواب محض خیالات ہوتے ہیں اس کا عقلی وسائنسی جواب یہ ہے کہ موجود چیز ہی پائی جاتی ہے غائب

چیز نہیں پائی جاتی ہے جسے تو نے خواب میں دیکھا وہ حقیقت میں بھی موجود ہے شرعی طور پر قرآن پاک میں خوابوں کا ذکر موجود ہے قرآن مجید میں آتا ہے کہ نیند موت کا ہی ایک حصہ ہے اس ارشاد ربانی سے معلوم ہوا کہ نیند موت کا عین نمونہ ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خواب اور قبر کا حال بھی آپس میں عین نمونہ ہیں آیت کریمہ اور دنیاوی سائنس اور عملی دلائل سے ثابت ہوا کہ برزخ (قبر) کے حالات راحت یا عذاب حقیقت ہیں لیکن اب اذہان میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ جسمانی وروحانی عذاب وثواب میں مبتلا قیامت تک برزخ میں گڑ سڑ جانے والے مٹی بن جانے والے معدنیات ونباتات وبخارات راکھ میں بدل جانے والے جانوروں کی خوراک بن جانے والے پھر سے ذرہ ذرہ جُڑ کر مشرق ومغرب سے آپس میں پھر یکجا ہوں گے؟ بارہا زمین پر زندگی نیست ونابود کے قریب پہنچ چکی ہے تمام دنیا کی زمینیں آپس میں گڈمڈ ہو چکی ہیں مردوں کے ذرات کس کے کہاں بلکہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ریت اور مٹی کی طرح مل گئے ہیں یہ کیسے یکجا ہوں گے یہ کیسے اٹھیں گے؟ اس کا جواب اسلامی نکتہ نظر سے سنیے پھر عقل وسائنس کے فیصلے میں جواب سنیے اور پھر آخرت پر ایمان لاکر ایمان لائیے۔

"بالیقین آسمانوں اور زمین کا (ابتدا) پیدا کرنا آدمیوں کے (دوبارہ) پیدا کرنے کی نسبت بڑا کام ہے لیکن اکثر آدمی (اتنی بات) نہیں سمجھتے (سورہ مومن رکوع 6) بخاری ومسلم شریف میں وارد ہے کہ پہلے زمانے میں ایک شخص نے بہت گناہ کئے جب وہ مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا اور میری آدھی راکھ کو ہوا میں اڑا دینا اور آدھی سمندر میں بہا دینا یہ وصیت کر کے اسنے کہا کہ اگر خدا مجھ پر قادر ہو گیا اور اس نے اس کے باوجود بھی مجھے زندہ کر لیا تو مجھے ضرور زبردست عذاب دے گا جو (میرے علاوہ) سارے جہانوں میں سے کسی اور کو نہ دے گا جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹوں نے ایسا ہی کیا جیسا کہ اس نے وصیت کی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ اس شخص کے جسم کے سارے ذروں کو جمع کر دے سمندر نے اپنے

اندر کے سارے ذروں کو جمع کر دیا اور اسی طرح ہوا کو حکم دیا اس نے بھی اس شخص کے جسم کے سارے ذروں کو جمع کر دیا سارے ذرے جمع فرما کر اللہ جل شانہ نے اسے زندہ فرما دیا پھر اس سے فرمایا کہ تو نے ایسی وصیت کیوں کی؟ اس پر اس نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار تیرے ڈر سے میں نے ایسا کیا اور آپ خوب جانتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

حضرت ابراہیمؑ سمندر کے کنارے سے گزر رہے تھے کہ ایک بہت ہی بڑی مچھلی ساحل پر مردہ پڑی تھی زمینی جنگلی اور پہاڑی حیوان اسے کھا رہے تھے اور پرندے بھی نوچ کر لے اڑتے ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا اللہ یہ مختلف زمینی جنگلی پہاڑی اور ہوائی چرند پرند اسے کھا رہے ہیں پھر یہ جانور اور جانور کی خوراک بن جاتے ہیں اسی طرح انسان بھی ہے یا اللہ اسے کیسے زندہ کیا جائے گا رب العزت کی طرف سے پوچھا گیا اے ابراہیمؑ کیا ہماری آخرت و حکمت میں شک ہے فرمایا اے اللہ تعالیٰ ایمان ہے کہ دوبارہ زندہ کیا جائے گا دل میں یقین ہے آنکھوں سے دیکھ کر ایمان کی تقویت میں عروج چاہتا ہوں حکم ربی ہوا کہ چار مختلف پرندے پکڑو اور ان کے سر علیحدہ کرو باقی اجسام کو آپس میں اس طرح گڈمڈ اور قیمہ کرو کہ یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کیا چیز ہیں ان کے بال و پر ہڈی و گوشت ایسے ہو جائیں کہ فرق نہ ہو سکے پھر ان کو مختلف پہاڑوں پر حصہ حصہ کر کے رکھ دو حکم کی تعمیل ہوئی اس مواد کو پہاڑوں پر رکھا گیا اور سروں کو میدان میں رکھا گیا اب اللہ نے حکم دیا کہ اے ابراہیمؑ! اس پہاڑی مواد کو حکم دو کہ خدا کے حکم سے اپنے اپنے سروں کو آ جاؤ حکم دیتے ہی تمام اجسام ایک دوسرے سے جدا جدا ہوتے ہوئے اپنے اپنے سروں کی طرف اڑتے اڑتے پہنچ گئے اور پھر سروں سے ملتے ہوئے گوشت ہڈی بال اور پر پھر سے مکمل پرندے ہو گئے یہ ہیں حدیث و قرآن کے مستند حوالے آخرت کے لئے بطور نمونہ اب مستقبل سے متعلق عقلی و سائنسی دلیلیں جب ریت اور مٹی کو بذریعہ آب جدا کیا جا سکتا ہے ریت اور بجری چھان کے ذریعے الگ ہو سکتے گندم کا چھلکا اور دانہ بڑی مقدار میں علیحدہ کئے جا سکتے ہیں مٹی و کچرہ میں سے

لوہے کے ذرے اور پرزے مقناطیس کھنچ کر نکال سکتے ہیں تو پھر ارواح اپنے اجسام کے ذرات کو حکم ربی کے ذریعے کیسے کھنچ نہیں لا سکتے؟ سائنس کے اس دعوے سے تو ہر کوئی آگاہ ہے کہ انسان جو بھی بات کرتا ہے وہ ہوا میں محفوظ ہے ہر انسان کی مکمل زندگی کی گفتگو ہوا میں محفوظ ہے اب ایسے آلات نکالے جائیں گے کہ یہ ماضی اور حال کی باتیں ٹیپ کر کے زمین والوں کو سنائی جائیں گی اتنی آوازیں اور باتیں از آدم تا ایں دم ہر کسی کی الگ الگ گفتگو اور باتیں ٹیپ کر سکتے ہیں یا کریں گے اور ہر انسان دن بھر میں ایک کتاب کے برابر باتیں کرتا ہے جب ان اربوہا مردہ زندہ انسانوں کی باتیں حیوانوں کی آوازیں مشینوں کے شور وغل کو واپس مقید اور علیٰحدہ کیئے جا سکتے ہیں تو پھر موجود مردوں کے ذرات یا خاک میں سے انسانی اجسام کو دوبارہ کیسے علیحدہ اور لائے نہیں جا سکتے؟

''اور جس نے آسمان سے پانی ایک انداز سے برسایا پھر ہم نے اس سے خشک زمین کو (اس کے مناسب) زندہ کیا اسی طرح تم (بھی اپنی قبروں سے) نکالے جاؤ گے'' (سورہ شوریٰ)

جنت اور جہنم

اسلام میں جنت اور جہنم کا حال اکثر جسمانی طور پر بیان کیا گیا ہے شریعت میں جسمانی جنت اور جہنم کا حال اس لیئے بیان کیا گیا ہے کہ اس طریقے سے مخلوق آسانی سے جنت و جہنم کے تصور اور مقصد کو جان سکتے ہیں اگر کسی بچہ سے کہا جائے کہ سبق یاد کر ورنہ تیرے باپ دادا کی جائیداد تجھے نہیں ملے گی تو یہ بچہ جائیداد کی اہمیت اور قدر سے بالکل بے خبر اور بے غم ہوگا اگر کہا جائے کہ سبق یاد نہ کیا تو استاد کے ڈنڈے پڑیں گے یا مرغا بننا پڑے گا تو یہ بچہ کاہلی سے دور بھاگے گا اگر کسی سے کہا جائے کہ سعادت کی زندگی گزار تو تجھے جنت اور دیدار الٰہی نصیب ہوگا تو دنیا کی مستی میں دیدار الٰہی سے بالکل بے پروا ہوگا اور اگر کہا جائے کہ شقادت کی زندگی گزارے گا تو تجھے جہنم کا رنج و تکلیف ملے گا تو یہ بندہ شقادت سے نفرت کرے گا حالانکہ جہنم کی تکلیف کی دیدار الٰہی کے سامنے کیا حقیقت ہے بدنصیبوں کے یہ نصیب کہاں کہ وہ اسرار و رموز کی باتوں کو امثال یا دلائل سے سمجھ سکیں وہ تو جنت کو خوش خیال اور جہنم کو ڈرانے کا ذریعہ سمجھتے ہیں شریعت کو کم نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

کم بخت آخرت کے امور کو عقل سے بعید تصور کرتے ہیں جب یہ چیزیں تحقیق میں نہیں اور عقل سے بعید ہیں تو ہم کیوں تمام عمر شریعت کی قید میں رہ کر زندگی کی آسائشوں اور عیاشیوں سے ہاتھ کھینچ لیں کیوں نہ ہم ان لذتوں سے محظوظ ہوں شریعت کی روک ٹوک اور قید سے ڈرنے والے اور دنیا پر فدا ہونے والوں کو دنیاوی طور پر مثال دیتے ہیں کہ جب ہمیں کسی کام میں معمولی سے خطرے اور نقصان کا احساس یا گمان ہو جاتا ہے تو ہم فوراً اس اختیار کردہ راستے سے الٹے پاؤں بھاگتے ہیں اگر کوئی منجم (نجومی) یہ کہے کہ فلاں ستارے کی ساعت میں کاروبار مت کر یا کا روبار روک دے ورنہ تجھے سخت نقصان ہوگا یا کوئی ماہر تاجر مشورہ و نصیحت دے کہ فلاں وقت میں ایسا نہ کرو تو یقیناً ہم اس وقت میں معمولی نقصان برداشت کر کے بڑے نقصان سے بچنے کی کوشش

کریں گے اگر چہ نجومی یا ماہر تاجر کی بات غلط ہو مگر پھر بھی ہم بھر پور توجہ اور عمل کی کوشش کریں گے حکیم یا ڈاکٹر کی کڑوی دوا اور چیر پھاڑ تو اس لیے برداشت کر لیتے ہیں کہ صحت ہو جائے گی عمدہ اور مرغوب کھانوں سے پرہیز شروع کرتے ہیں کہ صحت ہو گی کوئی شخص کھانے کے لئے ہاتھ بڑھائے اور کوئی یہ کہے کہ اس میں زہر ہے تو فوراً ہاتھ کھینچ لے گا اگر چہ کہنے والے کی بات جھوٹ ہو بھوک برداشت کر لے گا لیکن موت قبول نہیں کرے گا ان تمام حقائق میں ایک شخص محض معمولی نقصان پرہیز کڑوی دوا چیر پھاڑ اور بھوک اس لئے برداشت کر لیتا ہے کہ کہیں بڑے نقصان سے سامنا نہ ہو ایک عامل منجم ڈاکٹر حکیم ایک مخبر کی بات پر تو فوراً محتاط ہو جاتا ہے تو پھر انبیاءؑ کے واحد صادق قول پر کیوں غافل اور لا پروا ہے؟ معمولی لوگوں کی باتوں پر تو تھوڑی بہت تکلیف برداشت کر لیتا ہے لیکن غیر معمولی انسان کے غیر معمولی باتوں پر بالکل بے پرواہو جاتا ہے جن کی باتوں پر عمل نہ کرنے کی تکلیف بھی غیر معمولی ہوتی ہے اور وہ تکلیف نہ ختم ہونے والی ہوتی ہے ان مثالوں سے دنیا فیصلہ کر سکتی ہے کہ احمق کون ہے اور دانا کون سعادت کیا ہے اور شقاوت کیا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب اس شخص پر ہو گا جس کی دونوں جوتیاں اور تسمہ آگ کے ہوں گے جس کی وجہ سے ہانڈی کی طرح اس کا دماغ کھولتا ہو گا وہ سمجھے گا کہ مجھے ہی سب سے زیادہ عذاب ہو رہا ہے حالانکہ اس کو سب سے کم عذاب ہو گا دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ گرم ہے اس کا رنگ شروع میں سفید تھا پھر ہزار برس بعد سرخ ہو گیا اب سیاہ ہے دوزخ کے سات طبقات ہیں جحیم، جہنم، سعیر، سقر، لظی، ہاویہ، اور حطمہ ان طبقات میں نہایت وسعت اور قسم قسم کے سخت ترین عذاب ہیں اول طبقہ گناہ گار مسلمانوں اور ان کفار کے لئے جو شرک کے باوجود پیغمبروں کی حمایت کرتے تھے دیگر طبقات مشرکین آتش پرستوں دہریوں یہود و نصاریٰ اور منافقین کے لیئے مقرر ہیں دوزخ کے عذاب رنج و تکلیف اذیت گزروں الاؤ سانپوں بچھوؤں کے ذکر کے لئے الگ کتاب درکار ہے یا پھر ان

کتابوں کا مطالعہ کیا جائے جن میں دوزخ کا حال بیان کیا گیا ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے پوچھا کہ جنتیوں میں سب سے ادنیٰ جنتی کا مقام کیا ہوگا؟ تو فرمایا کہ ایک آدمی اس وقت آئے گا جب سب جنتی جنت میں داخل ہو چکے ہوں گے تو اسے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جا تو وہ کہے گا میرے پروردگار کیسے داخل ہو جاؤں جبکہ سب لوگ اپنے محلات میں چلے گئے اور اُنھوں نے اپنی اپنی جگہ اور نعمتیں سنبھال لی ہیں تو اسے کہا جائے گا کہ کیا تو اس بات پر خوش ہو جائے گا کہ تجھے وہ کچھ دیا جائے جو دنیا کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ کے پاس تھا تو وہ کہے گا کہ میرے رب میں راضی ہو گیا پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تیرے لئے یہ بھی ہے اور اتنا ہی اور (چار دفعہ اللہ تعالیٰ یہ فرمائیں گے) پانچویں مرتبہ وہ جنتی کہے گا میرے رب راضی ہو گیا اور کہے گا یا رب یہ تو سب جنتیوں سے اونچا مقام ہو گیا (مسلم) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک جنت میں سو درجے ہیں ہر درجوں کے مابین اس قدر فاصلہ ہے کہ جس قدر آسمان اور زمین کے درمیان ہے اللہ نے ان درجوں کو اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھا ہے اسی طرح ایک اور صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں جب تم اللہ سے مانگو تو جنت الفردوس مانگو کیونکہ وہ جنت کے وسط میں ہے جنت سے اوپر ہے اور فردوس کے اوپر رحمان کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں جنت اور جہنم کے وسعتوں کا اندازہ کائنات سے کیجئے جسکا ناپ اور اندازہ ہر علم کے پہنچ سے ماورا ہے جنت کی نہروں خوشبوؤں، حوروں، پھلوں، کھانوں لباسوں، محلوں، چابیوں، زمینوں اور شہد اور شراب دودھ حسن و جمال غلمان شباب وحیات کا حال جاننے کے لئے بھی جنت پر لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے ''جس نے اللہ کی راہ میں مال دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات یعنی اسلام کو سچا سمجھا اس کو راحت کی چیز کے لئے سامان دے دیں گے اور جس نے حقوق واجبہ سے بخل کیا اور

بے پروائی اختیار کی اور اچھی بات اسلام کو جھٹلایا تو ہم اس کو تکلیف کی چیز کے لئے سامان دے دیں گے'' (سورۃ اللیل)

اب آتے ہیں اس طرف کہ کیا موت کے بعد کوئی دوسری زندگی ہے اگر ہے تو کیسی ہے ؟ دوسرے سوال کا جواب تو جہنم و جنت کے مطالعہ سے حاصل ہوگا کہ کیسی زندگی ہوگی سوال قیامت کہ کیا موت کے بعد دوسری زندگی ہے؟ سائنس کی رو سے دوسری زندگی گزشتہ دو مضامین میں عقلی علمی سائنسی طور پر ثابت ہو چکی ہے مزید دلائل اور امثال سے یہ ثابت ہوگا کہ وہ زندگی کیونکر ہوگی ؟ دوسری زندگی کا تعلق صرف بحث و مباحثہ سے نہیں بلکہ موجودہ مذاہب اور مخلوق کی عملی زندگی اخلاق اور رویوں کی اساس ہی پر آخرت کی زندگی قائم ہے اللہ پر ایمان اور آخرت پر ایمان دراصل دین اسلام کی اصل بنیاد ہے آج اگر خیال ہو کہ زندگی ہے تو یہی دنیاوی زندگی ہے بعد از موت دوسری کوئی زندگی نہیں تو انسان یا وحشی و جنگلی میں کوئی فرق نہ ہوگا اس کے برعکس اگر ایمان ہے کہ موت کے بعد دوسری زندگی ہے جس میں مجھے دنیاوی زندگی کے اچھے برے کا حساب دینا ہوگا تو یقیناً اخلاقی درجات اور عملی میدان میں ترقی کے لئے کوئی بھی انسان دوسرے انسان سے سبقت کی کوشش کرے گا جو شخص اس دنیا کو سب کچھ سمجھتا ہو اور دوسرا شخص بعد کی زندگی کو بھی سمجھتا ہو ان دونوں کی اخلاقی انسانی معاشرتی سماجی جنسی قدریں کس قدر مختلف ہوں گی دوسرا شخص تحمل مزاج صابر مدبر اور با تدبیر ہوگا جبکہ پہلا جلد باز بے صبر اور حیوانی حرکتیں کرے گا بار بار غلطیاں کرے گا عمرانیات میں انسان کو معاشرتی جانور کہا جاتا ہے اسلام میں انسان کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے موت کے بعد زندگی کا ایمان ہی شرف بخشتا ہے سائنس اندھی ہے اور بہت ہی سست رفتاری سے ترقی کر رہی ہے اس زمرے میں وہ انسان کی مدد نہیں کر سکتا سائنس اگر آ گاہ بھی ہو جائے تو وہ ہم نے غیروں کے حوالے کر دی ہے اور ہم صرف روٹی کمانے کے چکر اور بچے پیدا کرنے کے لئے رہ گئے ہیں آج اگر امریکہ کے خلائی ادارہ ناسا کے خلاباز اور سائنس دان

آپس میں کھسر پھسر کر رہے ہیں کہ نوری سالوں یا کروڑوں سال کے فاصلے پر جو تصاویر ہم نے کھینچی ہیں جن میں اجالے ہی اجالے ہیں رنگینیاں اور بے مثال نور کی شعاعیں ہیں کہیں یہ مسلمانوں کی جنت نہ ہو؟ یہ بات اگر ریکارڈ پر نا سالاتی ہے تو عیسائیت کو خطرہ ہے یہ بات اگر ریکارڈ پر آ بھی جائے تو مسلمان کو اس جنت کا یقین نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وہاں کی راحتیں اور ہر قسم کی آسائشیں اور انعامات مخلوق کی نظروں سے چھپا رکھے ہیں ایک انسان اٹھتا ہے اور دوسرے انسان کو قتل کرتا ہے جو اپنے کنبے کا سربراہ اور کفیل ہے اب تفتیش پولیس اور عدالت بشرطیکہ قانون ہو انصاف ہو تو اس کو پھانسی کی سزا دے دیتا ہے کیا اس قانون نے اس قاتل کو ٹھیک اور مکمل سزا دے دی جس کا وہ حق دار تھا؟ اگر تمام شرائط اس قاتل کو پھانسی اور سزا دینے میں پوری کی جائیں سخت اور انصاف والے قانون کے تحت ٹھیک ٹھیک سزا بھی دی جائے تو پھر بھی مقتول کے نقصان کا ازالہ نہ ہو سکے گا اور مکمل اخلاقی نتیجہ برآمد نہ ہوگا کیونکہ مقتول اپنے کنبے کا سربراہ کسی کا شوہر کسی کا بیٹا کسی کا بھائی کسی کا جگری دوست تھا جبکہ قاتل کو صرف قتل کی سزا دی گئی اسی لیئے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جس نے ایک انسان کو قتل کیا گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کیا اب اس مقتول سے متعلق دیگر افراد کے ذہنی قلبی سکون کے لئے کیا گیا ان کے جگر کا ٹکڑا آنکھوں کا نور کفیل کسی کا بازو کہاں سے ملے گا اکثر تو یہ ہے کہ دوسروں کی زندگی برباد کر کے مجرم ہشاش بشاش بدمعاشی رعب اور دبدبے کی زندگی گزارتے ہیں عقلی طور پر دیکھا جائے تو تمام نظام کائنات میں طبعی قوانین چل رہے ہیں مادی عناصر کے لئے قوانین مقرر ہیں اور ہمیشہ سے یکساں برابر چلتے آرہے ہیں انسان کے سوا کوئی ایسی مخلوق نہیں جو اخلاقی اقدار کو مقدم رکھتی ہو یہاں مال و دولت میں وزن ہے جھوٹ اور فریب کی طرف داری ہے سچائی اور حق تقلیدی میں صرف اخلاقی وزن ہے افیون کے بیج سے ہمیشہ افیون پیدا ہوتی ہے ہم سچائی اور حق تقلیدی پر کبھی پھولوں کی بارش نہیں کرتے ان تضادات کا آخر کوئی فیصلہ ہونا ہے بعض اقوام کے سربراہ اور سردار محض اپنے رعب

دبدبے کے لئے دوسرے اقوام سے لڑپڑتے ہیں اور سینکڑوں بے گناہ افراد کی زندگیوں اور حسرتوں سے کھیل جاتے ہیں ان نوابوں اور سرداروں کو اس دنیا میں سزا ملنی محال ہے اگر مل بھی جائے تو سینکڑوں افراد کے قتل کے بدلے ایک فرد کی جان چلی جاتی ہے کیا یہ انصاف ہے؟ بعض لوگ اپنے قوم اور خاندانوں کو ایسی دشمنی میں ڈال دیتے ہیں جس کا سلسلہ نسل در نسل چلتا ہے ملکوں کے بادشاہ شہنشاہ اپنی سرحدیں بڑھانے اور دنیا کو مسخر کرنے کے لئے لاکھوں انسانوں کے قتل کو جُرم نہیں سمجھتے اسی طرح ڈاکہ زنا فحاشی عریانی ذخیرہ اندوزی چوری رشوت سود اور حرام ان تما م غیر انسانی افعال کی مکمل اور ٹھیک ٹھیک سزا کیا کسی مجرم کو موجودہ دنیا کے طبعی قوانین میں دی جاسکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

اب اسی طرح بنی نوع انسان کی خدمت کرنے والے انسانوں کو لیجئے جن کی تعلیم و تربیت اور کمال فن سے نسل در نسل انسان مستفیض ہوتے ہیں اور تا قیامت ان کی نیکیاں اور رُشد و ہدایت مشعل راہ کا کام دیتی ہیں مذاہب علم و حکمت صنعت و تجارت زراعت سیاحت اور شرافت غرضیکہ ہر شعبہ زندگی میں ایسے انسان ہیں اور ہو گزرے ہیں جن کے اخلاق و اخلاص اور عمل سے صدیوں لوگ بے شمار فوائد لیتے ہیں ان کے مرنے کے بعد بھی ان گنت انسان ان کے مرہون منت ہوتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جس نے ایک جان بچائی گویا اس نے پوری انسانیت کو بچائی اب اس بچانے سے مراد صرف علم طب یعنی میڈیکل سائنس نہیں جو بیماریوں کے خلاف جہاد کرتی ہے بلکہ اس سے مراد تمام شعبہ ہائے زندگی ہیں جس میں ایک انسان ایک یا بہت یا کروڑوں انسانوں کے لئے حقیقت کی راہ تجویز و دریافت کرتا ہے تو کیا اب ایسے انسانوں کی خدمات و اخلاق کا پورا پورا صلہ اس دنیا کے طبعی قوانین میں دیا جاسکتا ہے؟ سونے کے تمغے لاکھوں ڈالر کے وظیفے اسناد یادگاریں اور بنگلے یقیناً ان کا جائز صلہ نہیں ہو سکتے بلکہ ان کے ساتھ انصاف کے تقاضے پورے کرنا ناممکن ہے ایسے عظیم انسانوں کی خدمات کے صلے کو تو چھوڑیئے کسی عام

انسان کے بھلائی و برائی کے پورے پورے نتائج چند برسوں کی زندگی میں بالکل نا کافی ہیں یہاں نتائج اور صلوں کا ملنا ناممکن ہے جس طرح جنت کا ایک ذرہ اس جہاں میں آنہیں سکتا بالکل ایک انسان کی نیکی کا بدلہ بھی اس جہاں میں نہیں دیا جاسکتا لہٰذا عقل فطرت اور حق اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ انسانی برائیوں اور بھلائیوں کے نتائج کے لئے ایک نہ ختم ہونے والی زندگی ہونی چاہیئے جس میں قوانین طبعی نہیں اخلاقی ہوں جس طرح اس دنیا میں طبعی قانون کو مقدم رکھا گیا اس زندگی میں اخلاقی قانون کو مقدم رکھا جائے اور طبعی کو موخر فطرت کے خلاف جنگ میں آج تک کسی کو فتح ہوئی ہے نہ ہوگی لہٰذا فطرت کے تقاضے ضرور پورے ہوں گے لہٰذا اس زندگی میں حاکم الحاکمین نیکوکاروں کو جنت میں بھرپور مکمل اور ٹھیک ٹھیک صلہ اور اجر دیں گے غم والم کے دریا بہانے والوں کو دوزخ میں پوری پوری سزا دیں گے وہ عادل ذات جنت و جہنم میں کسی کے ساتھ ظلم نہ کرے گا ہر کسی کو ٹھیک ٹھیک پورا پورا بدلہ ملے گا ''جو جی چاہے کرلو وہ تمہارا سب کیا ہوا دیکھ رہا ہے'' (سورہ حم سجدہ)

ہم دنیاوی طور پر مختلف محکموں، اسکولوں کے امتحانات دے کر تو اعلیٰ عہدوں اور درجوں پر فائز ہو جاتے ہیں تو کیا زندگی کا امتحان پاس کر کے ہم کچھ نہیں پائیں گے؟ جیسے کہ حضرت علیؓ نے ایک ملحد کو مناظرے میں ایک علمی دلیل دیتے ہوئے فرمایا کہ جیسا تو کہتا ہے کہ اگر حقیقت میں ایسا ہو جائے تو ہم دونوں برابر اور اگر حقیقت میں ایسا واقع ہوا جو ہم کہتے ہیں تو تم جھوٹے اور خسارے میں رہے جب کائنات میں موجودہ زندگی آب وتاب اور رنگینی کے ساتھ موجود ہو سکتی ہے تو پھر ایک اور زندگی دوسرے قانون کے ساتھ کیوں موجود نہیں ہو سکتی'' یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سر پر موت آ کھڑی ہوتی ہے پھر اس وقت کہتا ہے کہ میرے رب مجھ کو دنیا میں پھر واپس بھیج دے تا کہ جس دنیا کو چھوڑ آیا ہوں اس میں پھر جا کر نیک کام کروں ہرگز ایسا نہیں ہوگا اس کی ایک بات ہی بات ہے'' (سورہ مومنوں)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تین مرتبہ خدا سے جنت کا سوال کرے تو جنت اس کے لئے خدا سے دعا کرتی ہے کہ اے اللہ! اس کو جنت میں داخل کر دے اور جو شخص تین مرتبہ دوزخ سے پناہ چاہے تو دوزخ اس کے لئے خدا سے دعا کرتا ہے اے اللہ! اس کو دوزخ سے بچا۔

صبر مستقل مزاجی اور قوت ارادی

انسان کی خودغرضی کی ایک اور مثال یہ بھی ہے کہ جب وہ خوش ہوتا ہے تو تمام دنیا کو خوش دیکھنا چاہتا ہے اور غمگین ہوتا ہے تو تمام دنیا کو غمگین دیکھنا چاہتا ہے گنتی کے لوگ ہوتے ہیں جو ہر حال میں یکساں نظر آتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو مستقبل مزاج ہوتے ہیں یہی لوگ انتھک محنت کریں تو ہر فن مولا بن جاتے ہیں قرآن مجید میں مستقل مزاج لوگوں کے بارے میں ذکر ہے کہ اللہ انھیں پسند کرتے ہیں اور ان کو بے شمار صلہ ملے گا مستقل مزاجی ان افراد میں پائی جاتی ہے جو مضبوط قوت ارادی (WillPower) کے مالک ہوتے ہیں قوت ارادی سے مراد اپنے اعصاب دل و دماغ توجہ اور توانائی کو کسی کام مشن مقصد اور زندگی کے لئے اس طرح تیار کرنا کہ اس کی راہ میں جتنی رکاوٹیں مشکلات اور مصائب و مسائل حائل آئیں انھیں آسان اور متوقع سمجھیں اپنے ہدف اور مقصد کے حصول کے لئے ثابت قدم رہے استقامت اور مسلسل ہمت سے کامیابی اور نتیجے کا انتظار کرے یقین مستقل مزاجی ، استقلال اور تدبر ہی مضبوط شخصیت مقناطیسی شخصیت اور بااثر حقیقی شخصیت کے بنیادی اور دائمی خاص اصول ہیں مضبوط پروقار اور جاذب نظر شخصیت یہ نہیں کہ آدمی بڑے عہدے پر فائز جاگیردار سرمایہ دار اور سردار خوبصورت یا امیر کبیر ہو یہ تو محنت اور قسمت کا علیحدہ ثمر ہے مضبوط قوت ارادی اور مضبوط شخصیت وہ ہے جو ان چیزوں کے بغیر بھی اپنی ذات اور شخصیت کا لوہا منوا سکے خود اعتماد ہو خود بین نہ ہو حرکات و سکنات بے ڈھنگ نہ ہو یکسوئی کا عامل ہو خلوص و حیا اور اخلاق کا مجسم ہو بوقت ضرورت جلال کا نمونہ ہو پل میں تولہ پل میں ماشہ نہ ہو کبھی اِدھر کبھی اُدھر نہ ہو زندگی کے نشیب و فراز سے آگاہ مستقل ایک طبیعت ہو تب ایسے انسان ہر جگہ اور راستے میں کامیاب ہیں جو شخص مستقل مزاج نہیں اس کا دنیا میں کوئی دوست اور عزیز نہیں مستقل مزاج انسان کے لئے دنیا کا کوئی کام ناممکن نہیں رہتا دنیا میں کسی بھی کام یا مقصد کا حصول دو طرح سے ممکن ہوتا ہے عرض یا مطالبہ عرض گداگری ہے اس میں محرومی ، پشیمانی پریشانی بے

انسان کے ذہن عقل وطبیعت کے موافق ہوتے ہیں جیسے مال ومتاع کاروبار اور روزگار عزت و شہرت صحت وطاقت حکومت اہل وعیال تو انسان کو زیادہ مستقل مزاج اور صابر ہونے کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ ان امور میں اگر صبر مستقل مزاجی اور خود پر قابو رکھنے سے کام نہ لیا گیا تو غرور تکبر بڑائی لاپروائی خود بینی جیسے خبیث امراض جنم لیتے ہیں جو کہ یقیناً انسان کو دنیا ہی میں ضلالت اور معصیت کا شکار کر دیتا ہے صبر والے سمندر سے زیادہ گہرے اور وسیع ہوتے ہیں سمندر قوت وطاقت تونگری وسخاوت کے باوجود خاموش رہتا ہے صدیقین کی پہچان یہ ہے کہ وہ ناز ونعم میں زیادہ صبر کرتے ہیں کیونکہ جس قدر آسائشیں اور نعمتیں حاصل ہوں گناہ آسان ہوتا ہے اور صبر مشکل ہوتا ہے ظاہری نعمتوں میں نفس کو مرغوب چیزیں ملتی ہیں جس سے نفسی قوت بڑھ کر سرکشی معاصی میں نہیں تو غفلت میں ضرور مبتلا ہو جاتا ہے مصائب دکھ درد پریشانی بیماری معذوری تکلیف جدائی تنگی سختی مرگ وغم میں گناہ مشکل ہوتا ہے اور صبر آسان ہوتا ہے کیونکہ بغیر صبر کے اور کوئی راستہ ہی نہیں عقلمند وہ ہے جو اس کام کو آج کر لے جس کو جاہل نادان چند دن بعد کرے گا یعنی کسی مصیبت پر عقلمند صبر آج کرتا ہے نادان عرصہ بعد مجبوراً کرتا ہے کفری کلمات بکنا ایمان سے اخراج ہے انسان کی کوتاہ بینی ہے کہ وہ صرف ظاہری نعمتوں پر فدا ہوتا ہے حالانکہ مصائب میں ایسی پوشیدہ نعمتوں کی بارش ہوتی ہے جو ظاہری میں نہیں مصائب میں نفس کی قوت ٹوٹ جاتی ہے انسان کا رجوع خدا کی طرف ہو جاتا ہے اور التجا کے لئے بار بار روتا ہے دنیا سے بے رغبت اور رضا بالقضاء ہو جاتا ہے صبر کی صفت پیدا ہو جاتی ہے ان نعمتوں سے قلب بیدار ہو جاتا ہے روحانی استعداد بلند کرنے کیلئے صبر وتحمل روشنی کی رفتار سے چلتے ہیں نبی کریم ﷺ کا امت کیلئے سب سے مشکل سنت صبر ہے آپ ﷺ نے فرمایا ''تکالیف ومصائب پر صبر کرنا نیکی کا خزانہ ہے'' ہر حال میں انسان مستقل مزاجی اور صبر کا محتاج رہتا ہے ظاہری نعمتوں سے دل لگی نہ کرے زیادہ خوشیاں نہ منائیں یہ خیال کرے کہ وہ اس نعمت کا چوکیدار ہے اور جو لوگ دنیا میں مصائب اور حوادث

ضمیری اور شرمندگی ہی شرمندگی ہے اس میں پوری دنیا ملے تو ہیچ ہے ضرورت یا حاجت پوری نہ ہونا بہتر ہے اس سے کہ ایک نااہل سے درخواست کی جائے مطالبہ زور بازو ہے یہ قوت ارادی کی پیداوار ہے اس میں معمولی چیز ذرہ بھی ملے تو ہیچ ہے اسی میں قوت، طاقت دوام اور بقا ہے دو ہی راستے ہیں کہ انسان عرض کرے یا مطالبہ کرے کمزور بنے یا طاقتور بنے لیکن اس طاقتوری اور قوت ارادی کا مقصد ہرگز ہرگز یہ نہیں کہ انسان مغرور متکبر ضدی بداخلاق چڑچڑا اور ہٹ دھرم بنے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''جسے نرمی سے محروم رکھا گیا اسے تمام خوبیوں سے محروم رکھا گیا'' ایسی خامیاں تو انسان کا درجہ آدمی سے بھی گرا دیتی ہیں بلکہ ایسی فراست وادراک ہو کہ کٹھن مراحل میں کام لیا جائے معاملات خوش اسلوبی سے عبور کئے جائیں قوت ارادی ہر انسان میں ہوتی ہے اسے بڑھانے کے لئے کسی خوراک کی ضرورت نہیں ہوتی حوصلہ یکسوئی اعتماد استقلال بردباری کے عملی نمونے اپنانے پڑتے ہیں بعض انسانوں پر قدرت کی مہربانی ہوتی ہے کہ دنیاوی معاملات دوستی تعلقات اور روابط وغیرہ کو سنجیدگی کے ساتھ لیتے ہیں تو غیر ارادی طور پر ان میں مستقل مزاج بننے کا شعور بیدار ہوتا ہے عام انسانوں کی نسبت ان کا ارادہ بہت قوی اور مستقل ہوتا ہے جو لوگ معاملات وتعلقات زندگی کا سنجیدگی سے مشاہدہ نہیں کرتے ایسے لوگ چوپائے ہیں مستقل مزاجی اور مضبوط قوت ارادی کی بنیادیں انسانی اعصاب اور دل و دماغ پر قائم ہیں اعصاب اور دل و دماغ کی بنیادیں صبر پر رکھی گئی ہیں ان تمام کا اصل صبر ہے زندگی میں ایسا کوئی وقت نہیں جس میں انسان صبر کا متحاج نہ ہو اللہ تعالیٰ نے جتنی نعمتیں بے شمار بے اندازہ اور بے انتہا دی ہیں ان میں سے دو چیزیں بہت کم دی ہیں جن میں سے ایک صبر ہے جو حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ صبر اللہ تعالیٰ نے بہت کم دی ہے تو اسی لئے صبر کی یہ فضیلت ہے کہ یہ ہر کسی کو نہیں دیا گیا یہ نعمت دوستوں کو مرحمت فرمائی ہے اسی لیئے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں اور سورہ زمر میں فرمایا کہ صابر لوگوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا جب حالات اور خواہشات

جو طبیعت کے خلاف واقع ہوتی ہیں پر رنجیدہ ہو جاتے ہیں جلد مایوس ہو جاتے ہیں کفر کے کلمات منہ سے نکالتے ہیں وہ نادان ہیں کیونکہ وہ ان چیزوں کو عجیب و غریب سمجھتے ہیں حالانکہ عجیب و غریب اور رنجیدہ کرنے والی چیزیں تو وہ ہوتی ہیں جن کے واقع ہونے کا خیال و تصور ہی نہ ہو دنیا کی صفت ہے کہ وہ مصائب تکالیف اور حوادث ظاہر کرے جس چیز کی جو خاصیت ہو لازم ہے کہ وہ اس کا ظہور کرے۔ دنیا کی فطرت اس لئے مصائب و حوادث پر رکھی گئی ہے تا کہ آزمائش اور امتحان ہو کون مستقل مزاج (صابر) ہے اور کون بلا و مصیبت پر چیختا ہے؟ جو لوگ آخرت کے قائل نہیں وہ تو مایوسی اور معمولی مصیبت میں اپنے جیسے معمولی لوگوں کی باتوں اور حوصلے کا محتاج نظر آتا ہے اور بعض اوقات خودکشی کر لیتے ہیں لیکن جو لوگ اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے وہ تو ایمان اور دنیا کے امتحان میں جمے نظر آتے ہیں بے صبری کا نتیجہ جلد بازی کی صورت میں نکل آتا ہے اور انسان خواہش کے مطابق حصول کے لئے بضد ہو جاتا ہے ہم زندگی میں بعض ظاہر میں اچھے خوشنما حصول پر مر مٹتے ہیں جب حاصل نہیں ہوتا تو رنجیدہ ہو جاتے ہیں لیکن جلد وقت فیصلہ کرتا ہے کہ بہت اچھا ہوا کہ فلاں حصول نہ ہوا ورنہ اب موجود صورتحال کچھ اور ہوتی بعض ظاہر میں برے مصائب سے ہم بھاگتے ہیں لیکن بھاگ نہیں پاتے تو غمگین ہو جاتے ہیں اور رب سے شکوے کرتے ہیں لیکن پھر جلد آئندہ وقت فیصلہ کرتا ہے کہ بہت ہی اچھا ہوا کہ فلاں مصیبت آن پڑی تھی ورنہ آج یہ نعمت نہ ہوتی انسان کسی بھی حالت و کیفیت میں ہو اگر وہ خودکشی یا حرام راستے کو اختیار کرنے والا ہو یا آسائشوں اور نعمتوں میں ڈوبا ہوا ہو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ وقت اور قسمت سدا ایک جیسے نہیں رہتے صرف اگر یہی بات یاد رکھی جائے تو مستقل مزاجی اور صبر رگ رگ میں سما جائے گا اور اسے کسی خوشی اور غم پر تعجب نہ ہوگا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "دنیا ختم ہو جائے گی لیکن صبر اللہ کے ہاں باقی رہے گا اور پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی" جو تمہارے پاس ہے وہ فانی ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی ہے اور جزا دیں گے ان

لوگوں کو جنھوں نے صبر کیا بے حساب'' حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں تین قسم کے صبر ذکر کئے گئے ہیں عبادت پر صبر اس کا ثواب تین سو درجے ہے حرام چیز سے صبر جس کا ثواب چھ سو درجے ہے تیسرا مصیبت کی ابتداء میں صبر جس پر ثواب نو سو درجے ہے جناب سید المرسلین ﷺ نے فرمایا کہ ''صبر کے ساتھ خوش حالی اور فارغ البالی کا انتظار عبادت ہے''۔

انسان کی خواہشات کی غلامی اور خود غرضی کا یہ عالم بھی دیکھیں کہ جہاں بے صبر ہونیکا حکم ملتا ہے تو ہم صابر ہو جاتے ہیں جہاں صابر ہونیکا حکم ملتا ہے تو ہم بے صبر ہو جاتے ہیں مردہ کے دفنانے لڑکا لڑکی کے جوان ہونے پر شادی کرانے بیوہ کا نکاح کرانے اللہ کا قرض یعنی نماز ادا کرنے دوسروں کے حقوق ادا کرنے صبح جلدی جاگنے علم حاصل کرنے میں جلدی کرنے کا حکم ہے کہ جلد بازی کرو لیکن ہم بڑے صابر ہیں دین اسلام نے فطرت کے تقاضوں کو انسانی زندگی میں یوں مناسب رکھ دیا ہے کہ ہر جگہ اور مقام پر مثبت اور منفی اچھے اور برے چھوٹے اور بڑے تلوار اور اخلاق صبر اور بے صبری کے حسین و بے مثال امتزاج مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں نماز جلد ادا کرنے کا حکم ہے ساتھ ہی نماز میں صبر و تحمل خشوع و خضوع کی پابندی مردہ جلد دفنانے کی پابندی لیکن غسل جنازہ اور قبر کے کام اور غم میں احتیاط تحمل و صبر کا حکم اسی طرح تمام کاموں میں شائستہ و بے مثال امتزاج ہیں حضرت آدم علیہ السلام سے حضور پاک ﷺ تک تمام انبیاء کرام نے مصائب کا صبر سے مقابلہ کیا جن کی زندگیاں اور مثالیں قرآن و حدیث سے ثابت ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ تھے جن کے گوشت اور پٹھوں میں ہڈیوں تک لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتی تھیں مگر وہ اپنے دین برحق سے منحرف نہیں ہوئے ان کے سروں کے درمیان آرا چلایا جاتا تھا اور اسکے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے لیکن وہ اپنے سچے دین سے نہ پھرے۔

آپ ﷺ نے فرمایا ''جس پر مصیبت آئے وہ میرے مصائب کو یاد کرے آپ ﷺ نے فرمایا دو گھونٹ اللہ کو بہت پسند ہیں ایک غصہ کا گھونٹ دوسرا صبر کا آپ ﷺ نے فرمایا اس بندہ میں کوئی

خیر نہیں جو مصائب سے دوچار نہ ہو" یہی وہ ہتھیار اور زینہ خاص ہے جس سے ہر ایک برگزیدہ نے مقام پایا صبر مستقل مزاجی اور قوت ارادی نہ ہوتا تو بنی نوع انسان کا نام ونشان نہ ہوتا دنیا کی عظیم شخصیات کو لیں ان کی کامیابیوں میں ایک ہی راز مشترک ہے مضبوط قوت ارادی پہاڑوں سے بلند فولاد سے مضبوط ارادے کے سامنے دنیا کے تمام کام بے بس ہیں جب انسان مستقل مزاج تیز فہم ہو کر کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو وہ فطرت کے تقاضے پورا کرتا ہے اب اس کام نے ہو کر ہی رہنا ہے جس کے لئے ارادہ باندھا گیا ہو کیونکہ باطنی طور پر آپ کے ارادے اور کام میں کشتی ہو چکی ہوتی ہے اب صرف کام کی شکست (کام ہو جانے) کا ظہور ہوتا ہے سخت سے سخت اور مشکل سے مشکل کام آپ کے مضبوط ارادے اور صبر جمیل کے سامنے عاجز ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ نیت خیال گمان اور ارادہ کسی کام کے ہو جانے کی بنیاد ہے بشرطیکہ اخلاص ہو آج دنیا میں روایت بدل گئی ہے قابل انسان وہ سمجھا جاتا ہے جو عملی طور پر مسلسل محنت کرتا ہو یہ قانون قرآن سے نقل ہے "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ انصار کو دیکھا فرمایا تم مسلمان ہو انہوں نے عرض کیا ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر دلیل پوچھی تو انھوں نے عرض کیا کہ ہم نعمت پر شکر کرتے ہیں اور تکلیف پر صبر کرتے ہیں نیز اللہ کی رضا پہ راضی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم تم مسلمان ہو" مسلمان کی منزل جنت ہے اور جنت کا گمان وارادہ لئے زندگی میں حائل اور جنت کے راستے میں مصائب کے لئے صبر مستقل مزاجی سے کام لیتا ہے اور پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب کعبہ کی قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ تم مومن ہو (یعنی جنت پالو گے) تو پھر بندہ زندگی کے معمولی معمولی مقاصد کیسے حاصل نہیں کر سکتا اگر وہ مصمم ارادہ رکھتا ہے اور مستقل مزاجی کا مالک ہے انسان پر بڑی بڑی مصیبتیں نازل ہوں تو انسان خوش ہو جائے کیونکہ یہ انبیاءؑ اور صالحین کا رستہ ہے جس پر اسے چلایا گیا اگر نعمتیں مل جائیں تو یہ رونے کا موقع ہے کیونکہ تجھے ان کے راستے سے ہٹا دیا گیا۔

تدبیر اور تقدیر

دنیا کا ایک اہم سوال تقدیر اور تدبیر کا ہے یہ اتنا نازک مسئلہ ہے کہ ہر دور کے علماء حکماء اور دینی دانشورں نے اس پر بحث کرنے سے خود کو حتی الامکان دور رکھنے کی کوشش کی ہے اس لئے نہیں کہ خدانخواستہ ان کے پاس علم یا تدبر نہیں تھا بلکہ ان حضرات کی نگاہ میں اول شرط پیروی شریعت ہے جبکہ شریعت میں تقدیر کے بارے میں بحث اور جھگڑے سے سخت منع کیا گیا ہے جنھوں نے بحث ومباحثہ اور جھگڑے کے لئے کتب لکھیں تب بھی وہ تقدیر وتدبیر کی بحث کو ثابت نہ کر سکے البتہ وہ آئمہ اور جید علماء کامیاب وسرخرور ہے جنھوں نے تدبیر اور تقدیر کے ہر رخ کو قرآن وحدیث کے حوالے سے صرف بطور علمی وضروری معلومات پیش کیا اور اس میں ذاتی نقطہ نگاہ اور نظریہ یا عقل کو قطعاً دخل نہ دیا۔

ابی ہریرہؓ نے نقل کیا کہ ہم قدر کے مسئلے پر جھگڑ رہے تھے کہ پیغمبر خدا ﷺ ہم پر باہر آئے آپ ﷺ کا چہرہ مبارک غصے سے ایسا سرخ ہو گیا گویا ان کے چہرے پر انار کے دانے توڑے گئے ہوں پھر فرمایا کہ کیا تم کو اس بات کا حکم ہوا؟ کیا اس واسطے میں تمہاری طرف بھیجا گیا جو تم سے پہلے تھے وہ تب ہی ہلاک ہوئے جب انھوں نے اس بات میں جھگڑا کیا میں تم پر تقید کرتا ہوں میں تم پر تقید کرتا ہوں کہ اس میں نہ جھگڑو اسی طرح قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں انھوں نے بڑی بڑی تدبیریں کیں سو اللہ تعالیٰ نے ان کا بنایا گھر بنیاد سے ڈھا دیا پھر اوپر سے چھت آپڑی (ہو) اور (علاوہ ناکامی کے) ان پر (اللہ کا) عذاب اسطرح آیا کہ ان کو خیال بھی نہ تھا (سورہ النحل رکوع چار) حدیث شریف اور قرآن پاک سے اندازہ کیا جائے کہ آئمہ اور علماء نے کیونکر تقدیر کے مسئلے سے دامن بچایا شریعت کی نظر سے دیکھا جائے تو ان علماء نے بالکل قرآن وحدیث پر عمل کیا جب پیغمبر کے ورثاء علماء کرام نے یہ رویہ اور راہ اختیار کی تو ان وارثوں کے غلام خلجی کی کیا ہمت وجرات کہ تقدیر کے مسئلے پر بحث کرے بلکہ

حقیر فقیر کی یہ کوشش ہے کہ ان آیات کریمہ اور احادیث نبوی ﷺ اور علماء و آئمہ کی رائے پیش کروں کہ جس میں یہ واضح ہو جائے کہ تقدیر پر کیسے ایمان رکھنا چاہیے اور کیسے نہیں رکھنا چاہیے۔

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت میں دو قسم کے لوگ ہیں کہ ان کو اسلام میں کچھ نصیب نہیں مرجیہ اور قدریہ یعنی مرجیہ اور قدریہ کو اسلام میں کچھ حصہ نہیں مرجی یا جبری ایسے شخص کو کہتے ہیں جو یہ جانے کہ ہم کو کچھ مطلق اختیار نہیں جو کام ہم سے ہوتے ہیں اللہ ہی کراتا ہے اس عقیدے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ گناہ بھی ہم سے اللہ ہی کراتا ہے قدریہ ایسے شخص کو کہتے ہیں کہ جو یہ جانے ہم بالکل مختار ہیں جو کام ہم کرتے ہیں ان کاموں کو ہم ہی پیدا کرتے ہیں اللہ کو اس میں کچھ دخل نہیں اسطرح ان دونوں عقیدے کے لوگ مسلمان نہیں ہیں اگر چہ اپنے آپ کو مسلمان اور امتی محمد ﷺ شمار کریں ایک اور جگہ ارشاد نبوی ہے کہ قدری اس امت کے مجوس ہیں اگر بیمار پڑے تو مت پوچھو اور اگر مر جائے تو ان کی نماز نہ پڑھو ایک اور مقام ارشاد فرمایا کہ اہل قدر کو اپنے ساتھ مت بٹھاؤ اور ان سے بات اول نہ کہو حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے قلم پیدا کیا تو فرمایا اس کو لکھ وہ بولی کیا لکھوں؟ فرمایا تقدیر لکھ سو اس نے لکھا جو ہوا اور ہونے والا ہے ہمیشہ تک۔ جاننا چاہیئے کہ اللہ جل شانہ کے حکم کرنے کو اندازہ کرنے کو قضا یا قدر کہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے سب مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے ہر مخلوق کا حال مقرر کیا اور حکم کر دیا کہ فلاں کام ایسے ہوں گے ابتداء اور انجام یوں ہوگا دنیا میں جو کچھ بھلا برا ہوتا ہے سب کو اللہ تعالیٰ اس کے ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جانتا ہے اور اپنے جاننے کے موافق اس کو پیدا کرتا ہے اسی کا نام تقدیر ہے ''بری باتوں کے پیدا کرنے میں بہت بھید ہیں جن کو ہر ایک نہیں جانتا'' (سورہ قمر) سورہ والصافات میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ ہی نے بنایا تم کو اور جو تم کرتے ہو'' یعنی جو کچھ ہم کرتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور ہم کو بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اب یہ بات یاد رہے کہ پیدا کرنا کاموں کا اور بات ہے جبکہ اختیار دینا اور بات ہے اگر بندے کو

کام کرنے کا اختیار نہ ہو تو امر و نہی بے فائدہ ہو گا جنت اور دوزخ کا بنانا پیغمبروں کا مبعوث ہونا بادشاہ اور حاکم مقرر کرنا سب فضول ٹھرے اختیار آدمی کو دیا گیا مگر بالکل بھی نہیں دیا گیا کہ بندہ مختار ہو اور معاذ اللہ اللہ تعالی بے کار ہو آدمی کو کچھ ارادہ و اختیار بھی ہے جیسے آدمی کے چلنے او ربے جان چیزوں کے کھڑ کنے میں فرق ہے آدمی خود چل سکتا ہے اٹھ سکتا ہے بیٹھ سکتا ہے جبکہ پتھر خود چل سکتا ہے اور نہ ہی ٹھہر سکتا ہے عام آدمی اور رعشہ والے آدمی کے ہاتھ میں فرق ہے رعشہ والا اپنا ہاتھ تھام نہیں سکتا جبکہ عام آدمی تھام سکتا ہے اسی اختیار و ارادے کے سبب اللہ تعالی نے نیکی کا حکم دیا اور بدی سے منع فرمایا اور اسی لئے بدی کے لئے سزا اور نیکی کے لئے جزا مقرر ہے اگر اس قدر بھی اختیار و ارادہ نہ ہوتا تو دنیا میں حاکم عدالت چور زانی قاتل کے لئے سزا کیوں شریعت میں مقرر ہوتیں؟ جیسے ایک شخص حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے سوال کیا کہ بندے کو کتنا اختیار حاصل ہے آپؓ نے فرمایا اپنی ایک ٹانگ اوپر اُٹھاؤ اس شخص نے ایسا ہی کیا آپؓ نے فرمایا کہ دوسری ٹانگ بھی اُٹھاؤ سائل نے کہا یہ نہیں ہو سکتا آپؓ نے فرمایا کہ پہلی ٹانگ اُٹھانا اختیار ہے اور دوسری ٹانگ نہ اُٹھا سکنا یہ قدرت ہے۔

بندے کے نصیب میں پہلے سے ہر کام کا لکھ دینا اور بات ہے اس نصیب سے یہ نہ جانے کہ اللہ تعالیٰ بد کام سے بھی راضی ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک نجومی ایک آدمی کا زائچہ زندگی بنائے اور حساب لگائے کہ یہ آدمی فلاں فلاں کام کرے گا چوری کرے گا، گرفتار ہو گا جب اس آدمی کے ساتھ ایسا ہی ہوا تو اس میں نجومی کا کچھ قصور نہیں اس نے اپنے علم کے مطابق زائچہ دیا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جو نصیب میں ہر ایک کے ہونا تھا سو لکھ دیا پھر نیکی اور بدی الگ الگ بتا دی۔ نیکی کرنے کا حکم دیا اور بدی کرنے سے منع فرمایا بیوی سے ہم بستری کی اجازت دی اور بیسوا سے منع فرمایا رہا یہ سوال کہ اللہ تعالیٰ نے روز اول سے فلاں فلاں کو نیک بخت اور فلاں فلاں کو کم بخت ٹھہرایا اس میں جو جو بھید ہیں وہ عقل کی سمجھ سے بہت بالاتر ہیں جیسے دوزخ اور جنت

کا حال قبر کا عذاب اور موت کا حال فہم سے بالاتر ہیں لیکن ہم نے کتاب میں انہیں بلحاظ عقل وسائنس ثابت کیا ہے چونکہ تقدیر کے معاملے میں شریعت نے بحث سے سختی سے منع فرمایا ہے اس لئے یہاں خلجی کو آخرت میں رحمت کی طلب مقدم ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں کہ جو شخص تقدیر کے مسئلہ میں ذرا بھی بحث کرے گا قیامت کے دن اس کے بارے میں اس سے باز پرس ہوگی۔ اور جس نے اس مسئلے میں گفتگو نہ کی اس سے سوال نہیں ہوگا۔

بعض دوست تقدیر کے مسئلے میں یہ نکتہ رکھ دیتے ہیں کہ جب تمام کام نصیب میں لکھ دیئے گئے تو عمل کرنا علاج کرنا دوا کرنا دم درود کرنا بیکار ہے ان احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ قرآن حدیث اور سنت نبوی ﷺ کو دیکھیں ہر جگہ ہر مقام ہر لحظہ عمل کا حکم ہے جیسے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمل کئے جاؤ اس واسطے کہ ہر شخص کے واسطے میسر ہو جاتی ہے وہی چیز جس کے واسطے وہ پیدا ہوا اور آپ ﷺ کا عمل کے بارے میں واضح ارشاد ہے کہ "**اعمالکم عمالکم**" یعنی تمہارے اعمال تمہارے حکمران ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عادت پر غالب آنا کمال فضیلت ہے اس فرمان میں امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے بھرپور مستحکم و مستقل مزاج عمل کی طرف صاف صاف ہدایت ہے دُنیا میں ہیں بھی دو چیزیں محنت اور قسمت محنت ہمارا کام قسمت خدا کا کام اور یہ عقل و منطق سے بھی ثابت ہے کیونکہ اگر قسمت انسان خود بنا سکتا تو دُنیا میں کوئی بھی شخص پریشان نہ ہوتا اسی لئے دانا لوگ مکافات عمل سے بہت ڈرتے ہیں البتہ اخلاص عمل اور یقین سے نیک تقدیر کا حصول احادیث سے بھی ثابت ہے امور میں ٹیڑھی نیت رکھنا اور پھر تقدیر کا گلہ کرنا کفران نعمت ہے اکثر غلطی نیت ہی کی ہوتی ہے ہم جو اپنا غم دُکھ درد تجاوز کے ساتھ بیان کرتے ہیں اگر گزشتہ اعمال پر نظر ڈالی جائے تو یہ غم والم بہت کم ہیں جو ہم بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں اکثر فیصلے حالات کرتے ہیں اور اکثر حالات انسان پیدا کرتا ہے جو لوگ صرف تقدیر کو مانتے ہیں یعنی مرجیہ ہیں تو بھوک کے وقت خوب عمل کرتے

ہیں سیر ہو کر کھاتے ہیں خوف کے وقت خوب دوڑتے ہیں بیماری میں خوب علاج کرتے ہیں اس وقت اُنہیں اپنا عقیدہ یاد نہیں رہتا اور جو قدریہ ہیں باوجود اعلیٰ ترین کوششوں اور اعمال کے پریشان اور لاچار نظر آتے ہیں۔

ابوخزامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ سے کہ حال بتائیں دم کرنے والے کا ہم دم کرتے ہیں اور دوا کا حال کہ ہم علاج کرتے ہیں اور حال بتائیں کہ ہم پناہ پکڑتے ہیں کیا یہ چیزیں بھی لوٹا دیتی ہیں کچھ اللہ کی تقدیر بھی فرمایا کہ یہ چیزیں بھی اللہ کی تقدیر میں سے ہیں اس حدیث کی تفصیل میں معلوم ہونا چاہئے کہ علماء کرام نے لکھا ہے کہ تقدیر کی دو قسمیں ہیں ایک جیسا اللہ نے مقرر کر دیا ویسا ہی ہوا اس کو مبرم کہتے ہیں جبکہ دوسری تقدیر معلق ہے یعنی مثلاً فلاں دعا مانگے تو بیمار اچھا ہو نہ مانگے تو نہ ہو۔ فلاں کوشش کرے تو کام ہو نہ کرے تو نہ ہو دُعا تعویذ دوا علاج صدقہ خیرات کا اثر اسی تقدیر معلق کے سبب ہوتا ہے تقدیر کے مسئلے پر ایک سائل نے پوچھا کہ اگر کسی کی تقدیر میں لکھا ہو کہ قتل کرے گا تو پھر قاتل کا کیا قصور؟ جواب میں عالم لکھتے ہیں کہ بلاشبہ ہر بچے کی پیدائش سے قبل اسکی موت کا وقت اور دن متعین ہو جاتا ہے لیکن یہ کس کو معلوم ہے کہ اسکی موت کی تاریخ کونسی ہے؟ لہٰذا جس نے اسکی زندگی کو ختم کیا وہ قتل کا مجرم ہوگا تقدیر دو طرح کی ہوتی ہے ایک مبرم (یقینی) دوسری معلق یعنی اگر فلاں کو فلاں نے قتل کر دیا تو اس کی عمر چالیس سال ہوگی اور اگر قتل نہ کیا تو ساٹھ سال ہوگی۔ اور اسکا علم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ اس لئے قاتل کو اسکی زندگی ختم کرنے کا گناہ ہوگا اور مجھ ناچیز کی نظر میں خودکشی کرنے والے کو تا قیامت قبر میں سزا کی ایک وجہ یہی ہے کہ اس نے قبل از وقت اپنی زندگی ختم کر ڈالی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا طاقتور مومن بہتر ہے کمزور مومن سے اور ہر ایک کے لیئے خیر ہے تم اس چیز کے حریص بنو جو تم کو نفع دینے والی

ہے اور اللہ سے دعا مانگو اور ہمت نہ ہارو اور اگر تمہارے اوپر کوئی مصیبت آئے تو یہ نہ کہو کہ اگر میں نے ایسا اور ایسا کیا ہوتا تو بچ جاتا بلکہ یہ کہو کہ یہی اللہ کا مقدر تھا اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے کیونکہ اگر شیطان کے عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے جس طرح اختلافات کا فیصلہ قیامت میں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اسی طرح تقدیر کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں ''اور ہم نے ہر انسان کا عمل اس کے گلے کا ہار کر کے رکھا ہے اور پھر قیامت کے دن ہم اس کا نامہ اعمال اس کے واسطے نکال کر سامنے کر دیں گے جس کو وہ کھلا ہوا دیکھ لے گا اپنا عمل نامہ خود پڑھ لے آج تو خود اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے (بنی اسرائیل رکوع ۲) اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم تقدیر کے بارے میں خواہ مخواہ منہ زور گھوڑے دوڑاتے ہیں تقدیر کے بھید کا ہمیں کوئی علم نہیں اور اپنی طرف سے اناپ شناپ حوالے دلائل اور حکم دیتے ہیں آیئے قسمت تقدیر کے حوالے سے دو بہترین حقائق پیش کرتے ہیں جس سے یقیناً قلوب واذہان کو ایک راہ پر رکھنے کا دینی ودنیاوی اطمینان نصیب ہوگا۔

ایک غیر مسلم سیاح صحرائے گوبی کی دلچسپ آپ بیتی سناتے ہوئے کہتے ہیں کہ مجھے صحرائے گوبی سے ہوتے ہوئے اپنی منزل پر جانا تھا کہ مجھے چند عرب باشندوں کے ہمراہ ہونا پڑا ان عربوں کے ساتھ ان کی گاڑی میں بیٹھ کر ہم روانہ ہوئے کافی مسافت کے بعد تپتی دھوپ اور لق ودق صحرا میں ہماری گاڑی کا ٹائر پنکچر ہوا ہم گاڑی سے اُترے میں تھوڑا پریشان ہوا لیکن یہ عرب حضرات اسی کیفیت وحالت میں اُترے گاڑی کے ٹائر کو دیکھ کر کہا ہٰذا امقسوم (یہ قسمت ہے) اور ٹائر بدلنے لگ گئے ٹائر تبدیل کرنے کے بعد ہم پھر روانہ ہوئے کچھ دیر بعد گاڑی کا دوسرا ٹائر پنکچر ہوا ہم اُترے تو پھر ان لوگوں نے ہنستے ہوئے کہا ہٰذا امقسوم ہمارے پاس دوسری اسپیئر اسٹپنی فاضل ٹائر بھی نہ تھا میں اس حوالے سے اور پریشان ہوا جبکہ ان لوگوں نے پنکچر کا سامان نکالا پنکچر پہلے ٹائر کو لگا کر پمپ سے بھر کر ٹائر چڑھا کر روانہ ہوئے شام کے وقت گاڑی ایک دم بند ہوگئی

ڈرائیور نے اسٹارٹ کرنے کی کوشش کی لیکن بے سود ڈرائیور نے کہا گاڑی کا تیل ختم ہو گیا ہے ہم پھر اُترے ان عرب باشندوں نے خوشی خوشی ٹینٹ اور بچھونے گاڑی سے اُتارے اور خیمہ لگا دیا وہی خوش گپیاں اور ہنسی مزاق درمیان میں کہتے رہے کہ ہٰذا مقسوم میں حیران و پریشان تھا اب اس صحرا میں تیل کہاں سے ملے گا؟ جبکہ ان کے چہرے طمانیت اور سکون سے متواتر چمک رہے تھے رات کے کھانے کے بعد کوئی لیٹ گیا کوئی گشت پر گیا اور کوئی آپس میں عام باتیں کرتے رہے رات تقریباً تین بجے کے قریب دور سے روشنی نظر آئی تو ان میں سے ایک دو دور سے آنے والی گاڑی کے راستے میں کھڑے ہو گئے قریب آنے پر رُکنے کا اشارہ کیا گاڑی رُکی انھوں نے اپنا مسئلہ بیان کیا تو گاڑی والوں نے فاضل تیل کے ڈبے سے انھیں حسب ضرورت تیل دیا گاڑی میں تیل ڈال کر ہم بھی روانہ ہوئے اور صبح کو منزل مقصود پر پہنچ گئے میں تمام راستے اس سفر کے متعلق سوچتا رہا اور ان لوگوں کے عقیدہ قسمت نظریہ اور طرز عمل پر حیران و پریشان تھا جبکہ ساتھ ہی یہ لوگ میری نظر میں قابل رشک بھی رہے اس سفر میں قسمت اور زندگی کے حوالے سے وہ سبق سیکھا کہ میں زندگی بھر ہٰذا مقسوم کا جملہ بھول نہ سکوں گا اور میرے لئے زندگی گزارنا کوئی مشکل نہ رہا کیونکہ تدبیر و تقدیر کے عجیب واقعہ نے میری آنکھیں کھول دیں۔

بہلول دانا شہر سے باہر ریت کے ٹیلے پر متبسم بیٹھے ہوئے تھے خلیفہ وقت کا وہاں سے گزر ہوا بہلول کو مسکرانے کے انداز میں دیکھ کر بہت غصہ آیا اور کہا بہلول شہر میں خشک سالی ہے دن میں بیس بیس جنازے شہر سے اُٹھ رہے ہیں جبکہ تم یہاں سکون کے ساتھ بے غم بیٹھے مسکرا رہے ہو بہلول نے کہا کہ یہ سب کچھ میری مرضی سے ہو رہا ہے جب مرضی میری چل رہی ہے تو پریشانی کیسی؟ خلیفہ نے تلوار میان سے نکالی یہ کیا کفر بک رہے ہو بہلول نے کہا میں نے اپنی مرضی اللہ کی مرضی میں رکھ دی ہے اب جب اللہ کی مرضی سے لوگ مر رہے ہیں تو میری مرضی اس میں شامل ہے اس طرح یہ میری مرضی سے ہو رہا ہے۔

اب دیکھئے عام مسلمان عرب باشندوں کا معاملہ وعقیدہ تقدیر کیساتھ اور خاص بندہ رب بہلول دانا کا نظریہ وعقیدہ رضا کیا ہے دونوں عقیدے قابل تقلید ہیں بہلول دانا کا طرز عقیدہ خاص ہے بہر کیف ان حوالوں سے ہمیں یہ سبق یقیناً ملتا ہے کہ دُنیا میں کوئی غم دائمی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی خوشی دائمی ہے ہم محفلوں میں کتابوں میں رسالوں میں نمود ونمائش اور ذاتی شخصیت منوانے کے لئے تقدیر کا مسئلہ چھیڑ دیتے ہیں اور نتیجہ لاحاصل ہی رہتا ہے مگر آخرت کا خسارہ نامہ اعمال میں شامل کر دیتے ہیں محنت کے بعد جو نتیجہ حادثہ اتفاق مقابل آجاتا ہے لہٰذا مقسوم۔

آپ اگر مرجی یا قدری ہیں تو عمر بھر پریشان رہئیے آپ کیلئے کوئی نصیحت نہیں البتہ آپ اگر مسلمان ہیں تو یاد رکھیئے پیش قدمی کرنے والی ہمت بھی تقدیر کی مستحکم دیواروں میں سوراخ نہیں کرسکتی تدبیر کرے بندہ تقدیر کرے خندہ مؤمن پر واجب ہے کہ تدابیر پر بھروسہ نہ کرے ان کو مؤثر نہ سمجھے بلکہ تقدیر خداوندی کی طرف دل مائل رکھے آپ کا کام دُنیا یا دین کے متعلق کتنا ہی دشوار اور مشکل نظر آئے اگر اس کے پورا ہونے کے لئے رب سے طلب گار ہے تو کچھ بھی مشکل نہیں اور اگر آپ کا مطلب دینی یا دُنیاوی کتنا ہی سہل اور آسان ہے اور اپنی قدرت پر انجام دینا چاہتے ہیں اور حق تعالیٰ کارساز حقیقی سے طلب گار نہیں تو یہ کام بہت مشکل اور بھاری ہو جائے گا بلکہ ناکامی ہوسکتی ہے لہٰذا کام وہ کامیاب ہوتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کی جائے ''اور آپ کسی کام کی نسبت یوں نہ کہا کیجئیے کہ میں اس کو کل کروں گا مگر اللہ کے چاہنے کو ملا دیا کیجئیے (انشاء اللہ)'' (سورہ کھف) اپنی تدبیر قوت وعقل پر کامل بھروسہ نہ کیا جائے دُعا ہے کہ رب الغفور ورحیم سے میرے اس مضمون کو تقدیر میں بحث نہیں بلکہ خیر خواہی جیسی عبادت میں شمار کرے (وماعلینا الا البلاغ المبین)۔

علماء میں جہلاء

رب کائنات نے دنیا پیدا کر کے اس کے لئے دین اسلام ہی پسند و ضابطہ حیات فرما کر رحمت العالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء علیہم السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجے تا کہ پوری دنیا کو پیغام پہنچے کہ دین اسلام ہی قاعدہ و قانون دنیا ہے جسطرح دنیا کی زندگی میں ایک ماہر سائنسدان جب کوئی چیز بناتا ہے ایک منصوبہ تکمیل کو پہنچاتا ہے ایک پلانٹ تیار کرتا ہے ایک جدید سے جدید فیکٹری لگاتا ہے تو اب یہ سائنسدان ماہر بری الذمہ ہو جاتا ہے اس چیز کی نگرانی و حفاظت کے لئے ایک عملہ معمور کیا جاتا ہے جو انجنیئر ٹیکنیشن کاریگر کہلاتے ہیں اب یہ عملے کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس پلانٹ کو کیسے چلاتے ہیں فیکٹری کا کیا حال کرتے ہیں اہل و قابل خاص اسی کام کے ماہر عملے کی صورت میں آتے ہیں یا جعلی اسناد و چند چیزوں کے نام سیکھنے والے ماہر آتے ہیں۔

سائنس کی دنیا نے یہ نظام عین اسلام کے اس نظام سے لیا ہے کہ پیغمبر کا کام پہنچانا اور راہ بتلانا اس کے بعد اس پیغام کی نگرانی و حفاظت علماء کرام کا کام ہے لیکن علماء کے کام انجینیر اور دنیا کے دیگر دنیاوی ماہرین کے کام میں زمین و آسمان کا فرق ہے علماء تو فطرت کا کام کرتے ہیں قدرت کے شاہکار ہیں خالق و مالک تک رسائی دلاتے ہیں دین کے اثاثے ہیں اندھیروں کے چراغ ہیں جہالت کی ضد ہیں کفر کے طبیب ہیں زمانے میں آسمان کے تارے ہیں خیر و سعادت کی شمع ہیں نیک و بد کی تمیز ہے قرون اولیٰ کی عملی مثالیں ہیں دین اسلام نمونے اشاعت ترویج و تبلیغ ناقابل شکست فطری و آفاقی کردار ہیں ان کی جوتیوں کی خاک و گرد میں وہ موتی ملتے ہیں جو شہنشاہ کے تاج میں نہیں ہوتے وہ بندوں کو حق سے ملا دیتا ہے کیونکہ حقیقت ان کا اوڑھنا بچھونا ہے یہ رہتے زمین پر ہیں لیکن دل آسمانوں میں اٹکے ہوتے ہیں دنیا میں رہتے ہیں ذہن عقبیٰ میں ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علماء کی عزت کرو کہ وہ انبیاءؑ کے وارث ہیں اور جس نے

انکی تعظیم وتکریم کی اس نے گویا اللہ اور اس کے رسول کی عزت کی دوسری جگہ فرماتے ہیں علماء زمین پر اس طرح ہیں جس طرح ستارے آسمان پر ہیں کہ بحر وبر کی تاریکیوں میں اس سے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے اور جس طرح اگر ستارے چھپ جائیں تو ممکن ہے مسافر راستہ بھول جائے اسی طرح علماء کے نہ ہونے سے انسان کے گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔

فرمایا عالم کی فضیلت ایک عابد پر ایسی ہے جیسی کہ چودھویں رات کے چاند کو ستاروں پر فضیلت ہے۔

فرمایا عالم عابد پر ایسی فضیلت رکھتا ہے جیسے میں تم میں ایک ادنیٰ آدمی پر فضیلت رکھتا ہوں۔

فرمایا عالم اور عابد کے درمیان ستر درجے کا فرق ہے اور ہر درجہ میں اتنا فاصلہ ہے جتنا ستر برس میں ایک تیز رفتار گھوڑا طے کرتا ہے۔

فرمایا فقہا (علماء دین) اولیاء اللہ نہیں ہیں تو خدا کا ولی نہیں۔

فرمایا عالم کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

فرمایا وہ شخص جو ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے ہمارے بچوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے علماء کی قدر نہ کرے وہ ہماری امت میں سے نہیں ہے۔

فرمایا مسلمانو! اپنے بڑوں کے پاس بیٹھا کرو عالموں سے سوال کرو اور دانشمندوں سے ملا کرو

فرمایا اللہ کے بہترین بندے وہ لوگ ہے جن کو دیکھ کر خدا یاد آجائے ایک حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ بہترین ہم نشین ہم لوگوں کے واسطے کون شخص ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کے دیکھنے سے اللہ کی یاد پیدا ہو جس کی بات سے علم میں ترقی ہو اور جس کے عمل سے آخرت یاد آجائے۔

فرمایا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ عبادت کرنے والوں اور جہاد کرنے والوں کو ارشاد فرمائیں گے کہ جنت میں جاؤ عالم عرض کریں گے کہ اے اللہ! انہوں نے ہمارے طفیل عبادت اور جہاد کیا

اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم میری نزدیک میرے بعض فرشتوں کی مثل ہو تم شفاعت کرو تمہاری شفاعت منظور ہوگی پس وہ شفارش کریں گے پھر جنت میں داخل ہوں گے اسلاف کا کہنا ہے کہ عالم کی دو رکعت نماز جاہل کے سال بھر کی عبادت سے افضل ہے۔

علماء کے بلند درجات مختصراً بیان ہوئے جسے دیکھ کر ہر مسلمان کی خواہش ہوگی کہ وہ علماء کے جوتے کی خاک تو کجا جوتے کے نیچے کی زمین ہوتا تو کتنا سعادت منداور خوش نصیب ہوتا اسی لئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کاش میں مؤمن کے سینے کا بال ہوتا "موت العالم موت العالم" دیکھنا یہ ہے کہ اس زمانے کے علماء کا حال دیکھ کر لوگوں کا نقصان ہوتا ہے یا فائدہ یہ علماء دین ہیں یا علماء دنیا حدیث کی روح سے علماء پیغمبروں کے وارث ہیں وارث کو مورث کے ہر چیز سے حصہ ملتا ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر صفت میں سے حصہ نہیں ملا وہ عالم نہیں ایسے عالم قرآن وحدیث اور شریعت کے عالم نہیں جس میں خوف وخشیت نہیں وہ اصطلاح شرح میں عالم نہیں ظالم ہے بہت سے عالم علم ہوتے ہوئے بھی گمراہ ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ" "اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کا ریوڑ تیار کر کے اس کی حفاظت ورہنمائی کیلئے چرواہے (علماء دین) بنا دیئے کہ وہ بھیڑیوں سے ان کا خیال رکھے لیکن بعض چرواہے خود بھیڑیے بن گئے تو اس ریوڑ کا کیا حال ہوگا؟

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم میں ایک وادی (جنگل) ہے جس سے وہ (جہنم بھی) ہر روز چار سو بار پناہ مانگتی ہے اسمیں ریاکار علماء داخل ہوں گے اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر علم ہوتا ہے وہ علم والے پر وبال ہوتا ہے بجز اس شخص کے جو اس کے موافق عمل کرے حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سخت تر عذاب اس عالم کو ہوگا جسے علم نفع نہ دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس رات مجھے معراج

ہوئی میرا ایسے لوگوں پر گذر ہوا جن کے ہونٹ مقراضوں سے کاٹے جارہے تھے میں نے پوچھا تم کون ہو عرض کی ہم وہ ہیں جو دوسروں کو نیکی کا کہتے تھے لیکن خود نہ کرتے اور برائی سے لوگوں کو منع کرتے لیکن خود برائی سے باز نہیں آتے تھے بے عمل علماء ایسے ہیں جیسے مدرسہ کہ دوسروں کو اس سے فائدہ ہوتا ہے اور خود علم سے خالی رہتا ہے یا جیسے سوئی دوسروں کیلئے لباس تیار کرتی ہے خود ننگی رہتی ہے اسی لئے اللہ فرماتے ہیں" کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو" (سورہ بقرہ ۴۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انسان عالم نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے علم پر عمل نہ کرے" جاہل کی نسبت عالم پر گناہ کا وبال زیادہ ہوگا کیونکہ عالم کے گناہ میں مبتلا ہونے سے عالم تباہ ہوتا ہے اور ایک عالم اس کی پیروی کرنے لگتا ہے اسی لئے فرمایا رسول ﷺ نے کہ میں دجال کی نسبت غیر دجال سے تم پر زیادہ فکر کرتا ہوں کسی نے عرض کی کہ وہ کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ گمراہ کرنیوالے آئمہ سے ڈرتا ہوں فرمایا جو شخص علم میں زیادہ ہو لیکن ہدایت کی اس میں کمی ہو وہ اللہ تعالیٰ سے دوری میں زیادہ ہوگا۔

فرمایا قیامت میں عالم کو لایا جائیگا پھر اسے آگ میں ڈالا جائیگا اس کی آنتیں نکل پڑیں گی وہ انھیں لے کر ایسے گھومے گا جیسے گدھا چکی لئے گھومتا ہے دوزخی اس کے گرد ہوں گے اس سے پوچھیں گے تیرا کیا حال ہے وہ کہے گا میں اوروں کو عمل کا کہتا اور خود نہیں کرتا تھا برائی سے روکتا تھا لیکن خود اس کا ارتکاب کرتا کسی نے پوچھا بڑا عالم بننا چاہتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا تقویٰ اختیار کرو عالم بن جاؤ گے۔

حضور ﷺ نے کسی سے پوچھا کہ اعمال میں سے افضل عمل کونسا ہے آپ ﷺ نے فرمایا محرمات سے بچنا اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں رطب اللسان رہنا پھر کسی نے سوال کیا کہ دوستوں میں کون سا اچھا ہوتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم ذکر خدا کرو تو وہ تمہاری مدد کرے اگر تم اللہ تعالیٰ کو بھول جاؤ تو وہ تمہیں یاد دلائے پھر پوچھا کہ ساتھیوں میں کون سا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ سب میں برا ساتھی وہ ہیں جب تم اللہ کو بھولو تو وہ تمہیں یاد نہ دلائے اور جب اس کا ذکر کرو تو مدد نہ کرے پھر پوچھا لوگوں میں سے زیادہ عالم کون سا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ خوف رکھتا ہو پوچھا کہ ہم میں سے بہتر لوگ بیان فرمائیں کہ ہم ان کے پاس بیٹھا کریں آپ ﷺ نے فرمایا کہ بہتر وہ لوگ ہیں جب ان پر نظر پڑے خدا یاد آجائے پوچھا کہ تمام لوگوں میں برے کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں (یہ کلمہ ان کی شر سے پناہ میں رہنے کیلئے ارشاد فرمایا) لوگوں نے پھر عرض کیا کہ آپ ﷺ ہمیں بتائیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ علماء جب بگڑ جائیں فرمایا جو شخص اپنا علم چھپائے اسے اللہ تعالیٰ آگ کی لگام دے گا ایسے علماء سُو کی وجہ سے لوگ دین سے دور رہتے ہیں جس کے قول و عمل میں قرآن وسنت اور شریعت نظر نہ آئے وہ عالم نہیں فلم ہے علامہ نہیں ڈرامہ ہے ملا نہیں بَلا ہے مولانا نہیں کھلونا ہے مفتی نہیں خبطی ہے پیر نہیں تیر ہے بزرگ نہیں گرگ ہے ولی نہیں خالی ہے۔

علماء دین اور علماء دنیا سے متعلق اجمالاً قرآن وحدیث کی روشنی میں چند بشارتیں قدر و منزلت اور وعیدیں وعذاب پیش کئے علماء حق وعلماء سو میں تمیز کرنا ہر مسلمان کو معلوم ہونا چاہیے کیونکہ آج غیر مسلم بھی اسلام کی تعلیمات سے اس قدر آگاہ ہیں کہ وہ کسی بھی بحث ومعاملہ پر اسلامی حوالے اور دلائل دیتے ہیں تو ایک مسلمان کو علماء آخرت اور علماء دنیا کی تمیز ضروری کرنی چاہیے جو کچھ قرآن حدیث واسلام کہتا ہے اسکے رنگ واحکام ایک عالم میں نظر آنے چاہئیں اسی خاطر وآگاہی کیلئے چند سطور فیض عام کیلئے پیش خدمت ہیں۔

علماء رذیل علماء سو اور علماء دنیا کی نشانیاں:۔

حضو ﷺ نے فرمایا علماء اللہ تعالیٰ کے بندوں پر رسل کرام کے امین ہیں جب تک کہ (حکمران) سلاطین سے میل جول نہ کریں اور جب ایسا کریں تو انہوں نے رسل کرام علیٰ نبینا وعلیم صلوۃ والسلام کی خیانت کی ان سے ڈر کر ان سے الگ ہو جاؤ معلوم ہوا کہ جو علماء بادشاہ شہنشاہ صدر وزراء ایوان و پارلیمنٹ جنرلوں کے دروازوں اور کرسیوں سے چمٹے ہوئے ہیں وہ خائن ہیں ایسے علماء سے بہتر ہے وہ مکھی جو گندگی پر بیٹھی ہو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو علماء امرا کے پاس جاتے ہیں وہ حق تعالیٰ کے دشمن ہیں اور جو امرا علماء کے پاس جاتے ہیں وہ حق تعالیٰ کے دوست ہیں حضرت عمرؓ اپنے دور کے سب سے زیادہ زاہد تھے جب اہل دین کو ایسے نیک حاکم کے پاس جانے سے بھی گریز کرنا شرط ہو تو دوسرے حاکم سے میل جول رکھنا کیسا مناسب ہو سکتا ہے؟ امرا کے پاس سے دنیا میں سے کوئی چیز تب ہی ملتی ہے جب وہ عالم کے دین میں سے اس سے بہتر چیز لے لیں گے حکومتی اور شریں زبان علماء کا خیال ہوتا ہے کہ سرکار میں خوب نام کر سکتے ہیں شہرت ہو جاتی ہے جاہ و مراتب ملتے ہیں اس بارے میں رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ بعض لوگوں کی تعریف ایسی پھیل جاتی ہے کہ مشرق و مغرب میں اس کی داستانیں ہوتی ہیں وہ اللہ کے نزدیک مچھر برابر بھی نہیں ہوتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر عالم دین کے پاس نہ بیٹھو بلکہ اس عالم کے پاس بیٹھو کہ وہ پانچ امور سے دوسری پانچ چیزوں کی طرف بلائے (۱) شک سے یقین کی طرف (۲) ریاء سے اخلاص کی طرف (۳) دنیا سے آخرت کی طرف (۴) کبر سے تواضع کی طرف (۵) عداوت سے خیر خواہی کی طرف۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ صاحب تقویٰ شخص جب بادشاہ کے پاس جاتا ہے تو وہاں سے بے دین ہو کر نکلتا ہے لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ وہ وہاں بادشاہ کی خوشنودی کے

لئے ایسی چیزیں تلاش کرتا ہے جس میں اللہ کی ناراضی ہوتی ہے حضرت فضیلؒ نے فرمایا کہ اہل علم جس قدر بادشاہوں کے قریب ہوتے ہیں اس قدر اللہ سے دور ہو جاتے ہیں خلیفہ وقت محمد بن سلیمانؒ نے حضرت حماد بن سلمہؒ سے پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ جب میں آپ کو دیکھتا ہوں تو میرے دل میں ہیبت پیدا ہو جاتی ہے حضرت حمادؒ نے فرمایا اس کا سبب یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس عالم کا علم سے مقصد محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہوتی ہے اس سے سبھی ڈرتے ہیں اور جس کا مقصد دنیا ہو وہ سب سے ڈرتا ہے یہ بات ہر انسان کے ذہن میں پختہ ہے کہ علم عمل کا محتاج ہے علم حاصل کرنا خود عمل ہے عمل کے بغیر علم عذاب ہے بغیر عمل علم جہالت ہے قرآن پاک میں اللہ نے بغیر عمل کے علم والے کو اس گدھے سے مشابہت دی ہے جس پر کتابوں کا ڈھیر لدا ہوا ہو مکحول عبدالرحمٰن بن غنمؒ نے فرمایا کہ مجھ سے دس صحابہ کرامؓ نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ہم علم کا چرچا مسجد قبا میں کرتے تھے کہ حضور ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ جس قدر چاہو سیکھ لو اللہ تم کو ہرگز ثواب نہ دیگا جب تک کہ عمل نہ کرو گے آج علم بہت زیادہ اور عمل کی شدید قلت ہے جس کی پیش گوئی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان الفاظ میں کر دی تھی کہ ”عنقریب اللہ تعالیٰ تمہاری باتوں سے عجم کو بھر دے گا“ ایک روایت میں ہے کہ قراء بکثرت ہوں گے کیڑوں کی طرح ایک اور روایت میں ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید سے پہلے ایمان عنایت ہوا تھا اور عنقریب تمہارے بعد کچھ لوگ آئیں گے ان کو ایمان سے پہلے قرآن ملے گا کہ وہ اس کے الفاظ و حروف کو درست کریں گے اور اس کے حدود یعنی امر و نہی ضائع کریں گے اور کہیں گے کہ ہم نے پڑھا ہے ہم سے زیادہ پڑھنے والا کون ہے اور ہم نے جانا ہے ہم سے زیادہ جاننے والا کون ہے ان کا قرآن سے حصہ بھی اس قدر ہے یہ لوگ اس امت کے برے ہیں آج یہی کچھ دیکھنے میں آرہا ہے ہر محفل ہر مجلس ہر جگہ میں لوگوں میں گردن بلند کر کے بولنے والے بے شمار ہیں ہر کوئی زیادہ سے زیادہ دلائل و منطق اور فلسفہ بیان کر کے خود کو زیادہ

جاننے والا دکھاتا ہے دنیاوی محفلوں میں دعوتوں میں اُمت کے تعلیم یافتہ حضرات عجیب وغریب خودساختہ فلسفہ اور طبیعت کی باتیں دین ومذہب میں شامل کر کے ایک دلفریب وپرکشش خاکہ پیش کرتے ہیں اور ہر کوئی خود کو بڑا عالم بڑا جاننے والا بڑا باعمل پیش کرنے کا ڈرامہ کرتے ہیں اور دنیاوی علماء منبر ومحراب نکاح وجنازہ میں ایسی تیز وتند باتیں کرتے ہیں کہ رعب دار ہونے کا جھانسہ دیتے ہیں اور بعض دھواں دار تقریریں کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت علیؓ اور عبداللہ بن عباسؓ یاد آجاتے ہیں جو ایک شخص پر گذرے کہ وہ لوگوں کے سامنے تقریر کر رہا تھا ارشاد فرمایا کہ یہ یوں کہتا ہے کہ مجھے جان لو اور حضور ﷺ نے فرمایا جو باتونی ہوتا ہے اس کی گفتگو میں اکثر غلطی واقع ہو جاتا ہے اور ایسا شخص بڑا گنہگار ہوتا ہے اور بڑا گنہگار ہو جہنم کی آگ اس کے لئے اولیٰ ہے اور یہ امر ہماری محفلوں میں صاف نظر آتا ہے کہ کم علم لوگ کثرت سے باتیں کرتے ہیں اور ہر فن مولا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور یہ تجربہ آپ سائنسی طور پر بھی کریں کہ خالی برتن کی آواز زیادہ ہوتی ہے اور بھرے برتن خاموش رہتے ہیں اسی لئے حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ بالعموم منہ میں پتھر رکھے رہتے تاکہ بات نہ کر سکیں حالانکہ آپ کے بارے میں حضور ﷺ نے شہادت دی کہ اگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایمان تمام عالم کے ایمان سے تولا جائے تو اس کا پلڑا بھاری رہے گا پہلے زمانے میں لوگ یوں کہتے کہ فلاں شخص عالم ہے اور فلاں متکلم آج کے زمانہ میں خوش گفتاری اور خوش کلامی اور لچھے دار مرغوب باتیں کرنے والے کو لوگ عالم سمجھتے ہیں آج کثرت علماء اس خود بینی اور جاہ وحشمت کے اس حصار میں مقید ہیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سرکاری عہدہ قبول نہ کرنے پر قید ہی میں وفات پا گئے اور ان کے پیروکار کے کثرت علماء سرکاری عہدہ نہ ملنے پر موت کے قریب ہیں مطلوب حکومت کی بجائے طالب حکومت ہیں غرباء مساکین یتیم بیواؤں سے نفرت امراء روساء وزراء سے محبت ہی نہیں خود بننے کی تگ ودو میں ہیں جو کہتے ہیں کرتے نہیں عمل کی دعوت دیتے ہیں خود بے عمل ہیں عزت کو حکومت اور حکومت کی چوکھٹوں پر ڈھونڈتے

ہیں اللہ کی آیتوں اور فتووں کو بیچتے ہیں حلال کو حرام ،حرام کو حلال کرتے ہیں خان ملک سردار اور وڈیرہ چوہدری نواب زمیندار و جاگیردار کی چاہت کو آیات سے ملاتے ہیں اُمت پانچ وقت دن میں انھیں حاضری دیتی ہے اتنی حاضری پنڈت کو ہندو پادری کو عیسائی اور حبر کو یہودی نہیں دیتے پھر بھی ان کا کہنا ہے کہ اُمت بگڑ گئی ہے؟ حقیقت تو یہی ہے کہ اسلام اور مسلمان کو عیسائیت اور عیسائی یہودیت اور یہودی نے اس قدر نقصان پہنچایا ہے نہ پہنچا سکتا ہے جس قدر دنیاوی علماء نے اسلام اور مسلمان کو پہنچایا ہے عیسائی اور یہودی کو عالم دنیا کی نسبت مسلمان کرنا نہایت آسان ہے اسلام میں امت کا مسئلہ نہیں دنیاوی علماء کا مسئلہ ہے اسلام میں جتنے غلط فرقے ہیں یہ سب علماء سُو کے ہی بنائے ہوئے ہیں ایک عام مسلمان سو سال کسی نئے فرقے کی دعوت و تبلیغ کرے تو ایک بھی پیروکار نہ ملے گا جبکہ ایک عالم چاہے تو دنوں میں سینکڑوں ہزاروں پیروکار بنالیتا ہے۔

حضرت ابودرداؓ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاءؑ کو وحی بھیجی کہ جو دین کے سوا اور لالچ کیلئے عالم بنتے ہیں تا کہ عمل کرنے کے لئے بلکہ آخرت کے عمل سے بھی دنیا طلب کرتے اور لوگوں کی نظروں میں بکروں کی کھال پہنتے ہیں لیکن انکے دل بھیڑیوں جیسے ہیں ان کی زبان شہد سے میٹھی اور دل معبدے سے زیادہ کڑوا ہے وہ مجھے فریب دیتے ہیں بلکہ میرے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہیں آپ انھیں کہہ دیں کہ میں ان کے لئے ایسا فتنہ برپا کروں گا جس پہ دنیا والے حیران رہ جائیں گے اور ایک جگہ فرمایا آخر زمانے میں عابد جاہل ہوں گے اور علماء فاسق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے موٹے عالم کو، ان احادیث کی روشنی میں دیکھیں کہ واقعی علماء رذیل کو آج کے دور میں اللہ نے کن فتنوں میں مبتلا کر رکھا ہے کہ دنیا والے ان علماء سُو کے اعمال پر حیرت زدہ ہیں اور جو علماء بغیر کسی مرض کے موٹے ہیں انکی فربہی باعث شرمندگی ہے کیونکہ خوف والا جسم کبھی فربہ نہیں ہوسکتا حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ مجھے تین آدمیوں پر ترس آتا ہے (۱) اپنی قوم میں عزت رکھتا تھا پھر وہ ذلیل ہوگیا (۲) اپنی قوم

میں مالدار تھا پھر وہ مفلس ہو گیا (۳) وہ عالم جس سے دنیا کھیلا کرتی ہو حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ علماء کا عذاب دل کا مر جانا ہے اور دل کی موت یہ ہے کہ آخرت کے عمل سے دنیا کی طلب ہو اور پھر فرمایا مجھے اس سے تعجب ہے جو ہدایت دیکر گمراہی خریدے اس سے بڑھ کر تعجب کیا ہے جو دین دے کر دنیا خریدے لیکن ان دونوں سے بڑھ کر مجھے اس پر تعجب ہے جو دنیا لے کر دین بیچے۔

ایک شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت کیا کرتا تھا عوام میں اس نے کہنا شروع کر دیا کہ مجھ سے موسیٰ صفی اللہ نے ایسا کہا اور موسیٰ نجی اللہ نے ایسا کہا اور موسیٰ کلیم اللہ نے یوں ارشاد فرمایا یہاں تک کہ اس کے پاس بہت سا علم ہو گیا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے نہ دیکھا تو اس کا حال پوچھنا شروع کیا مگر کہیں اس کا سراغ نہ ملا یہاں تک کہ ایک دن وہ آپ کی خدمت میں ایک خنزیر کے گلے میں سیاہ رسی ڈالے ہوئے لایا گیا اور عرض کیا گیا کہ آپ فلاں شخص کو جانتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں کہا گیا یہ خنزیر وہی شخص ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا کہ یا اللہ اس کو اصلی صورت پر بنا دے تا کہ اس سے پوچھوں کہ کس وجہ سے اس نوبت تک پہنچا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اگر تم ان صفات سے مجھے یاد کرو گے جو آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کے انبیاءؑ اور اولیاء نے مجھ پکارا ہے تب بھی میں اس کی اصلی شکل کے لئے نہ مانوں گا لیکن جس سبب سے میں اس کی صورت مسخ کی ہے وہ بتائے دیتا ہوں کہ یہ شخص دین کے بدلے میں دنیا طلب کیا کرتا تھا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً اور ایک روایت مرفوعاً مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "عالم کی مصیبت یہ ہے کہ بولنا اس کے نزدیک صرف لوگوں کو سنانے کے لئے اچھا ہو حالانکہ تقریر میں زینت اور زیادتی ہو جاتی ہے اور صاحب تقریر خطا سے مامون نہیں اور خاموشی میں سلامتی اور علم ہے علماء میں سے بعض وہ ہیں کہ اپنے علم کو جمع رکھتا ہے یہ نہیں چاہتا کہ وہ دوسرے کو بھی ہو تو وہ شخص دوزخ کے پہلے طبقے میں ہوگا اور بعض وہ ہیں کہ اپنے علم میں باشاہوں کی طرح ہیں کہ اگر اس پر کچھ اعتراض

کیا جائے یا اس کے حق میں کچھ سُستی کی جائے تو آگ بگولہ ہو جائے یہ شخص دوزخ کے دوسرے طبقے میں ہوگا اور بعض وہ ہیں کہ اپنے علم اور عمدہ حدیثوں کو خاص شرف اور دولت والوں کے لئے بیان کرتا ہے اور جن لوگوں کو احادیث کی حاجت ہوتی ہے ان کو اہل نہیں جانتا یہ شخص دوزخ کے تیسرے طبقے میں رہے گا اور بعض وہ ہیں کہ اپنے آپ کو فتویٰ کے لئے تیار رکھتا ہے اور سخت حکم بتاتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ تکلیف دینے والوں سے بغض رکھتا ہے یہ شخص دوزخ کے چوتھے طبقے میں رہے گا اور بعض وہ عالم ہیں کہ اپنے علم کو لوگوں میں بلندی اور یادگار اور مروت ٹھہراتے ہیں وہ چھٹے طبقے میں رہے گا اور بعض وہ ہے کہ کبر اور عجب کو خفیف جانتا ہے اگر وعظ کہتا ہے تو سختی کرتا ہے اور اگر اس کو کوئی نصیحت کرتا ہے تو ناک چڑھاتا ہے ایسا شخص دوزخ کے ساتویں طبقے میں ہوگا"۔

علمائے بے عمل کی عزت وتقلید کرنا گویا دین اسلام کو گرانے میں مدد دینا ہے علماء رذیل وذلیل دین اسلام میں دیمک ہیں ان پر تھوکنا تھوک کی بے حرمتی ہے یہ وہ جوتے ہوتے ہیں جو دنیا کے کسی بھی امیر آمر فاسق فاجر کے پاؤں پر درست آتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا عالم لغزش کرتا ہے تو اس کی لغزش سے ایک عالم کو لغزش ہو جاتی ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ تین باتیں ہیں جن سے دنیا کے لوگ برباد ہو جاتے ہیں ان میں سے ایک عالم کی لغزش ہے، شیخ عبدالقادر جیلانی کے پاس ایک عورت اپنا بچہ لے آئی اور شکایت کی کہ یہ بچہ میٹھا بہت کھاتا ہے آپؒ نے فرمایا اس بچے کو ایک ہفتے بعد لانا ایک ہفتے بعد جب وہ عورت آئی اور بچے کو پیش خدمت کیا آپؒ نے بچے کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرا اور فرمایا بچے میٹھا زیادہ نہ کھایا کرو تمہاری ماں تمہاری وجہ سے پریشان ہے عورت نے عرض کیا یہ الفاظ تو آپ ہفتہ پہلے بھی فرما سکتے تھے فرمایا میں خود میٹھا بہت کھاتا تھا اگر میں اس بچے کو ہفتہ پہلے کہتا تو وہ ہرگز کہنا نہ مانتا میں نے ہفتہ بھر خود میٹھا کھانا کم کیا اور اب اس بچے کو بھی کم کھانے کو کہا تو انشاء اللہ یہ ضرور کہنا مانے گا۔

دیکھیئے اللہ کے محبوب ومقرب بندہ خاص کوایک بچے کی خاطر ایک معمولی شکایت کی خاطر اس عمل سے اجتناب کرتا ہے اور پھر نصیحت فرماتا ہے اب علمائے دنیا کو دیکھئے کہ منبر محمد ﷺ پر بیٹھ کر دوسروں کو شراب ،زنا، جوا، نشہ، حرام بدکاریاں چھوڑنے کی نصیحت کرتا ہے یہ اللہ جل جلالہ رسول اللہ ﷺ اور امت کے ساتھ دغا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حق مردوں سے مت پہچانو بلکہ حق معلوم کرلو پھر حق والوں کو خود جان جاؤ گے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کی روشنی میں عین معلوم ہے کہ حق صرف اور صرف قرآن اور سنت ہے جب حق معلوم ہو چکا تو حق والے وہ ہیں جو عین قرآن وسنت کے دائرے میں رہتے ہیں وہی معلم ہیں وہی عالم ہیں اور جو قرآن وسنت کے دائرے سے ذرہ بھر باہر ہیں وہ متکلم ہیں وہ ظالم ہیں علمائے حق اور علماء سو کے پہچان کا بہترین خوردبین قرآن وسنت ہے اور علماء آپ کو اس خوردبین میں قرآن وسنت کے مطابق ملیں یہ وہ علماء ہیں جن کے بارے میں نبی آخرالزمان امام الانبیاء نے فرمایا کہ میری امت کے علماء کا درجہ بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے برابر ہے جس طرح صحابہ کرامؓ پر رسول اللہ ﷺ کا ادب واحترام فرض تھا اس طرح ہم پر بھی پیغمبروں کے ورثاء کا ادب واحترام ایسا ہی فرض ہے اگر صحابہ کرامؓ کے دل میں حضور ﷺ کی عزت واحترام نہ ہوتا تو آپ ﷺ کی ہدایت اور نجات آخرت کی باتوں کا اثر نہ ہوتا اور ایمان ودین حق سے محروم رہ جاتے اگر ہم علماء کا عزت واحترام نہ کریں گے تو ان کی شرعی ہدایات کا ہم پر اثر نہ ہوگا اور بدنصیب وبدبخت ہم ہی ہوں گے آج لوگ علماء کیساتھ عوام جیسا ہی سلوک کرتے ہیں جو کہ بہت بڑی بے ادبی اور زیادتی ہے جس میں سراسر ہمارا ہی نقصان ہے آسمان کے یہ تارے ہمارے ہی ایمان کی تازگی کا ذریعہ ہیں دین ودنیا کے خطرات وآفات وبلّیات سے بچاؤ کیلئے ہمارے ریوڑ کے چرواہے ومحافظ ہیں محض اپنا خیال وخواہش اور فلسفہ پورا کرنے کیلئے بدگمانی وبلاتحقیق سے علماء کی بات رد کرنا بہت بڑا ظلم

ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ''جس بات کی تجھ کو تحقیق نہ ہو اس پر عمل درآمد نہ کیا کر کان اور آنکھ اور دل ہر شخص سے ان سب کی پوچھ ہوگی'' (سورہ بنی اسرائیل آیت ۳۶) علمائے بے عمل اگرچہ شجر بے ثمر ہیں لیکن اس شجر کے فوائد بھی اپنی جگہ ہیں جیسے اس کے سایہ، پتے اور لکڑی سے کام لیئے جاسکتے ہیں عین جیسے ہم ان علماء کی باتوں سے بہت کچھ سیکھتے ہیں جس مسلمان کے سر پر کسی عالم باعمل کا ہاتھ نہیں وہ دینی یتیم ہے، ریوڑ کا مویشی اور بھیڑیا اسکا شکاری ہے۔

مقام حدیث

حدیث حکم خدا اور کلام رسول ہے حدیث کے لغوی معنی بات چیت یا خبر کے ہیں جو رسول خدا سے متعلق ہو۔ حدیث رسول مقبول ﷺ کے قول، فعل، سیرت اور حال کو کہتے ہیں "اور ہم نے تمام پیغمبروں کو خاص اسی واسطے مبعوث فرمایا کہ بحکم خداوندی ان کی اطاعت کی جائے" (سورہ نساء) "پھر وہ وہی کام کرتے ہیں جس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور گناہ اور زیادتی اور رسول ﷺ کی نافرمانی کی سرگوشیاں کرتے ہیں (سورہ مجادلہ) "آپ ﷺ فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو اللہ تعالی تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے" (سورہ عمران) منافقین اور منکرین کی یہ خاص پہچان ہے کہ وہ ہمشہ ریشہ دوانیاں کرتے ہیں اور چپے چپے چوروں کی طرح مختلف مقامات پر مل بیٹھ کر زہر اگلتے رہتے ہیں ان کے ٹھکانے خفیہ کمرے بیٹھک اور باہمی گھر ہوتے ہیں۔ کفار نے جہاں ہر عقیدہ اسلامی کو چھیڑنے کی کوشش کی وہاں اس نے تعلیمات رسول کریم ﷺ کو خلط ملط اور بے قدر کرنے کی بھی بھر پور کوشش کی لیکن حکم خدا کو کون بے قدر کر سکتا ہے؟ تعلیمات رسول ﷺ اور حدیث پر عمل کرنے کی خداوند ذوالجلال کی طرف سے تاکید ہے جبریلؑ حدیث بھی نازل کرتے تھے ﴿کان جبریل ینزل علی النبی السنته کما ینزل علیه بالقرآن﴾ سنن دارمی۔

منکرین حدیث مختلف بے دین گھروں میں بل میں بیٹھ کر حدیث کی طرف سے متضاد قسم کے خیالات بیان کر کے اشاعت میں لاتے ہیں یہ لوگ دنیاوی تعلیم یافتہ سادہ لوح افراد کو گمراہ کرنے کے مشن پر ہیں اور افسوس کا مقام اسلامی ملک سے ایسے مطبوعات چھپتے ہیں جن پر غیر مسلم بھی معترض ہیں منکرین حدیث کہتے ہیں لکھتے ہیں بولتے ہیں۔

(۱) قرآن سمجھنے کے لئے حدیث کی ضرورت نہیں ہر شخص اپنے دماغ سے قرآن سمجھ سکتا ہے

(۲) حدیث کا پورا سلسلہ قرآن کے خلاف عجمی سازش ہے۔

(۳) حضور ﷺ نے جو احکام بیان فرمائے وہ صرف حضور ﷺ کے زمانے کے ساتھ مخصوص تھے

(۴) حضور ﷺ کا قول و فعل حجت تو ہے مگر چونکہ ہم تک باوثوق ذرائع سے نہیں پہنچا اس لئے ظنی ہونے کی وجہ سے قابل اعتماد نہ رہا۔

(۵) وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا مجھ سے قرآن کے سوا کچھ نہ لکھو اور جس نے لکھا ہو مٹا دے۔

دراصل ان اعتراضات کا مقصد صرف اور صرف قرآن اور حدیث کی تعلیمات سے مسلمانوں کو دور کرنے کی سازش ہے اور اس کفریہ نظریہ کے لوگ کبھی کھل کر سامنے نہیں آتے اور نہ ہی یہ علمی مناظرہ کرتے ہیں بس منافقین کی طرح ایک دوسرے کو باہم باتوں سے پہچان لیتے ہیں اور موقع پاتے ہی میٹھی زبان سے زہر اگلتے ہیں ان کے اعتراضات کے مکمل مدلل ان گنت جوابات کافی وشافی دین وشریعت میں بھرے پڑے ہیں ایک عام مسلمان تک کو علم ہے کہ احادیث پاک ﷺ اور سنت نبوی ﷺ کس طرح ایک مسلمان کو زندگی گزارنے کیلئے ناگزیر ہیں احادیث کا جو مقام فضیلت ضرورت دین اسلام میں مقرر ہے اس کے بغیر اسلامی زندگی نامکمل ہے حدیث کے بغیر چارہ نہیں حدیث کے متعلق رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے ﴿عن الحسین قال قال النبی ﷺ اذا کتبتم الحدیث فاکتبوہ باسنادہ﴾ ''یعنی حدیث کو سند کے ساتھ لکھا کرو'' (مسند احمد بن حنبل جلد ۴) اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا ''میرے اور میرے اصحاب اور سابقین کے خلفاء وہ ہیں جو اللہ کی رضا کے لئے قرآن حفظ کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں اور میری حدیثوں کی روایت کرتے ہیں (جامع صغیر) ایک اور جگہ ارشاد فرمایا جو شخص میری چالیس حدیثیں بہ اُمید مغفرت لکھے گا اللہ اس کو بخش دے گا (مسند احمد) حضور ﷺ نے فرمایا ''کہ قرآن کے برابر حدیث کی بھی ضرورت ہے'' خود قرآن پاک میں متعدد مقامات پر احادیث رسول ﷺ پر عمل کرنے کا حکم ملتا ہے سورہ نجم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ''محمد ﷺ وہی کہتے ہیں جو وحی ہوتی

ہے'' سورہ احزاب میں ارشاد ربانی ہے ''تمہارے لئے رسول ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے '' سورہ نساء میں ارشاد ہے ''اطاعت کرو اللہ کی اور اسکے رسول کی'' سورہ نساء میں پھر ارشاد ہے ''جب تک لوگ آپ ﷺ کے فیصلوں پر پورے طور سے عمل نہ کرے ایمان دار نہیں ہو سکتے'' سورہ احزاب میں پھر ارشاد ہے ''جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی وہ بڑا ہی گمراہ ہے'' اور آپ ﷺ نے حجتہ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا ''میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں جس کے بعد تم گمراہ نہیں ہو سکتے اللہ کی کتاب اور میری سنت یہ دونوں باہم ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے جب تک کہ حوض کوثر پر پھر میرے سامنے نہ آ جائیں'' آپ ﷺ نے فرمایا'' اللہ اس بندے کو آباد کرے جس نے میری باتوں کو سنا اور دوسروں تک پہنچایا'' آیئے ہم علمی، قرآنی عقلی دلیل کے طور پر دیکھتے ہیں کہ کیا حدیث کے بغیر چارہ ہے اور حدیث کی حقیقت کیا ہے؟

(۱) قرآن کی تعلیم کا جو فریضہ حضور ﷺ کے ذمے لگایا گیا جب آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کو تعلیم کرتے تو کسی آیت کے متعلق دریافت یا سوال ہوتا تو کیا آپ ﷺ قرآن ہی کی کوئی آیت پیش فرماتے ؟ کہ قرآن کو قرآن سے سمجھو قرآن تو علوم کا خلاصہ ہے آپ دنیا میں کسی بھی کتاب یا معلم کے بارے میں ہمیں بتائیں کہ تعلیم کرتے وقت کسی مثال کسی نمونہ کسی حوالہ کے بغیر تعلیم ہو جاتی ہے ؟اور اگر کتاب میں معلم سے سوال کیا جائے تو جواب میں کتاب ہی کا متن پڑھ کر جواب دیا جاتا ہے؟

(۲) اگر قرآن مجید سمجھنے کے لئے حدیث کی ضرورت نہیں ہر شخص اپنے دماغ سے قرآن خود سمجھ سکتا ہے تو پرویز (علیہ ماعلیہ) نے معارف القرآن لکھ کر مجنون ہونے کا ثبوت کیوں دیا؟ اگر مجنون نہیں تو یہ امر یقینی کہ ان کا کوئی معین عقیدہ و نظریہ نہیں۔

(۳) ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيٰتِهٖ

وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ یہ آیت معنی اور مفہوم کے لحاظ سے قطعی طور پر محکم ہے اسمیں صاف دلالت ہے کہ رسول ﷺ کا کام صرف بلاغ پہنچانے کا نہ تھا بلکہ آپ ﷺ کتاب وحکمت کے معلم اور مسلمانوں کیلئے مزکی بھی تھے۔

(۴) اگر نبی کا حدیث قابل اعتبار نہیں تو قرآن میں جا بجا ﴿اطیعو اللہ﴾ کے ساتھ ﴿اطیعو الرسول﴾ کا لفظ بار بار کیوں آیا ہے؟

(۵) رسول اللہ ﷺ سے قبل انبیاء علیہم السلام کی احادیث قرآن میں مذکور ہیں ان کی احادیث ان کی امت پر واجب الا تباع ہونا قرآن سے ثابت ہے تو سید الانبیاء کی حدیث ہم پر کیوں واجب العمل نہ ہوگی؟ قرآن سے بڑھ کر حجت حدیث پر کیا واضح دلیل دی جاسکتی ہے۔

(۶) ﴿عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَکُمْ الخ﴾ سے معلوم ہوا کہ ابتداء میں رمضان شریف کی رات جماع کرنا حرام تھا یہ حرمت حدیث ہی سے تھا قرآن میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔

(۷) ﴿وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ الآیہ﴾ اُحد کے موقع پر نازل ہوئی جس میں مذکور ہے کہ بدر میں اللہ نے انزال ملائکہ کا وعدہ فرمایا تھا حالانکہ قرآن میں موقع بدر پر اس قسم کا کوئی وعدہ مذکور نہیں معلوم ہوا کہ انزال ملائکہ کا وعدہ وحی غیر متلو سے تھا جو حدیث ہے۔

(۸) ﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ کُنْتَ عَلَیْهَا الخ﴾ آیت سے معلوم ہوا کہ بیت المقدس کی طرف استقبال حکم الٰہی تھا حالانکہ قرآن مجید میں اس حکم کا ذکر نہیں۔

(۹) قرآن میں حضرت ابراہیمؑ کے خواب کا واقعہ صریح دلیل ہے کہ نبی کا خواب بھی حجت اور واجب العمل ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں ذبح کا حکم پر عمل اور عزیز ترین اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کے ذبح پر اقدام کرنا بھی وحی غیر متلو تھا۔

(۱۰) بہت سے انبیاء علیہم السلام کتاب کے بغیر مبعوث ہوئے ہیں اگر قول رسول حجت نہیں تو بغیر کتاب کے انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے فائدہ کیا؟

(۱۱) ﴿لِتُكَبِّرُ اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ﴾ میں ارشاد فرمایا کہ احکام حج اللہ کے بیان کے مطابق ادا کرو حالانکہ قرآن مجید میں احکام حج کی تفصیل مذکور نہیں۔اس آیت میں حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں احکام حج کی تفصیل موجود ہے۔

(۱۲) قرآن میں ہر چیز کا بیان اجمالاً ہے اس کی تفصیل وتشریح حدیث میں ہے نماز کے اوقات تعداد رکعات فرائض وواجبات کی تفاصیل، صوم وزکوٰۃ کے مفصل احکام حج کے مناسک قربانی وغیرہ خرید وفروخت امور خانہ داری ازدواجی معاملات معاشرت کے قوانین پیدا ہونے سے لیکر لحد وقیامت وابد کی زندگی تک کے تمام امور کی تفصیل حدیث ہی سے ثابت ہے حدیث سے انکار سارے نظام اسلامی سے انکار نہیں بلکہ اسلام چھوڑنے کے مترادف ہے۔

(۱۳) بول وبراز کتے گیدڑ وغیرہ کی حرمت کا قرآن میں ذکر نہیں یعنی کتا گدھا گیدڑ چوہا حتیٰ کہ پیشاب پاخانہ وغیرہ کا کھانا منکرین حدیث کیلئے فرض ہے بلکہ فرض وثواب سمجھ کر یہ چیزیں شب وروز کھاتے ہیں ''قرآن میں مذکورہ چیزوں کے سوا ہر چیز کا کھانا فرض ہے کھانے سے انکار کر دینا گناہ اور خدا کے حکم کی معصیت ہے'' ﴿طلوع اسلام جون ۵۲ء﴾

(۱۴) کلمہ لا اِلٰہ اِلَّا اللہ محمد رسول اللہ جو دین اسلام کی بنیاد اور داخلہ در دائرہ اسلام ہے قرآن میں مذکور نہیں حدیث سے مکمل کلمہ ثابت ہے حدیث سے انکار ہوا تو دائرہ اسلام سے خارج ہوئے۔

(۱۵) غور طلب امر یہ ہے کہ اگر قرآن کو قرآن سے سمجھا جائے ایک آیت کا بیان دوسری آیت سے کیا تو اس آیت کے لئے بھی دوسری آیت کی ضرورت ہوگی دوسری کے لئے تیسری، تیسری کے لئے چوتھی، چوتھی کے لئے پانچویں اسی طرح یہ دور اور تسلسل ضرور آئے گا اور یہ دونوں امر باطل ہیں اور باطل کا مستلزم خود باطل ہوتا ہے معلوم ہوا کہ قرآن کا بیان خود قرآن سے باطل ہے لہذا قرآن کا بیان غیر قرآن سے ہوگا جو حدیث ہے اور اسی لئے اہل اسلام کا دعویٰ ہے کہ دنیا کے تمام علوم قرآن سے نکلے ہیں۔

(۱۶) اگر حدیث کا پورا سلسلہ قرآن کے خلاف عجمی سازش ہے اس لئے قابل اعتبار نہیں تو قرآن بھی عجمیوں کے وساطت سے ہم تک پہنچا ہے پھر قرآن پر کیسے اعتبار کیا جائے؟

(۱۷) اگر حضور ﷺ کے احکام صرف آپ کے زمانے کے ساتھ مخصوص تھے تو اللہ نے آپ ﷺ کو قیامت تک نبوت کیوں دی اور آپ ﷺ کو خاتم النبین کی تعلیمات وعملیات کو اللہ نے نمونہ و مثال تا قیامت واجب الاتباع کیوں لازماً قرار دیں؟

(۱۸) اگر کلام اللہ کو سمجھنے کے لئے معلم پیغمبر کی ضرورت نہیں تو رسول کیوں مبعوث فرمائے گئے؟

(۱۹) صحابہ کرامؓ اہل لسان تھے محاورات مشاہدہ شان نزول سے واقف تھے اُن کو معلم کی ضرورت تھی اور ہم کتاب اللہ کو خود سمجھیں؟ حدیث قرآن کی پہلی تفسیر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہلے مفسر ہیں۔

(۲۰) اگر حدیث حجت نہیں تو صحابہ تابعین تبع تابعین متقدمین متاخرین علماء صلحاء ہمہ اسلاف آج تک اجتماعی غلطی پر چلے آرہے ہیں؟ اور اگر یہ صحابہ وآئمہ محدثین جمیع سلف صالحین ساڑھے چودہ سو سال سے اجتہادی غلطی کرتے آئے ہیں تو پھر اسلام کیا ہے؟ مسلمان ہے کون؟ نعوذ باللہ اسلام کی حفاظت کا ذمہ جو اللہ نے لیا ہے وہ غلط ہے؟ ساڑھے چودہ سو سالہ زندگی میں صرف پرویز محافظ پیدا ہوا؟ جو پاکستان بننے سے قبل ہندوستان میں دہلی کے سیکرٹریٹ میں بیوروکریٹس کے بچوں کے معلم تھے۔

(۲۱) رسول کریم ﷺ نے بعض معاملات میں بمقتضائے مصلحت وحکمت تغیر وتبدل بھی فرمایا حدیثوں میں ناسخ ومنسوخ بھی ہے چونکہ قرآن نازل ہو رہا تھا نیا نیا معاملہ تھا صحابہؓ اچھی طرح تعلیم نہیں پا چکے تھے اسلیئے آپ ﷺ نے بنظر احتیاط کہ کہیں غلطی سے کلام اللہ اور کلام رسول ﷺ میں اختلاط نہ ہو جائے آپ ﷺ نے ان دنوں حدیث لکھنے سے منع فرمایا جب صحابہ کرامؓ اس قابل ہو گئے کہ وہ دوسروں کو تعلیم دینے لگے تو آپ ﷺ نے تحریر حدیث کی اجازت دی اسلیئے

منع کرنے والی حدیث اجازت کی حدیث سے منسوخ ہوگئی۔

منکرین حدیث کے عقیدے سے بھی حدیث تحریر کرنے کا ثبوت ملتا ہے کیونکہ بقول ان کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو احکام بیان فرمائے وہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ مخصوص تھے لہٰذا منع کرنے کا حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ مخصوص ہوا اب منکرین حدیث کو حدیث لکھنی چاہئیے؟

رسول کریم ﷺ نے خود حدیثیں لکھائیں اور آپ ﷺ کی لکھائی ہوئی حدیثیں آج تک موجود ہیں ان میں سے بعض کے فوٹو بھی شائع ہوئے ہیں۔ اگر حدیثیں قابل اعتبار نہ ہوتیں تو آپ ﷺ خود نہ لکھتے اور نہ روایت کی ترغیب دیتے آپ ﷺ نے فرمایا ﴿فلیبغ الشاھدمنکم الغائب﴾ ''پس پہنچادے آپ میں سے حاضر لوگ غائب لوگوں کو'' عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے خدمت نبوی میں عرض کیا کہ جو حدیثیں میں نے آپ سے بالمشافہ سنی ہیں ان کے لکھنے کی اجازت فرمائیں حضور ﷺ نے اجازت دے دی پھر عبداللہؓ نے دریافت کیا کہ صرف حالت نشاط کی حدیثیں لکھوں یا حالت غضب کے بھی آپ ﷺ نے اپنے دہن مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس منہ سے سوائے حق کے اور کچھ نہیں نکلتا چنانچہ انھوں نے حدیث نبویہ کو جمع کیا اور اس کا نام الصادقہ رکھا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے سب سے زیادہ حدیثیں یاد ہیں حضور ﷺ نے معاذ بن جبلؓ کو ایک خدمت پر بھیجتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم کس طرح فیصلہ کرو گے؟ حضرت معاذؓ نے عرض کیا کہ پہلے قرآن پر نظر کروں گا پھر آپ ﷺ کے قول و عمل سے استدلال کروں گا پھر اجتہاد سے کام لوں گا آپ ﷺ نے اس پر مسرت کا اظہار فرمایا حضور ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے ﴿تسمعون ویسمع منکم ویسمع ممن یسمع منکم﴾ ''تم سناؤ گے (حضور ﷺ کی باتیں) اور تم سے سنایا جائیگا اور ان سے سنا جائے گا جنہوں نے آپ سے سنا ہے''

بعض تاریخ سے ناواقف اور معاند لوگوں کا خیال ہے کہ علم حدیث صرف حدیث بیان کرنے کا نام

ہے اور مسلمان آئمہ ومحدثین محض حدیث سن کر قلمبند کرتے آرہے ہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ علم حدیث ایک وسیع اور گہرا علم ہے اور محدثین نے کمال جان فشانی کر کے جھوٹی و سچی حدیثوں کی جانچ کے لئے علم الروایۃ وعلم الدرایۃ ایجاد کیئے اور وہ علوم جن سے حدیثوں کی جانچ پڑتال ہوتی ہے مسلمانوں نے عظیم الشان علم الرجال ایجاد کیا جس کی بدولت آج پانچ لاکھ اشخاص کا حال معلوم ہو سکتا ہے مسلمانوں کے اس کمال فن وجانفشانی کو پرکھ کر متاثر ہو کر ڈاکٹر اسپرنگر نے لکھا ہے کہ ''کوئی قوم دنیا میں آج تک ایسی نہیں گذری جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال جیسا فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ اشخاص کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔

اسلیئے حدیث جب تک اصول روایت واصول درایت کے موافق صحیح ثابت نہ ہو علم الرجال میں قبول نہیں کی جاتی پرویز جیسے کم علم کج فہم ہٹ دہرم اور معترض ادنی درجے کی کتابوں اور راویوں کے تلاش میں رہتے ہیں اسی لئے حضور ﷺ کی ممانعت تحریر حدیث پیش کر کے امت میں انتشار کا ناکارہ بیج بونے کی کوشش کی جو آج تک اُگا ہ نہیں پرویز کے علاوہ بعض مسلمان جن کی معلومات محدود ہیں کہہ دیتے ہیں کہ عہد رسول کریم ﷺ میں قرآن کے سوا حدیث نہیں لکھی گئی مشہور مورخ عبدالصمد صارم الازہری کے اجمالی بیان میں حضور ﷺ کے عہد مبارک کی تین سو کے قریب تحریرات کا ذکر ہے اور ان کے متعلق کافی ثبوت پیش کیے گئے ہیں ہم یہاں اجمالاً ان کا ذکر کرتے ہیں بالخصوص ان تحریرات کا جن میں سے تیرہ (۱۳) کے علاوہ باقی ساٹھ (۶۰) کا تعلق حدیث سے ہے یوں تو آپ ﷺ کی ہر تحریر وتقریر حدیث ہے (تقریر سے مراد حضور ﷺ کے سامنے کسی شخص نے کوئی کام کیا اور آپ ﷺ نے اس کام کو دیکھا یا سنا اور اس سے آپ ﷺ نے نہ تو منع فرمایا اور نہ انکار کیا آپ ﷺ کا یہ سکوت تقریر کہلاتا ہے)

(۱) معاہدات حدیبیہ وغیرہ (۲) فرامین قبائل کے نام (۳) خطوط امراء وسلاطین کے نام (۴) فہرست اسمائے صحابہؓ (۵) فتح مکہ کے بعد حضور ﷺ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا ایک صحابی ابوشاہ

یمنی نے عرض کیا کہ مجھ کو لکھا دیجئے حضور ﷺ نے فرمایا "ابوشاہ کیلئے لکھ دو" یہ لکھ کر ان کو دیا گیا۔

(۶) کتاب الصدقہ حضور ﷺ نے ابوبکر بن حزم صحابی حاکم بحرین کو احکام زکوۃ لکھائے اور اسکی نقل دیگر عُمّال کو بھی بھیجی گئی یہ دو صحیفے تھے یہ تحریر خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے آل حزم سے ۹۹ھ میں لی تھی۔

(۷) عمرو بن حزم صحابیؓ کو ایک ضخیم رسالہ لکھا دیا تھا جس میں تلاوت قرآن، نماز، زکوٰۃ، طلاق، عتاق، قصاص، دیت، فرائض، سنن، متنِ مصحف وغیرہ کے احکام تھے اس رسالہ کا ذکر نسائی موطا امام مالکؒ و مستدرک حاکم و تاریخ خطیب بغدادی وغیرہ وغیرہ تیئس کتابوں میں ہے علامہ ابن قیمؒ نے اس رسالہ کے متعلق لکھا ہے ﴿عن کتاب عظیم﴾

(۸) عبداللہ بن حکیم صحابیؓ کے پاس حضور ﷺ کا ایک نامہ تھا جس میں مردہ جانورں کے متعلق احکام تھے۔

(۹) وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی کو نماز، ربوا، شراب وغیرہ کے احکام لکھائے تھے۔

(۱۰) ضحاک بن سفیان صحابیؓ کے پاس حضور ﷺ کی تحریر کرائی ہوئی ایک ہدایت تھی جس میں شوہر کی دیت کا حکم تھا۔

(۱۱) معاذ بن جبل صحابی کو ایک تحریر بھیجی گئی جس میں سبز ترکاریوں پر زکوٰۃ نہ ہونے کا حکم تھا۔

(۱۲) مدینہ بھی مثل مکہ کے حرم ہے اس کے متعلق حضور ﷺ کی تحریر رافع بن خدیج کے پاس تھی۔

(۱۳) حذیفۃ الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک فرمان لکھایا جس میں زکوٰۃ کے فرائض کا بیان تھا۔

(۱۴) علاء بن الحضرمی کو زکوٰۃ کے مسائل لکھائے۔

(۱۵) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ۹ھ میں امیر الحج بنا کر بھیجا تو متن حج لکھوائے۔

(۱۶) عمیر بن قصی سلمیؓ کو فرمان لکھایا، اس میں صدقہ اور جانورں کی زکوٰۃ کے احکام تھے۔

(۱۷) غالب بن عبداللہ لیثی کو فرمان لکھایا اس میں غنیمت کا حکم تھا۔

(۱۸) وفد شامہ کو ایک تحریر لکھائی اس میں فرائض صدقات کا بیان تھا۔

(۱۹) ابی وسمہ کو ایک تحریر لکھائی اس میں دفینہ کے احکام تھے۔

(۲۰) ابی راشد الازدی کو نماز کے احکام لکھائے۔

(۲۱) اہل نجران کو فرمان لکھایا اس میں دعوت اسلام اور جزیہ کا حکم تھا۔

(۲۲) اسقف اسقافہ نجران کو ایک دوسرا فرمان لکھایا اس میں صرف جزیہ کی تفصیل تھی۔

(۲۳) حکام حضرموت کو نماز، زکوٰۃ، خُمس کے احکام لکھائے۔

(۲۴) اہل دومتہ الجندل کو جزیہ وزکوٰۃ کے احکام لکھائے۔

(۲۵) اہل طائف کو حرمت نبیذ کھجور کا حکم لکھایا۔

(۲۶) دومتہ الجندل وقطن قبائل کو احکام عشر لکھائے۔

(۲۷) قبائل جرباوا ذرح کو جزیہ کی تفصیل لکھائی۔

(۲۸) بنی نہد کو زکوٰۃ کے جانوروں کے متعلق ہدایات لکھائیں۔

(۲۹) بنی حنیفہ کو جزیہ کے مسائل لکھائے۔

(۳۰) وفد بنی بارق کو پھلوں اور چراگاہوں کے متعلق احکام لکھائے۔

(۳۱) تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبول ہدیہ کا مسئلہ اور سنہری اشیاء کے استعمال کے احکام لکھائے۔

(۳۲) جنادہ ازدی کو مال غنیمت کا مسئلہ لکھایا۔

(۳۳) جیفر وعبد ملوک عمان کو عشر وغیرہ کے احکام لکھائے۔

(۳۴) حارث بن کلال ومعافیر وہمدان کو خمس وغیرہ کے احکام لکھائے۔

(۳۵) حارثہ وحصن وبنی قطن کو عشر کے احکام لکھائے۔

(۳۶) خالد بن ضماد ازدی کو ارکان اسلام لکھائے۔

(۳۷) ذرعہ بن سیف کو جزیہ وزکوٰۃ کے احکام لکھائے۔

(۳۸) ربیعہ بن ذی مرحب حضرمی کو محصول وغیرہ کے احکام لکھائے۔

(۳۹) شرجیل حارث ونعیم بنی عبد کلال کو مال غنیمت وعشر وزکوٰۃ کے مسائل لکھائے۔

(۴۰) عام مسلمانوں کے لئے ایک تحریر لکھائی جس میں پکنے سے قبل کھجور کی فروخت اور خمس سے قبل حصہ لینے کے احکام تھے۔

(۴۱) عدا بن خالد کو بیع سے قبل شے کے عیوب ظاہر کر دینے کے احکام لکھائے۔

(۴۲) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسائل صدقہ لکھائے۔

(۴۳) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسائل صدقات لکھائے۔

(۴۴) عمائد کلب کو مع بنی قطن، مسائل زکوٰۃ لکھائے۔

(۴۵) عہد نامہ درمیان مہاجرین وانصار ویہود لکھایا، اس میں دیت وفدیہ کا حکم تھا۔

(۴۶) مالک بن احمر کو خمس کے مسائل لکھائے۔

(۴۷) مجاعہ بن مرارہ اسلمی کو خمس وحصص ذوی القربیٰ کے احکام لکھائے۔

(۴۸) مصعب بن زبیر کو نماز جمعہ کا حکم لکھایا۔

(۴۹) مطرف بن کاہن باہلی کو مسائل زکوٰۃ لکھائے۔

(۵۰) معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبول ہدیہ کا مسئلہ لکھایا۔

(۵۱) منذر بن ساوی کو جزیہ کے مسائل لکھائے۔

(۵۲) منذر بن ساوی کو مجوس کے متعلق احکام لکھائے۔

(۵۳) آل اکیدر کو ایک فرمان لکھایا اس زمانے تک آپ ﷺ کی مہر تیار نہیں ہوئی تھی۔ لہذا اس پر آپ نے انگوٹھا لگا دیا (حکمائے یورپ کو اٹھارہویں صدی میں فنگر امپریشن کا علم ہوا نبی امی ﷺ کو چودہ سو برس پہلے معلوم تھا۔ اس کی تخریج ابن مندہ نے کی ہے۔

(۵۴) جفینۃ الجہتی بعض نے ہندی لکھا ہے کو فرمان لکھایا اس کا راوی ضعیف الحدیث ہے۔

(۵۵) سرباتک ہندی نے بیان کیا کہ رسول کریم نے حذیفہ، اسامہ، اور صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ کو میرے پاس نامہ دے کر بھیجا، میں نے اسلام قبول کیا اس کی تخریج موسیٰ نے میسر بن احمد اسفرائینی سے کی ہے یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری کے شاگرد کے طریقہ سے کہا ہے کہ ہم سے حدیث بیان کی مکی بن بروعی نے اس نے کہا کہ میں نے اسحاق بن ابراہیم طوسی سے سنا ہے۔ وہ کہتے تھے اور ان کی عمر (۹۷) برس کی تھی کہ میں نے سرباتک بادشاہ ہند کو دیکھا ہے اس نے یہ قصہ بیان کیا۔

(۵۶) مسعود بن وائل نے کہا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے میری قوم کو دعوت نامے لکھائے آپ ﷺ نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا لکھوں انھوں نے کہا کس طرح لکھوں، آپ ﷺ نے فرمایا لکھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

(۵۷) مسلیمۃ الکذاب کو فرمان لکھایا۔

(۵۸) یہود خیبر کو ایک مسلمان مقتول کی دیت کے متعلق خط لکھایا۔

(۵۹) جرش والوں کو مسئلہ نبیذ لکھا کر روانہ کیا۔

(۶۰) ہجر والوں کو مسئلہ نبیذ لکھا کر روانہ کیا۔

(۶۱) مسلم بن حارث تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ وصایا لکھائیں۔

(۶۲) یمن والوں کو لکھایا کہ شہد کی پیداوار سے زکوٰۃ لی جائے۔

(۶۳) تمام قبائل کو دیت کے مسائل لکھا کر بھیجے۔

(۶۴) ارض خیبر کا تقسیم نامہ لکھایا کہ ۳۶ حصوں پر منقسم ہو نصف حصص حضور ﷺ نے اسلامی ضروریات کے لئے اپنے پاس رکھے باقی نصف صحابہؓ میں تقسیم کر دیئے۔

(۶۵) منذر بن ساویٰ کو خط لکھایا۔

(٦٦) مقوقس شاہ مصر کو خط لکھایا۔

(٦٧) تمیم الداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمان جاگیر لکھایا۔

(٦٨) شاہ اسپین کو خط لکھایا۔

(٦٩) قطن بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمان لکھایا۔

(٧٠) نجاشی حبشہ کے نام خط لکھایا۔

(٧١) مقوقس شاہ مصر کے نام خط لکھایا۔

(٧٢) ایک عہد نامہ عیسائیوں کے لئے لکھایا۔

(٧٣) دق تجیب جب حاضر خدمت ہوا تو انھوں نے کچھ سوالات کیے آپ ﷺ نے ان کے جوابات لکھائے قرآن مجید کے علاوہ کہ حضور ﷺ بروقت نزول اسے فوراً تحریر کرا دیتے تھے رسول کریم ﷺ کے کم وبیش تین سو تحریرات میں سے (٧٣) کا ذکر یہاں ہوا ان میں سے سوائے نمبر ١، ٢، ٣، ٤، ٥٣، ٥٤، ٥٥، ٥٦، ٦٥، ٦٦، ٦٧، ٦٨، ٦٩، کے جن کی تعداد (١٣) ہے باقی (٦٠) خالص حدیثیں ہیں رسول کریم ﷺ نے سلاطین کے نام جو نامے لکھائے وہ عامر بن فہیرہ نے لکھے تھے اور امرائے عمان کے نام خطوط اُبی بن کعب نے اور قطبی بن حارث کے نام ثابت بن قیس نے (٥٦) معاویہ بن ابی سفیانؓ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھے تھے، ٦٧ کا ذکر امام ابو یوسف ١٨٢ھ نے کتاب الخراج میں کیا ہے اور اس کی چشم دید کیفیت ابن فضل اللہ العمری نے کتاب مسالک الابصار جلد اول ص ١٧ میں لکھی ہے گویا یہ تحریر چوتھی صدی ہجری تک موجود تھی، ٦٨ کا ذکر گیارہوں صدی ہجری تک کے مصنفین نے کیا ہے نمبر ٥٧، ٦٥، ٧٠، ٧١، ٧٢ اب تک موجود ہیں نمبر ٥٧ کا فوٹو ١٨٩٦ میں لندن کے پکچر میگزین میں شائع ہوا تھا۔ ٦٥ کا فوٹو جرمن مجلس شرقیات کے رسالہ مرڈ بگ جلد نمبر ١٧ ١٨٦٣ میں طبع ہوا۔ یہ اصل خط خواجہ کمال الدین قادیانی نے دمشق میں بہ چشم خود دیکھا نمبر ٦٦ کا فوٹو سب سے پہلے فرانسیسی مستشرق

موسیولور نے رسالہ ژورنال آزمانیک ۱۸۵۴ء میں شائع کیا تھا جو اس کو ایک سیاح موسیو سے ملا تھا جس کو مذکورہ سیاح مذکور نے مصر کی ایک عیسائی خانقاہ سے حاصل کیا تھا اب اس کے فوٹو تمام دنیا میں شائع اور فروخت ہوتے ہیں۔ نمبر ۷۰ حبشہ کے دارالسلطنت عدیس ابابا کے شاہی خزانے میں محفوظ ہے حبشہ اور اٹلی کے جنگ کے موقع پر اس کے متعلق یورپین اخبارات نے کثرت سے مضامین شائع کیے تھے اور ہندوستان کے اخبارات میں اس کے ترجمے شائع ہوئے تھے۔ نمبر ۷۱ قاہرہ کے کینسہ انبامارقوس میں یہ خط محفوظ ہے۔ نمبر ۷۲ قاہرہ کے کینسہ انبامارقوس میں یہ خط محفوظ ہے۔ چند سال ہوئے یہ خدیو مصر کے سامنے پیش ہوا تھا اور اس کے متعلق تمام اخبارات میں مضامین شائع ہوئے تھے۔

شہادتیں:۔

رسول کریم ﷺ نے جو خطوط سلاطین کو لکھائے تھے ان کی تعداد دو سو تک تحقیق ہو چکی ہے اکثر مکاتیب یوم الجماجم میں بعہد حجاج بن یوسف ۸۷ھ کے بعد جل گئے یہ بھی مشہور ہے کہ ایک خط سلطان صلاح الدین کے خاندان میں محفوظ تھا اس کے متعلق بھی چند مضامین اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔

حضرت عمرو حزم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم ﷺ کے بیس مکاتب جمع کر کے ایک رسالہ مرتب کیا تھا یہاں تک تو رسول کریم ﷺ کی تحریرات اور آپکی لکھائی ہوئی حدیثوں کا ذکر تھا اب ہم حدیث کے اُن مجموعوں کا بیان کرتے ہیں جو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جمع کئے تھے

(۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہزار حدیثیں جمع کر کے اس مجموعہ کا نام صادقہ رکھا۔ یہ حضور ﷺ کے عہد میں مرتب ہوا تھا یہ صحیفہ دوسری صدی ہجری تک موجود تھا

(۲) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیثیں لکھی تھیں ان کا ارشاد ہے کہ ہم نے رسول کریم ﷺ سے قرآن اور اس کے صحیفے کے سوا اور کچھ نہیں لکھا۔

(۳) حضرت انس نے حدیثیں لکھی تھی۔

(۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مجموعہ مرتب کیا تھا جو ان کے لڑکے کے پاس تھا۔

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دفتر حدیث لکھا ہوا تھا اس میں (۲۴۷) سے زیادہ حدیثیں لکھی ہوئی تھیں یہ بصورت ملاطفہ تھا جیسے قدیم زمانے میں بزرگوں کے خطوط کو عرض کی طرف سے چوڑ کر لپیٹ لیتے تھے۔

(۶) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مجموعہ مرتب کیا تھا وہ کئی پشت تک ان کے خاندان میں محفوظ رہا اس کا نام کتاب سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔

(۷) حضرت سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیثیں جمع کی تھیں۔

(۸) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی نے ایک نسخہ حدیث مرتب کیا تھا۔

(۹) حضرت عبداللہ بن ربیعہ بن مرثد اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیثیں جمع کی تھیں۔

(۱۰) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیثیں لکھی تھیں۔

اس تمام بیان سے عہد رسول کریم ﷺ کی قریب چار سو تحریرات کا پتہ چلتا ہے بعد وفات رسول کریم ﷺ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی نے قرآن کی تفسیر لکھی جس کے متفرق نسخے آج تک مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں ہمام بن منبہ تابعی نے ایک صحیفہ جمع کیا تھا جو اب برلن کے کُتب خانہ میں موجود ہے اور بھی حدیث کے ذخائر ہیں جو حدیث کی تاریخ تفسیر کی تاریخ دیکھنے سے تفصیل معلوم ہو سکتی ہے کُتب احادیث کی تعداد اٹھارویں صدی عیسوی تک (۱۴۶۵) بیان کی گئی ہے اس کے بعد اضافہ ہوتا رہا ہے کسی کتاب کی روایت بغیر جانچ علم اسماء الرجال کے قبول نہیں کی جاتی۔

احادیث میں ضرورت کے وہ سب احکام موجود ہیں جن کا اسلامی زندگی سے تعلق ہے اگر انہیں غیر معتبر یا غیر ضروری قرار دے دیئے جائیں تو پھر رسالت کا مقصد یکسر فوت ہو جاتا ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے قرآن شریف عطا ہوا اور اس کے برابر اور احکام (بھی) دیئے گئے عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ پیٹ بھرے لوگ اپنے گدّوں پر بیٹھ کر کہیں گے کہ بس قرآن کو مضبوط پکڑ لو جو اس میں احکام ہیں اُن پر عمل کرو یہی کافی ہے۔

فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کجا ایک مسلمان تو وارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عالم باعمل کے اشارے پر حدیث کی مانند عمل کرتا ہے ''جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی'' (سورہ نساء آیت ۸۰)

سردار دو جہان محمد ﷺ دائماً ابداً

وہ اللہ جل شانہ جس کے سامنے کائنات کی تمام چیزیں عاجزی کرتے ہیں اور عقل مند انسان بڑھ کر عاجزی کرتے ہیں اور بے عقل لوگوں پر اللہ کفر کی گندگی واقع کر دیتا ہے اللہ جو ہر انسان سے بالکل قریب ہے جو شہ رگ سے زیادہ قریب ہے جو ہر طرف اور ہر جگہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کو تھامے ہوئے ہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے اپنی مرضی کا مالک ہے وہی اللہ اپنے کلام میں فرماتا ہے کہ میں دو بدو کسی آدمی سے بات نہیں کرتا۔ اتنی بڑی کائنات تخلیق فرمائی اور زمین پر انسان جمادات نباتات حیوانات پیدا فرمائے اور کسی کو ذرہ برابر بھی اختیار نہیں دیا اور کسی آدمی کو اپنے سے دو بدو باتوں کا شرف بھی نہیں بخشا تو یقیناً اس کائنات میں ہر جاندار و بے جان کو رہنے اور حق ادا کرنے کے طریقے وسلیقے قوانین درکار تھے اب اگر وہ بے نیاز ذات خود دو بدو کلام بھی نہ کرے اور کسی ذریعے سے قاعدہ قانون اور جنت و جہنم کا حال واحوال بھی نہ دے سزا و جزا کی وعید و نوید بھی نہ دے تو یقیناً یہ عدل وانصاف کے خلاف ہے لیکن اس کا عدل انسان کے عدل کی طرح نہیں جسمیں لغزش ہو جھکاؤ ہو لحاظ ہو اس نے انسانوں ہی میں سے ایسے انسان بھیجے جن کو کمال فضیلت دی گئی اسی وجہ سے ان کیساتھ دو بدو باتیں بھی کیں پتھر تو سبھی پتھر ہیں پتھر کی اصلیت یہ ہے کہ وہ اپنی ہی جگہ پڑے رہتے ہیں نہ حرکت نہ نمودگی لیکن مرجان بھی پتھر ہے، جو کہ سمندر کی تہہ میں سالانہ منوں بڑھتا ہے اس کو جلانے سے کیلشیم حاصل ہوتا ہے جیسا کہ عام پتھر سے ملتا ہے لیکن مرجان کا کیلشیم کہیں نفیس ہوتا ہے مرجان کے بڑھنے اور اضافہ پر تعجب ہے کیونکہ اگر یہ درخت ہوتا تو تعجب نہ ہوتا کیونکہ درخت تو ویسے ہی بڑھتے رہتے ہیں اس بڑھنے اور اضافہ نے مرجان کے کمال کو مضبوط کر دیا اسی طرح درخت تو سبھی درخت ہیں سبھی بڑھتے ہیں لیکن کسی درخت میں حس پیدا ہو جائے تو حیرت و تعجب ہوتا ہے شرم بوٹی کو دیکھیں مرد کے چھونے سے ایک دم مرجھا جاتی ہے اور عورت چھو لے تو کھل اُٹھے باریسال کے علاقہ میں

کچھ درخت گوشت خور ہیں جب پرندے اور چھوٹے جانور اس کے پاس جائیں تو اس سے چمٹ جاتے ہیں اسے اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں درخت شکار پکڑ کر اسکا خون چوس لیتا ہے۔ گوشت کھالیتا ہے اور شکار چیختا رہ جاتا ہے ہڈیاں نیچے گر جاتی ہیں یہ عجیب حرکت ہے حیرت اس لئے ہے کہ ہم انہیں درخت سمجھتے ہیں حیوان ہوتے تو کوئی عجب نہیں وہ تو ہر وقت شکار کی تلاش میں رہتے ہیں حیوان تو حیوان ہیں وہ اپنی اپنی زبان میں آپس میں اظہار خیال کرتے رہتے ہیں لیکن طوطا جو ایک پرندہ ہے انسانوں کی زبان سیکھ لیتا ہے لوگوں کو تعجب ہے کہ طوطا باتیں کر رہا ہے اگر یہ انسان کا بچہ ہوتا تو لوگ بالکل تعجب نہ کرتے کیونکہ بچے تو ویسے بھی باتیں کرتے رہتے ہیں اس طوطے کو ہم آدمی کا بچہ نہیں کہہ سکتے کمال اس کی حقیقت کو نہیں بدلتا اصلیت ثابت رکھتا ہے پتھر بڑھا اصلیت برقرار، درخت میں حس پائی جائے شکار کرے اصلیت باضابطہ درخت کا درخت ہی ہے حیوان نے اپنی نوع اور جنس نہیں بدلی یعنی حیوان کا حیوان ہی رہا اسی طرح انسان اس انسانیت کے اندر رہا جو عام طور پر ہمیں نظر آتی ہے اسکا کوئی کمال نہیں ہے ہاں اگر اس پر وحی نازل ہو حکم الٰہی براہ راست اس پر آنے لگے وہ اللہ کی باتیں کرنے لگے اور پوری قوم کا راہ نما بن جائے تو یہ کمال ہے یہ کمال اس کی حقیقت کو نہیں بدلتا انسان انسان ہی رہے گا اگر چہ وہ وحی کی باتیں کرتا ہے انبیاء کرام اپنی حقیقت میں انسان ہیں ان کے کمالات، معجزات ان کی حقیقت کو نہیں بدلتا لیکن جب سے کرّہ ارض پر انسان کو بنایا گیا تب سے انسان ایسے انبیاء کرامؑ کے یا تو بالکل مخالف ہوئے انہیں جھٹلاتے ہیں یا تو پھر ان کے کمال سے اتنے متأثر ہو جاتے کہ ان کو اللہ کی اولاد یا اللہ کے شریک ٹھہرا دیتے ہیں ان کی تعلیمات پر عمل یا ان کی اتباع کی بجائے ذاتی دل و دماغ اور خواہشات کے فیصلوں کی پیروی کرتے ہیں۔

جب انسان نے دُنیا میں انکھ کھولی تو وہ زمین آسمان چاند تارے پہاڑ بادل جنگلات وحیوانات گرمی وسردی بحر و بر دیکھ کر حیرت واستعجاب میں مبتلا ہو گیا اور سمجھتا کہ یہ چیزیں کائنات وزندگی

خود بخود وجود میں آئی ہے اس بحث نے زور پکڑا گروہ کے گروہ پیدا ہوتے گئے اور اپنے اپنے خیالات کی تائید میں لڑتے رہے اتنے میں ایک پیغمبر آیا جس نے کہا کہ یہ کائنات اور زندگی کی رنگینیاں سب اللہ نے پیدا کیں ہیں جو سب چیزوں کا خالق و مالک ہے تمام لوگ ذاتی اختلافات رائے بھلا کر اس پیغمبر کے مخالف ہو جاتے ہیں اِسے اذیتیں و تکلیفیں دیتے ہیں خوف زدہ کرتے ہیں لالچ دلاتے ہیں اس کے باوجود یہ پیغمبر اپنے قول پر پوری قوت سے قائم رہتا ہے اس کے بعد دوسرا پیغمبر آتا ہے اور عین یہی دعویٰ وقول دُہراتا ہے کہ اس کائنات کا خالق اور چلانے والا ایک ارفع واعلیٰ ذات وہستی ہے جو اس نظام ہستی کو چلا رہا ہے اس کے بعد تیسرا پیغمبر آتا ہے اس کے بعد انبیاءؑ کا سلسلہ بندھ جاتا ہے حتیٰ کہ بیک وقت سینکڑوں پیغمبر مختلف مقامات پر بھیجے گئے ان کی یہ تعداد چلتے چلتے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش تک پہنچ جاتی ہے ان کی تعلیمات واخلاقیات اس پایہ کی ہوتی ہیں کہ جس قوم میں پیغمبر آیا اس کے علماء دانشور، عقلاء مل کر اس ایک پیغمبر کے دینی ودُنیاوی پیش کردہ قوانین پر عمریں صرف کرتے ہیں لیکن ان جیسا قانون بنا نہیں پاتے بلکہ قوانین کی باریکیاں سمجھنے میں محو حیرت رہتے ہیں کیوں نہ ہو تعجب یا حیرت یہ پیغمبر یہ انسان تو وحی کی باتیں کرتے ہیں فطرت وقدرت کی باتیں کرتے ہیں اللہ کی باتیں بہ زبان انسان کرتے ہیں اپنی مرضی کا مالک اللہ خود ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ میں کسی آدمی سے دو بدو باتیں نہیں کرتا اور دوسری جگہ رشاد فرماتا ہے ہم نے آپ سے قبل صرف انسانوں کو پیغمبر بنایا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبروں کی باتیں قوانین اسی لیئے حیرت واستعجاب کی ہیں کہ یہ اللہ کی باتیں ہیں اور عدل وانصاف کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ انسان انسان کیلئے پیامبر ہو اور نمونہ ومثال ہوتا کہ دوسرے انسان ان قوانین ونظام اور باتوں پر عمل کر سکیں جو یہ پیغمبر اللہ کی طرف سے لائے ہیں جس پر وہ خود بھی عمل پیرا ہیں اب اگر پیامبر انسان نہ ہوتے اور ہمیں قاعدے وقانون نظام واحکام ملتے اور عمل کا حکم ہوتا تو یہ عدل وانصاف کا تقاضا نہ ہوتا کیونکہ ہمارے سامنے نہ کوئی ماڈل ہے اور نہ نمونہ

اور پھر انسان حیل وحجت میں حق پر ہوتا کہ یہ قاعدے قانون انسان کے بس کی بات نہیں کیونکہ عملی کوئی مثال ونمونہ نہیں اسی لئے کفار نے کہا ''کیا اللہ تعالیٰ نے بشر کو رسول بنا کر بھجا ہے آپ ﷺ فرما دیجیے کہ اگر زمین پر ملائکہ ہوتے کہ اسمیں چلتے بستے تو البتہ ہم ان پر آسمان سے ملائکہ کو رسول بنا کر بھیجتے'' (بنی اسرائیل آیت نمبر ۹۵) دیکھیئے قانون مالک وخالق کائنات کہ دُنیا میں جس ہیئت ونوعیت کی مخلوق ہوگی اُسی ہیئت اور نوعیت کا پیغمبر ہوگا اب ان ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش پیغمبروں کے دعوؤں پر نظر ڈالیں ان کی کردار کا جائزہ لیں ان کے معاملات واخلاقیات کی چھان بین کیجیئے دُنیا کا کوئی بھی انسان اور علم متحیر واقراری ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ان سب کا دعویٰ اور قول ایک ہی ہے ان سب کا دعویٰ کہ ہم وحی کے ذریعے بولتے ہیں ان میں سے ہر ایک تادم مرگ اپنے قول پر قائم ہے ان کی زندگیاں ہر طرح کے جھوٹ مکر وفریب دھوکہ لالچ خوف اور ہر طرح داغ دھبوں سے پاک ہے ان میں سے کوئی مجذوب یا مجنون نہیں بلکہ ان کے عقول پر مخالفین رشک کرتے ہیں تمام مخالفین مل کر انہیں کسی مقام کسی جگہ کسی مناظرہ کسی بحث میں مات نہیں دے پاتے کسی عقلی کسی منطقی کسی قدرتی کسی علمی وعملی طور پر انہیں رد نہیں کر پاتے ان کے ہاتھوں بے شمار مافوق الفطرت معجزات ظہور میں آتے ہیں ساحر جادوگر کاہن عاملین یہ دیکھ کر ایمان لاتے ہیں یہ تمام انبیاء کرامؑ اپنی قوم اُمت کو تاَ کید وتلقین کرتے ہیں کہ ایک پیغمبر نے آنا ہے جو سردار الانبیاءؐ ہوگا جو نبی آخری الزمان ہوگا اس پر ایمان لانے کی تلقین کرتے ہیں اور یہ تلقین وتاَ کید آج بھی کُتب سابقہ میں موجود ہے اسی لیئے آدم علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے جنت میں کوئی ایسا محل وبالاخانہ نہیں دیکھا جس پر محمد ﷺ کا نام نا لکھا ہو بہت سے انبیاء عموماً اور حضرت عیسٰی علیہ السلام خصوصاً اس بات کو دُہراتے کہ وہ جتنے بے مثال معجزات دکھاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ انہیں نبی آخری الزمان ﷺ کے روحانی فیض سے عطا کرتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت اسماعیل علیہ السلام تک تمام انبیاء اس ہادی برحق نبی آخر الزمان ﷺ

کا ذکر کرتے ہیں اور تب دُنیا پھر بھی جہالت میں ڈوبی ہوئی ہے دُنیا و خصوصاً عرب کے معاشرتی ،سیاسی ، اخلاقی اور مذہبی احوال کس سے چھپے ہوئے ہیں کہ آج سے تقریباً پندرہ سو برس قبل کیا حالات تھے؟ ان دنوں ایک شخص حضرت عبداللہ نامی سے دوسو عورتیں مختلف اوقات میں کہتی ہیں کہ ہم سے شادی کرلیں ازل کی نوشت ہے آپ کی شادی حضرت بی بی آمنہ سے ہوئی شادی کے بعد یہ دوسو عورتیں کہتی ہیں کہ جس نور کو ہم نے آپ کے چہرے پر دیکھا تھا اور شادی کی خواہش کی تھی وہ نور اب نہیں رہا حضرت آمنہ حاملہ ہوتی ہیں ننگے پیروں تلے زمین اون اور ریشم جیسی محسوس ہوتی ہے کنوئیں پر پانی بھرنے آتی ہیں تو پانی کنوئیں کے لب تک خود بخود آجاتا ہے غرضیکہ ایسے عجائبات ہوتے ہیں کہ دُنیا حیران رہتی ہے حضرت بی بی آمنہ پر اللہ تعالیٰ کی رضائیں نازل ہوں فرماتی ہیں کہ پورے حمل کے دوران کبھی بھی بوجھ و تکلیف محسوس نہیں ہوئی وقت پورا ہوا لیکن مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی جب زچگی کا وقت ہی محسوس نہیں ہوا تو انتظام کیسے ہوتا خود اپنے اہل خاندان تک کو علم نہ ہوا رات کی آخری گھڑی سحر کا وقت تھا ولادت باسعادت ہوئی حضرت بی بی آمنہ فرماتی ہیں ''کہ اس وقت مجھے نور کی ایسی شعاعیں نظر آرہی تھیں کہ در و دیوار شفاف ہو گئے ملک شام کے مکانات نظر آرہے تھے اور دوسری روایت میں ہے کہ مختصر وقفہ کیلئے میں نے بچے کو غائب پایا یہی بچہ بڑا ہو کر فرماتا ہے کہ ''اس وقت اللہ نے مجھے پوری کائنات کی سیر کروائی اور کائنات کو میری زیارت کروائی۔'' اماں جان کا یہ بھی کہنا ہے کہ ''جس وقت یہ بچہ پیدا ہوا سر مبارک سجدے میں تھا اور شہادت کی انگلی آسمان کی طرف تھی'' یہ وہ زمانہ تھا جب سجدہ کائنات کی ہر چیز کو کیا جاتا تھا لیکن یہ سجدہ اور شہادت کی انگلی کے اشارے کا سجدہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کیلئے تھا سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب شادی کے کچھ عرصہ بعد ہی وفات پا گئے تھے اس لیئے ان کے والد حضرت عبدالمطلب کو اپنے نوجوان بیٹے کی وفات سے بڑا صدمہ اور رنج تھا جب معلوم ہوا کہ بچہ پیدا ہوا ہے جس کی سعادتیں دوران حمل بھی واضح محسوس ہو چکی تھیں جلدی وہاں پہنچ

کر کہا بچہ مجھے دو گود میں لیکر خدا کا شکر ادا کیا اور دستور کے مطابق باقی رسم کیلئے بچے کو باہر لے آئے ان کا غلام بوڑھا ان ہی کی عمر کا پیچھے ہولیا پوچھا جناب اسے کہاں لے جارہے ہیں؟ کہا ''بزرگوں کے قدموں کی برکت حاصل کرنے کیلئے کعبۃ اللہ میں لے جارہا ہوں'' غلام نے سہمے انداز میں عرض کیا ''حضرت لیکن یہ تو اس دستور کے خلاف ہے'' پوچھا کھل کر بات کرو کہا آپ انہیں ایسی جگہ لے جارہے ہیں جہاں بُت رکھے ہوئے ہیں ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام کے بُت آپ ایسی جگہ برکت لینے کیلئے جارہے ہیں؟ جواب دیا ہاں غلام نے کہا لیکن یہ ان کے خلاف ہے کیونکہ میں نے تورات، انجیل اور قدیم کُتب تاریخ میں پڑھا ہے کہ ایک فارقلیط پیدا ہوگا جوان سب کو تباہ و برباد کرے گا کعبۃ اللہ کو ان بتوں سے پاک وصاف کرے گا بتوں کو توڑے گا اور ایک اللہ کی عبادت کا حکم دے گا وہ تو یہی ہیں تو آپ انہیں ان بتوں کے پاس کیسے لے جارہے ہیں؟ جوان کو توڑنے پھوڑنے والا ہے حضرت عبدالمطلب نے ناراض ہو کر کہا میرے بچے کیلئے اس قسم کے غلط الفاظ استعمال نہ کرو تیری یہ باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں میں یہ برکت ضرور حاصل کرونگا غریب غلام یہ سن کر خاموش ہوگیا۔

کعبۃ اللہ کا دروازہ کھول دیا گیا ایک قدم اندر رکھا تو بچے کی سسکیاں شروع ہوگئیں دوسرا قدم رکھا تو رونے لگا جب پورے داخل ہوئے تو بچے کی چیخ وپکار شروع ہوگئی غلام نے کہا میں نے جناب سے عرض نہیں کیا تھا؟ کہا ایسا نہیں یہ اتفاقی امر ہے بچے تو روتے ہی ہیں غلام نے عرض کیا باہر نکال کر دیکھیئے قدم باہر رکھتے ہی بچہ چپ ہوگیا دادا نے سوچا پھر دیکھ لوں دوبارہ داخل ہوئے تو پھر وہی چیخ وپکار باہر نکلے تو چپ اسی طرح تیسری دفعہ کر کے دیکھا۔ تو غلام کی باتوں کا یقین آگیا غلام سے کہا خبردار! اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا سب قریش دشمن ہوجائینگے عرض کیا غلام تو خیر خواہ ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے۔

یہ وہ زمانہ ہے کہ آج کے واہیات اور اوہام کو حقائق سمجھا جاتا تھا ان کے عالم سے آج کا ایک عامی

زیادہ آگاہ ہے نہ مدرسہ نہ مکتبہ نہ تعلیم نہ علم وفن نہ باقاعدہ حکومت قبائل کی سرکشی ضداضدی جس کی لاٹھی اسکی بھینس زنا، چوری، شراب، قمار، قتل وغارت اور خونریزی عام ہے لوگ بلاجھجک ننگے پھرتے ہیں خانہ کعبہ کا طواف عورتیں ننگی ہوکر کرتی ہیں سوتیلی ماں سے نکاح لڑکیوں کا زندہ دفنانا عام ہے عورتوں کو حیض کے دنوں باندھ دیا جاتا ہے ایک اللہ کے سوا ہر چیز کی عبادت کی جاتی تھی جائز وناجائز، حلال وحرام، شائستہ ناشائستہ ادب بے ادب کا کوئی فرق وتمیز نہیں یہ بچہ چھ ماہ بعد ماں کی ممتا سے بھی محروم ہوجاتا ہے ماں کی وفات کے بعد بچپن ہی میں دادا کا سایہ بھی سر سے اُٹھ جاتا ہے معمولی تربیت بھی میسر نہیں ہوئی لڑکوں کے ساتھ بکریاں چراتا ہے اور جوان ہونے پر عربوں میں سوداگری اور میل جول کرتا ہے تجارتی سفروں میں بھی وہ جن علاقوں اور ملکوں کی سفر کرتا ہے وہاں بھی تجارت ہی قصد ہوتا ہے بچپن سے جوانی تک اسی ماحول ومعاشرے میں رہتے ہوئے بھی وہ ہر لحاظ سے سب سے مختلف ہوتا ہے جھوٹ کبھی نہیں بولتا بدکلامی نہیں کرتا گالی نہیں دیتا فحش بات نہیں کرتا معاملات میں کھرا نظر آتا ہے زبان میں سختی نہیں نرمی وشیرینی ہے ہر کوئی اسکا گرویدہ ہوجاتا ہے تجارت میں دھوکہ نہیں کرتا ایک پائی حرام نہیں لیتا ہر شخص اسکے پاس قیمتی چیزیں امانت رکھواتا ہے ہر فرد اسے ''امین'' کہتا ہے وہ اتنا سچ بولتا ہے کہ ہر کوئی اسے ''صادق'' کہتا ہے کسی نے اسے کبھی برہنہ نہیں دیکھا ہر گندگی اور بداخلاقی سے بالکل دور نظر آتا ہے کسی مخلوق کو سجدہ نہیں کرتا چالیس برس تک وہ اس معاشرے میں ایسے رہتا ہے جیسے آسمان پر سورج چالیس برس اتنی شرافت پاکیزگی اور نمونہ کیساتھ گذارنے کے بعد وہ اس ماحول کے جہالت اور وحشت شرک وبُت پرستی بداخلاقی بدنظمی سے اُکتا جاتا ہے وہ سکون اور دل ودماغ کی بہتر پاکیزگی کیلئے تنہائی کا رُخ کرتا ہے اس گھٹاٹوپ اندھیرے سے نکل کر وہ پہاڑ کے ایک غار میں غور وفکر کیلئے بیٹھتا ہے راتیں گذارتا ہے اس غار میں آنا جانا اس کا معمول بن جاتا ہے روزے رکھتا ہے روحانی استعداد کو بڑھاتا ہے اچانک ایک دن اس کے پاس ایک ایسی خبر پہنچتی

ہے جو بالکل اس کے طبیعت اور فطرت کے مطابق ہوتی ہے ان باتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے وہ یہ باتیں لیکر قوم میں علی الاعلان کہتا ہے کہ یہ بت پرستی ارواح پرستی کواکب پرستی ایک اللہ کے سوا جتنی پرستیاں ہیں یہ سب بے حقیقت ہیں حقیقت صرف ایک اللہ ہے باقی یہ سب چیزیں اسکی مخلوق ہیں اسی کو سجدہ کرو اسی کا حکم مانو اسی کے بندے بنو مرنے کے بعد ہر شخص نے بُرے اعمال کا جواب دینا ہے بزرگی و برتری نسل قوم مال جمال کمال میں نہیں صرف تقوٰی و پرہیز گاری اور خدا پرستی میں ہے اس شخص کو کائنات کی پیدائش رحم مادر میں ہونے سے لے کر اس چالیس سال کی عمر تک حیرت انگیز و عجیب و غریب سعادتیں و فضیلتیں حاصل تھیں جن کا ذکر سیرت کی کتابوں میں تفصیلاً ملتا ہے تاریخ کی کتابوں میں بھی جگہ جگہ مذکور ہیں جاہل قوم اب اس شخص کی دُشمن بن جاتی ہے مظالم کے پہاڑ اس پر توڑے جاتے ہیں پتھر مارے جاتے ہیں گالیاں دی جاتی ہیں اسے قتل کی دھمکیاں دی جاتی ہیں اسے کہا جاتا ہے کہ قبیلے کا سردار بنا دیئے جاؤ گے زر و دولت کے ڈھیر دیئے جائیں گے خوبصورت ترین لڑکیاں دی جائینگی لیکن اس وحدانیت کے پرچار سے باز آجاؤ لیکن یہ شخص کہتا ہے کہ ''خدا کی قسم کہ اگر میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے پر سورج رکھا جائے تو بھی میں اس تعلیم سے باز نہیں آؤنگا'' چند دن نہیں تیرہ برس تک جاہل قوم وہ اذیتیں اور تکلیفیں پہنچاتی ہیں کہ پہاڑ بھی ہوتا تو ریزہ ریزہ ہو جاتا لیکن یہ شخص اُف تک نہیں کرتا سخت سے سخت تکلیف ظلم توڑا جاتا ہے جلاوطن کیا جاتا ہے جہاں پناہ ملتی ہے وہاں بھی یہ قوم جا کر ستاتی ہے تمام تکلیفیں اذیتیں صعوبتیں مظالم سہتا ہے مگر اپنی بات سے نہیں ہٹتا جن کی بھلائی وہ چاہتا ہے وہی لوگ اُسے پتھر مارتے ہیں جلاوطن کرتے ہیں اس تعلیم میں اسکا اپنا کوئی فائدہ لالچ نہیں کیا ہمدردی و خیر خواہی انسانیت کا اس سے بھی عظیم ترین کوئی مثال ہو سکتی ہے؟ کیا کوئی شخص بے حقیقت و بے اصل تعلیم کیلئے اتنی مصیبتیں برداشت کر سکتا ہے؟

کیا دُنیا کی کوئی بھی سائنس علم، نفسیات، طب یہ ثابت کر سکتا ہے کہ اتنے مصائب اور ظلم کوئی شخص

اپنے نام کیلئے سہہ سکتا ہے دولت کے ڈھیر خوبصورت عورتوں کی بہتات سرداری یا سربراہی کی پیشکش ٹھکرا سکتا ہے؟ یقیناً یہاں ہر سوچ وفکر اور علم ودانائی کا جواب ''نہیں'' میں ہوگا۔

پھر قوم اس کی کیوں دشمن ہے وہ کوئی چیز بھی نہیں مانگ رہا بلکہ انسان اور انسان میں فرق کو مٹا رہا ہے نسلی تعصبات کو جہالت قرار دے رہا ہے سرداروں کی سرداری کو توڑ رہا ہے وہ عدل ومساوات کی بات کر رہا ہے وہ علم وروشنی وترقی کی بات کر رہا ہے اور اصلاح کی بات کر رہا ہے وہ فطرت کی بات کر رہا ہے وہ قدرت کی بات کر رہا ہے وہ انسان کو اس سمت لے جا رہا ہے جو قدرت ہے فطرت ہے کیونکہ دُنیا کی فطرت وقدرت کو اللہ جانتا ہے وہ اللہ کا پیغمبر ہے وہ اللہ کا نائب ہے یہ ہیں احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰے رحمۃ اللعالمین نبی آخر الزمان ﷺ جن کے آنے اور انکے کمالات ومعجزات اور ان کے برحق ہونے کی پیش گوئیاں تمام سابقہ کُتب اور تقریباً تمام مذاہب میں موجود ہیں جیسے بائبل کہتا ہے۔

(۱) وہ (آخری نبی) اندھوں کو بینائی بخشیں گے (۲) لنگڑوں کو شفا دیدیں گے (۳) گونگے بہروں کو بولنے اور سننے والا کر دیں گے (۴) بیابانوں صحراؤں میں پانی کے چشمے جاری کریں گے (ISAIAH ۳۵:۴تا۱۰) (۵) منہ سے دُعا پڑھ کر دُشمنوں کو شکست خوردہ کر دیں گے۔ (۶) آپ اپنے دائیں ہاتھ سے عظیم معجزات دکھائیں گے جو حیرت زدہ کر دینے والے ہوں گے (PSALMS ۴۵:۴) (۷) آپ بلاشبہ دُنیا کے تمام انسانوں سے زیادہ حسین ہوں گے (PSALMS ۴۵:۲)

شہادت:۔

(۱) آپ ﷺ نے حبیب بن فدیک ؓ کی آنکھوں پر دم کیا تو بینائی واپس آ گئی اور (۸۰) اسی سال کی عمر میں سوئی میں دھاگہ پرو لیتے تھے آپ ﷺ نے ایک نابینے کو ایک دعا پڑھنے کو کہا دعا مانگنے پر فوراً اس اندھے کو بینائی مل گئی۔

(۲) ثابت بن زید لنگڑا تھا آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور وہ ٹھیک ہو گیا۔

(۳) ایک عورت اپنے نوجوان لڑکے کو لے کر آئی اور عرض کی اس نے پیدائش سے آج تک کوئی بات نہیں کی آپ ﷺ نے اس نوجوان سے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ نوجوان نے کہا آپ رسول اللہ ﷺ ہیں۔

(۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک دفعہ قحط پڑا انہی دنوں نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مویشی ہلاک ہو گئے بچے بھوک سے مر رہے ہیں اللہ سے ہمارے لیئے دُعا فرمایئے آپ ﷺ نے دُعا کیلیئے ہاتھ اُٹھائے اس وقت آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے نبی کریم ﷺ نے دُعا ختم کر کے ہاتھ نہ چھوڑے تھے کہ پہاڑوں کی مانند ابر (بادل) اُٹھا اور نبی کریم ﷺ منبر سے اُترے نہ تھے کہ بارش کا پانی نبی کریم ﷺ کی ریش مبارک پر ٹپکنے لگا بارش برستی رہی جب حضور ﷺ اگلے جمعے کو خطبہ دے رہے تھے تو وہی دیہاتی یا کوئی اور کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! مکان گر پڑے، مال مویشی ڈوب گئے اللہ سے ہمارے لئے دُعا فرمایئے آپ ﷺ نے دُعا کیلیئے ہاتھ اُٹھا دیئے اور فرمایا اے اللہ! ہمارے اطراف میں برسا (یعنی کھیتوں، صحراؤں بیابانوں وغیرہ پر) ہمارے اوپر (آبادی پر) نہ برسا آپ ﷺ جس طرف اشارہ کرتے جاتے تھے ابر اس طرف کھلتا جاتا تھا ابر صاف ہو کر گڑھے کی مانند آسمان نظر آتا تھا اور نالہ برابر ایک ماہ تک جاری رہا اطراف سے جو شخص بھی آیا اس نے کثرت سے بارش ہونے کی اطلاع دی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ تبوک پہنچے اور اس کے چشمے کا پانی تھوڑا تھوڑا بہہ رہا تھا ایک تسمہ کے برابر اسمیں پانی تھا سو ہم نے پیاس کی شکایت کی چنانچہ حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو کچھ تیر دیئے اور چشمہ میں گاڑنے کا حکم دیا نتیجہ یہ ہوا کہ چشمہ میں سے

پانی جوش مارنے لگا حضور ﷺ نے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا "معاذ! اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم خود دیکھ لوگے کہ اس کا پانی باغوں کو سیراب کرے گا"۔

(۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بدر کے خیمے میں تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ نے یہ دُعا کی کہ اے اللہ! میں تجھ سے تیری امان اور تیرے وعدے کا (جو تو نے ہم سے کیا ہے) ایفاء چاہتا ہوں اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے (کہ مؤمن ہلاک ہو جائیں) تو آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائیگی آپ ﷺ اتنا ہی فرمانے پائے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! بس اتنا ہی کافی ہے آپ ﷺ نے دُعا میں اپنے پروردگار سے بہت مغالطہ کیا ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ تیزی سے خیمے سے باہر آئے حالانکہ آپ ﷺ زرہ پہنے ہوئے تھے (اور با آواز بلند) یہ آیت پڑھی (سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ) "کفر کو عنقریب شکست دے دی جائے گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے"

(٦) آپ ﷺ نے دائیں ہاتھ سے اتنے عظیم معجزات دکھائے کہ ان کیلئے علیحدہ کتاب بھی ناکافی ہوگی آسمان پر چاند کو دو ٹکڑے کرنا آپ کے دائیں کے صرف ایک انگلی کا اشارہ تھا۔

(۷) آپ ﷺ بلاشبہ تمام دُنیا کے انسانوں سے زیادہ حسین تھے آپ کے جمال پر جلال کا ستر تھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رات کی تاریکی میں آپ ﷺ کے چہرہ انور کی روشنی سے سوئی تلاش کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک ماہ کی مسافت سے دشمن کے قلب پر میرا رعب بیٹھ جاتا ہے اسلئے کوئی شخص آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھ سکتا تھا جیسے جیسے آپ ﷺ کی خدمت میں آمد و رفت مجالسہ و مکالمہ اور اختلاط ہوتا تو آپ ﷺ کا حسن کسی پر جلوہ افروز ہوتا رُعب کے باوجود پہلی ہی ملاقات میں لوگ آپ کے گرویدہ ہو جاتے کسی جوان عورت کا کسی خوبصورت جوان مرد پر مفتون ہونا کوئی عجیب بات نہیں یہ تو دُنیا میں عام ہے اور عادت ہے

حضور ﷺ پر بچوں بوڑھوں جوانوں اور عورتوں اور حیوانوں تک نے جانیں قربان کیں جن کی فہرست بہت لمبی ہے آپ ﷺ کی وفات کے صدمہ میں آپ کے گدھے نے کنویں میں گر کر جان دیدی آپ کی اونٹنی نے کھانا پینا چھوڑ دیا آخر کار مر گئی آپ کی خاطر دنیا کو پیدا کیا گیا اور اس دنیا کا آدھا حسن یوسف علیہ السلام کو دیا گیا تو آپ ﷺ کے حسن کا کیا حال ہوگا؟

حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر عورتوں نے نارنج (سنگترہ) کی جگہ اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں اور آپ ﷺ کو دیکھ کر لوگوں کے دل کٹ جاتے تھے جس محبوب کا محبّ اللہ ہو اس محبوب کے حسن کا بیان کون بیان کر سکتا ہے؟

پارسی مذہب میں پیش گوئی:۔

جسے متھرا کی مدد حاصل ہوا سے تیز نیزہ یا تیر زخمی نہیں کرتا (TMEHER YASH مہریشت بدھ ازم میں متھرا کیلئے متریا یا پھر Amida احمدہ کا لفظ ہے جو بالکل احمد ﷺ ہے اور آپ ﷺ کا صفائی نام حامد ہے اور خود لفظ متھرا نبی کریم ﷺ کا صفاتی نام مطہر ہے ماہرین لسانیات تصدیق کرتے ہیں کہ بعض زبانوں کے الفاظ دوسرے زبان میں مختلف النوع بولے جاتے ہیں۔

ہندو مذہب میں پیش گوئی:۔

لائن ۹۔ لازوال، بے کینہ، صاحب ثروت۔ لائن ۱۲۔ عظیم کارنامے انجام دینے والا۔ عقلوں کو روشن کرنے والا (رگ وید۔ اسٹک اول پہلا ادھیا)

بدھ مذہب میں پیش گوئی:۔

بدھ مذہب میں بارہا ذکر ملتا ہے ہم اجمالاً! یہاں چند سطور میں خلاصہ پیش کرنے کی کوشش کریں گے ہر صفت وخوبی اور اسوہ حسنہ پڑھ کر آپ تصدیق کریں گے کہ نبی آخر الزمان ﷺ میں وہ تمام

اوصاف موجود تھیں جو بدھسٹ کی کتابوں میں مذکور ہیں یہاں ہم اوصاف کیساتھ شہادت وگواہی آپ ﷺ کی زندگی سے نہیں دے سکیں گے آپ ﷺ تمام انبیاءؑ کے جمیع اوصاف کے جامع تھے اس لیئے اسکا احاطہ چند صفحات اوراوراق میں احقر کیلئے ناممکن ہے البتہ اوصاف کے ساتھ چند الفاظ میں جہاں ضروری ہوا آپ ﷺ کی حیات طیبہ سے نمونہ ومثال دی جائیگی تشنگی دور کرنے کیلئے سیرت واحادیث کی کتب کا مطالعہ کیا جائے آپ کو ہر صفت وخوبی کا ذکر مل جائے گا اور بعد از خدا تو ہی بزرگ قصہ مختصر والا فلسفہ با آسانی ذہن میں نقش ہو جائیگا۔

عظیم انسان روح حق (بدھی ستوا) اپنے ہتھیار تمام انسانیت کی بھلائی کی خاطر اُٹھائے گا" وہ تمام گناہوں سے پاک اور لذت کی خواہش سے پاک ہوتا ہے اور اسطرح ایک مقام بے نفسی (ارہت Arhat) حاصل کر لیتا ہے سونے کا ٹکڑا یا مٹی کا ڈھیلا اس کے لیئے ایک حیثیت رکھتے ہیں (آپ ﷺ سونا اونٹ بکریاں اور ضرورت تک کی چیزیں خیرات کر دیتے گویا وہ مٹی کے ڈھیلے ہیں) اس سے خوشبودار صندل کی لکڑی کی خوشبو آئے گی (آپ ﷺ کے جسم مبارک اور پسینے سے خوشبو خاص آتی تھی) وہ اپنے علم سے جہالت کا اندھیرا ختم کر دے گا اس کے پاس عظیم علم اور سمجھنے اور سلجھانے کی قوت ہوگی (آپ ﷺ نے فرمایا میں معلم بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں) وہ عظمت کے اس مقام پر ہوگا کہ تمام فرشتے، اندرا، وشنو، کرشنا جیسے عظیم بھی اس کی عزت وتکریم کرنے اور سلام کہنے پر مجبور ہوں گے "بے شک اللہ تمام فرشتے اور تمام نبی آپ ﷺ پر سلام بھیجتے ہیں" (القرآن) وہ پرانے مذاہب کے اصول جس سے دُنیا سے لاتعلقی کی تلقین کی گئی تھی کو ختم کر کے بہتر انسانی مقاصد سے بھرپور اصول رائج کرے گا (اور انہوں نے رہبانیت خود ایجاد کر لیا ہم نے ان پر اس کو واجب نہیں کیا تھا (القرآن) "اس نے عظیم وعدہ کر رکھا ہے میں جنت میں داخل نہ ہوں گا جب تک کہ تمام لوگ نجات حاصل نہ کر لیں" (روز قیامت حضور ﷺ بار بار درگاہ الٰہی میں جا کر تمام تر مؤمنوں کی بخشش کرا کر جنت میں داخل

ہوں گے)

کمالات جو روح حق کو حاصل ہوں گے:۔

(۱)علم الٰہی (۲)علم کائنات (۳)علم حقیقت اشیاء (۴)علم دین (۵)علوم عالیہ (۶) ماورائی علوم۔

رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ احادیث وسنت سے یہ تمام علوم ثابت ہیں۔

دس طاقتیں جو روح حق کو حاصل ہوں گی۔

(۱)اس کو صحیح یا غلط نتائج کا علم ہوگا (۲)اس کو مکمل اور صحیح علم ہوگا کہ ماضی، حال اور مستقبل میں ہونے والے کام نتیجے اور حالات کے اعتبار سے کیا نتائج دیں گے (حضور ﷺ نے ماضی کی اُمتوں کی حالت زار، اپنے زمانے کا حال اور لوگوں کے اعمال نیک وبد کے تمام نتائج بتادیئے کہ مستقبل میں اسکا کیا انجام ونتیجہ ہوگا) (۳)وہ ہر قسم کے انسانوں کو ان کے رجحانات اور اخلاق سے پوری طرح سمجھتا ہوگا (رسول اللہ ﷺ ہر شخص کی ذہنیت کے مطابق اس سے بات کرتا تھا آپ ﷺ بہترین ماہر نفسیات تھے) (۴)وہ کائنات کے تمام جوہروں Elements اصل حقیقت سے سمجھتا ہوگا (اے محبوب! ہم نے تم کو سکھا دیا وہ سب کچھ جو تم نہ جانتے تھے اور تم پر اللہ کا فضل عظیم ہے" (القرآن)

(۵)وہ تمام مختلف مخلوق کی بڑی یا چھوٹی طاقت کو سمجھتا ہوگا (آپ ﷺ ہی نے بتایا کہ اٹھارہ ہزار مخلوقات ہیں لہٰذا آپ ان کی طاقت وحیثیت کو بھی جانتے تھے)۔

(۶)وہ اس راستے کو جانتا ہوگا جو ہر مقام پر لے جائے (رسول اللہ ﷺ ہر نیکی وبدی کے راستے کو جانتے تھے کہ وہ کہاں پر جاتی ہیں)۔

(۷)وہ اپنی زندگی گزشتہ کو جانتا ہوگا (آپ ﷺ نے جبرائیلؑ سے پوچھا تم کب سے ہو جبرائیلؑ

نے کہا میں اس وقت سے ہوں جب یہاں آسمان پر ایک روشن ستارہ ہوا کرتا تھا آپ ﷺ نے فرمایا وہ ستارہ میں تھا)(۸)وہ سمجھتا ہوگا کہ بدی کیا ہے؟ نجات کے حضور قلبی اور روحانی سرور کیا ہے؟ (آپ ﷺ کی زندگی کا ہر عمل وقول سے یہ چیزیں ثابت ہیں)(۹)وہ موت اور پھر نئی زندگی کی حقیقت کو سمجھتا ہوگا (کیا انہوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ ہم نے رات بنائی تا کہ لوگ اسمیں آرام کریں (یہ آرام مشابہ موت ہے) اور دن بنایا جسمیں دیکھیں (یہ پھر نئی زندگی کا مشابہ ہے) بلاشبہ اسمیں بڑی دلیلیں ہیں ان ہی لوگوں کیلئے جو ایمان رکھتے ہیں'' (القرآن)

(۱۰)اس کو معلوم ہوگا کہ اس کے تمام گناہ معاف ہو چکے ہیں (اسلام میں تمام انبیاء کرام کو گناہ وغلطی سے پاک اور معصوم سمجھنے کا عقیدہ بنیادی ہے)۔

وہ باتیں جو روح حق کو اپنے مشن میں مضبوط بنائیں گے:۔

(۱)وہ جانتے ہوں گے کہ وہ کامل ہو چکے ہیں اور تمام اصول اور باتوں سے آگاہ ہیں (آپ ﷺ نے دعوت وتبلیغ کا کام تب شروع کیا جب آپ کو نبوت وقرآن ملا)

(۲)وہ جانتے ہوں گے کہ آپ نے تمام بُرائیوں کو ختم کر دیا (آپ ﷺ نے آخری خطبہ میں فرمایا اے اللہ گواہ رہنا کہ میں نے آپ کا تمام پیغام لوگوں تک پہنچا دیا)

(۳)وہ جانتے ہوں گے کہ اعلیٰ روحانی مقام حاصل کرنے کیلئے جو مشکلات میں نے بیان کی ہیں وہ اہم رکاوٹیں ہیں (آپ ﷺ نے فرمایا جس نے ایک قدم اپنے نفس پر رکھا اس کا دوسرا قدم جنت میں ہوگا)

(۴)وہ جانتے ہوں گے کہ دین جو وہ دُکھوں اور گناہوں سے بچانے کیلئے لائے ہیں واقعی برحق ہے اور دُکھ وگناہ سے نجات دیتا ہے ''دین کے مقابلے میں دُنیا منتخب کرنے والوں کی بخشش نہیں ہوگی'' (القرآن) لہٰذا وہ اوپر والی باتوں کی بدولت اسے انتہائی خود اعتمادی ہوگی اور جب وہ اپنا دین پھیلائے گا تو شیر جیسی گرج کیساتھ بولے گا کوئی ایسا نہ ہوگا جو اس کے اخلاق پر انگلی

اٹھا سکے یا پھر اس کی کسی کمزوری کا سوال کر سکے یا یہ کہہ سکے کہ وہ اپنے مشن میں سچا لگاؤ نہیں رکھتا یہی وجہ ہے کہ وہ ہمیشہ بے خوف اور پُر اعتماد ہوگا اور عمدہ وحمیدہ اخلاق کا مالک ہوگا۔

وہ باتیں جو روح حق کو دوسرے تمام انسانیت سے ممتاز کرے گی:۔

(۱) ان کا رحم، محبت اور مہربانی تمام ذی روح کیلئے ہوگی (آپ ﷺ کو رحمۃ اللعالمین کہا گیا)

(۲) وہ تمام مخلوق سے اس طرح محبت کرے گا جیسے تمام اس کے بچے ہوں (آپ ﷺ نے خود کو تمام مؤمنوں کا باپ کہا ہے اور قرآن نے آپ کی بیوں کو مؤمنین کی مائیں)

(۳) وہ اخلاقی پاکیزگی کے لحاظ سے مکمل بے داغ ہوگا اس کے کام، اس کی باتیں اس کے خیالات اور اس کی روح تمام پاک اس میں ذرہ برابر ناپاکی نہ ہوگی۔ (آپ ﷺ میں یہ چاروں پاکیزگیاں پیدائشی تھیں نیز قرآن میں بھی ہے کہ ''آپ ﷺ پوچھیں کہ میں تمہارے درمیان اتنی عمر گذار چکا ہوں کیا تم نے مجھ میں کوئی عیب دیکھا؟''

(۴) خود زندہ (۵) عظیم فاتح (۶) معالج عظیم (۷) سراج منیر (۸) تمام کائنات کا سردار (۹) بادشاہوں کا بادشاہ (۱۰) لاثانی (۱۱) ہر شئے کا شاہد (۱۲) ہر گناہ سے پاک (۱۳) روشنی دینے والا (ہدایت کی) (۱۴) تمام دُنیا کے انسانوں سے بلند تر (۱۵) میٹھی آواز خوش الحان (۱۶) تمام جنوں اور فرشتوں کا سرتاج (۱۷) خواہش نفسانی سے پاک (۱۸) انسانی ضروریات اور کمزوریوں سے بلند تر (۱۹) اس کی جسمانی خصوصیات کی کوئی حد نہ ہوگی اور کبھی نہ تھکے گا (۲۰) وہ نہ سوئے گا اور نہ اسے خواب نفسانی آئیں گے (آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ میں سوتا نہیں میرا دل ہمیشہ جاگتا ہے) (۲۱) وہ تمام سوالوں کا جواب فوراً دے گا ایک لمحہ بھی اس کے متعلق سوچنے کی ضروت نہ پڑے گی (آپ ﷺ ہر سوال کا جواب فوراً دیتے سوائے جہاں اللہ کا حکم ہوتا) (۲۲) آپ کے ہر لفظ میں نہایت گہری روحانیت ہوگی اور وہ لوگوں کی بہتری کیلئے ہوگی (آپ ﷺ کا ایک ایک لفظ محفوظ ہے حدیث پر ایمان شرط اسلام ہے آپ ﷺ کی انسان کی پیدائش سے لیکر لحد

تک کی دُعائیں مسلمانوں کیلئے حرز جان ہیں) (۲۳) آپ کے معجزے دکھانے کی قوت لا انتہاء ہوگی (آپ ﷺ کے معجزے بے شمار ہیں اور آپ ﷺ کے معجزات کی انتہاء معلوم نہیں آپ سدرۃ المنتہٰی سے بھی آگے گئے جہاں جبرائیلؑ کے پر جلتے ہیں) (۲۴) وہ دوسروں کی خوب خدمت کرتا ہے (آپ ﷺ نے فرمایا افضل شغل انسانوں کی خدمت ہے) آپ نے مختلف مذاہب کی کتابوں کی پیشنگوئیاں نبی کریم ﷺ کی شان ونوید میں پڑھیں اب وہ کونسی کمی یا کسر ہے جوان باتوں کو غلط ثابت کر سکے؟ الحمدللہ ان پیش گوئیوں میں ہر نکتہ کا تفصیلی جواب محفوظ ہے جنہیں کوئی بھی نکتہ معلوم کرنا ہو انشاءاللہ برحق شافی وکافی جواب دیا جائیگا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو ہر طرح کے کمالات معجزات قوت وخواص سے اتنا نوازا جتنا اس پاک ذات نے چاہا تا کہ وہ انسانوں ہی میں زندہ مثال ہو اور پھر اللہ اور اللہ کی باتوں پر انسان ایمان بالغیب لائے۔

اب ہم آپ سید الانبیا ﷺ کے صرف اُن کمالات ومعجزات کا مختصراً ذکر کرتے ہیں جن میں آپ ﷺ پر ہر طرح کے مخلوقات نے ایمان لایا، سلام بھیجا، گواہی نبوت دی جسے دیکھنے اور پڑھنے کے بعد بھی کوئی اللہ اور رسول پر ایمان نہیں لاتا تو یقیناً نہ وہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اللہ نے ان کے کفر کی گندگی کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگا دیا ہے اور ان کے دلوں میں مرض ہے جس کا قرآن نے ذکر کیا ہے احقر یہاں رسول اللہ ﷺ کے کمالات ومعجزات کا مختصر منظر نا انصافی سمجھتا ہے لیکن چند ایک واقعات پیش کر کے عمر بھر کے کاش کاش سے بچنا چاہتا ہے اور تا کہ گزشتہ کتب کی چند مزید پیش گوئیاں عیاں ہوں۔

ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ کسی میدان میں قضاء حاجت کیلئے گئے کوئی پردہ نہ تھا تو آپ نے قریب کی جھاڑیوں سے کہا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ قضاء حاجت کیلئے آیا ہے پردہ کرو جھاڑیاں زمین پھاڑتی ہوئی آئیں اور چاروں طرف آپ ﷺ کے پردہ کیا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ جا رہے تھے کہ ہم ایک اُفتادہ وادی (میدان) میں ٹھہرے لیکن رسول اللہ ﷺ قضاء حاجت کیلئے تشریف لے گئے لیکن پردے کی کوئی جگہ آپ ﷺ کو نہ ملی اچانک آپ ﷺ کی نظر میدان کے کنارے دو درختوں پر پڑی رسول اللہ ﷺ ان میں سے ایک درخت کے پاس گئے اور اس کی ایک شاخ کو پکڑ کر فرمایا ''خدا کے حکم سے میری فرمان برداری کر'' اس درخت نے فوراً اطاعت کی اور نکیل پڑے ہوئے اونٹ کی مانند جو اپنے ہانکنے والے کی اطاعت کرتا ہے اپنی شاخوں کو جھکایا پھر آپ ﷺ دوسرے درخت کے پاس گئے اور اس کی ایک شاخ پکڑ کر فرمایا ''خدا کے حکم سے میری اطاعت کر'' اس نے بھی اسی طرح اطاعت کی اور اپنی شاخوں کو زمین پر جھکا لیا پھر آپ ﷺ دونوں درختوں کے درمیان تشریف لائے اور فرمایا کہ خدا کے حکم سے میرے لیئے دونوں مل جاؤ چنانچہ وہ دونوں مل گئے اور آپ ﷺ درختوں کی اوٹ میں تشریف لے گئے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں اس واقعے کو دیکھ کر حیران تھا اور اپنے دل سے اس عجیب واقعے پر بات کر رہا تھا اچانک میری نظر ایک طرف پڑی دیکھا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں اور ان درختوں کو دیکھا تو وہ دونوں پھر علیٰحدہ علیٰحدہ ہو گئے ہیں اور ہر ایک درخت جدا جدا اپنی جگہ کھڑا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اُحد کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں دو آدمیوں کو دیکھا جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور دشمنوں سے نہایت سختی کے ساتھ لڑ رہے تھے ان دو آدمیوں کو میں نے نہ تو اس سے پہلے دیکھا تھا اور نہ کبھی بعد میں دیکھا اور یہ دونوں آدمی حضرت جبرائیلؑ اور حضرت میکائیلؑ ملائکہ تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت گرمی میں موٹے کپڑے کی قباء میں روئی بھر کر پہنتے تھے کسی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی وجہ دریافت کی فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا کہ کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دونگا جو اللہ

تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں پر کامیابی دے گا چنانچہ حضور ﷺ نے مجھے بُلایا اور مجھے جھنڈا دیا پھر فرمایا کہ اِلٰہ العالمین! اس کی سردی اور گرمی سے حفاظت فرما چنانچہ اس کے بعد سے مجھے سردی گرمی محسوس نہیں ہوتی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی وحی لکھا کرتا تھا (جو ایک نصرانی تھا اور مسلمان ہو گیا تھا) پھر وہ مرتد ہو گیا اور مشرکین سے جا ملا رسول اللہ ﷺ نے اس کی نسبت فرمایا کہ زمین اسے قبول نہ کرے گی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں اس جگہ پہنچا جہاں وہ شخص مرا تھا میں نے دیکھا کہ وہ قبر سے باہر پڑا ہوا ہے میں نے لوگوں سے پوچھا کہ اس کی یہ کیا حالت ہے؟ قبر سے کیوں باہر پڑا ہے؟ لوگوں نے بیان کیا کہ ہم نے اسے کئی دفعہ زمین کے اندر دفن کیا لیکن زمین نے اسے قبول نہ کیا۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھا جب ہم آپ کیساتھ گرد و نواح میں جاتے تو جو پہاڑ (پتھر) اور درخت سامنے آتا وہ یہ کہتا السلام علیک اے اللہ کے رسول ﷺ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا جب وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا تو اس کی گواہی دیتا ہے کہ خدائے واحد کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں ہے اور محمد ﷺ خدا کے رسول ﷺ ہیں؟ دیہاتی نے کہا کہ اور کوئی اس کی شہادت دیتا ہے جو تم نے کہا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیکر کا درخت گواہی دے گا یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اس درخت کو بلایا آپ ﷺ وادی کے کنارے تھے وہ درخت زمین کو پھاڑتا ہوا آپ کے پاس آ گیا اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا نبی کریم ﷺ نے اس سے تین بار گواہی طلب کی اس درخت نے تین بار گواہی

دی اور کہا کہ حقیقت میں ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کے بعد وہ درخت اپنی جگہ پر چلا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھ کو اس کا یقین کیوں کر ہو کہ آپ ﷺ نبی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں کھجور کے اس خوشے کو بُلاتا ہوں وہ میرے پاس آ کر اس کی گواہی دے گا کہ میں خدا کا رسول ہوں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس خوشے کو بُلایا وہ خوشہ کھجور سے اُترنے لگا اور رسول اللہ ﷺ کے قریب زمین پر آ کر گرا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ واپس چلا جا چنانچہ وہ خوشہ واپس چلا گیا یہ دیکھ کر اعرابی مسلمان ہو گیا۔

ایک یہودی چرواہے کی بکریوں پر ایک بھیڑیئے نے حملہ کر دیا چرواہے نے بھیڑیئے سے بکری چھڑالی تو بھیڑیا فصیح زبان میں کہنے لگا کہ خدا کا دیا ہوا رزق تو نے مجھ سے کیوں چھینا؟ یہودی چرواہا حیران ہو کر کہنے لگا تعجّب ہے کہ بھیڑیئے بھی باتیں کرنے لگے۔ بھیڑیا پھر بولا کہ اس پر تعجب کرتے ہو زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ (مدینہ کی طرف ہاتھ کا اشارہ کر کے) اس طرف اللہ کا رسول تشریف لا چکا ہے جو اگلی پچھلی ہو چکیں ہیں اور جو ہونے والی ہیں ساری باتوں کا بیان کرتا ہے پھر بھی لوگ اس پر ایمان نہیں لاتے؟ یہ سن کر وہ چرواہا بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر ایمان لے آیا اور صحابی بن گیا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا ایک اُونٹ ہے جو گھر کے آدمیوں پر حملہ کرتا ہے اور کوئی اس کے پاس جانے کی ہمت نہیں کرتا اور نہ کوئی اسے نکیل ڈال سکتا ہے یہ سُن کر آپ ﷺ ان کے ساتھ روانہ ہو گئے اور ہم لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ چل دیئے جس مکان میں وہ اُونٹ تھا آپ ﷺ وہاں تشریف لائے دروازہ کھولا گیا اور اونٹ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو اس نے آپ ﷺ

کے سامنے گردن زمین پر رکھ دی نبی ﷺ نے اس کا سر پکڑا اور اس پر اپنا دست مبارک پھیرا پھر آپ ﷺ نے مہار طلب کی اور مہار اس کو لگا دی پھر اس اُونٹ کے مالک کو دے دیا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ! اس اُونٹ نے آپ ﷺ کو پہچان لیا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کفار جن وانس کے ہر شئے مجھے پہچانتی ہے کہ میں خدا کا نبی ہوں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آسمان پر اُڑنے والے ہر پرندے کا ہم سے ذکر کیا معرض بن معیقیب یمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اہل یمامہ میں سے ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں ایک بچہ لایا جو اسی دن پیدا ہوا آپ ﷺ نے پوچھا ''اے بچے! میں کون ہوں؟ بچہ بولا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں''

نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دعوت اسلام دی اس نے جواب دیا کہ آپ ﷺ پر ایمان نہیں لاتا یہاں تک کہ میری بیٹی زندہ کی جائے آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس کی قبر دکھاؤ اس نے آپ ﷺ کو اپنی بیٹی کی قبر دکھائی تو آپ ﷺ نے اس لڑکی کا نام لیکر پکارا لڑکی نے قبر سے نکل کر کہا ''لبیک وسعدیک'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو پسند کرتی ہے کہ دُنیا میں پھر آجائے؟ اس نے عرض کیا ''یا رسول اللہ قسم ہے اللہ کی کہ میں نے اللہ کو اپنے والدین سے بہتر پایا اور اپنے لیئے آخرت کو دُنیا سے اچھا پایا''

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین حضور ﷺ کے سامنے جمع ہوئے اور بولے کہ آپ ﷺ سچے ہیں تو ہمارے سامنے چاند کے اس طرح دو حصے کر دیجئے کہ آدھا حصہ جبل ابی قیس پر اور آدھا حصہ قعیقعان پر رہے اور اس وقت چودھویں رات کا چاند تھا چنانچہ حضور ﷺ نے حق تعالیٰ سے دُعا کی کہ ان لوگوں نے جس نشانی کا مطالبہ کیا ہے وہ آپ ﷺ کو عطا کر دی جائے چنانچہ چاند کے دو حصے ہو گئے آدھا جبل ابی قیس پر اور آدھا قعیقعان پر ہو گیا اور حضور ﷺ

فرمارہے تھے گواہ رہو عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چاند دو حصے ہو گیا ایک صفا پر دوسرا مروہ پر اور اتنی دیر تک شق رہا جیسا کہ وقت عصر اور رات کے درمیان وقفہ ہوتا ہے اور سب اس کو دیکھ رہے تھے پھر وہ غائب ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ مسجد میں زور سے قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تھے قریش کے لوگوں نے آپ ﷺ کو ایذا پہنچائی اور آپ ﷺ کو پکڑنے کیلئے کھڑے ہوئے یکا یک ان کے ہاتھ ان کی گردنوں میں طوق بن گئے اور وہ اندھے ہو گئے کہ انہیں کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی چنانچہ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم آپ ﷺ کو اللہ کی اور رحم کی قسم دلاتے ہیں پھر حضور ﷺ نے ان کیلئے دُعا فرمائی ان کی یہ حالت دور ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے ہوائیں بھی آپ ﷺ کیلئے مسخر کی ہوئی تھیں اور آپ ﷺ جس کیلئے چاہتے موسم بدل دیتے کسی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کے سامنے وہ لوگ پیش کیئے گئے ہوں گے جو ابھی پیدا نہیں ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا سب کی صورتیں میرے لیئے بنائی گئیں تم لوگوں میں جتنا کوئی شخص کسی کو پہچانتا ہے میں اس سے زیادہ ان لوگوں کو پہچانتا ہوں۔

یہ ایک حق ادا نہ کرنے والا منظر کشی ہے وگرنہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے ایک پہلو کو مکمل کرنا بہت طویل کام ہے محمد ﷺ کے علم کمالات و معجزات کے پہلو کو مکمل پیش کرنا کسی کے بس کی بات نہیں آپ ﷺ کا اعجاز اب بھی پوشیدہ ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اللہ جل شانہ سے آپ ﷺ کا اعجاز پوشیدہ رکھنے کی درخواست کی تھی آپ ﷺ کے دیدہ کمالات و معجزات میں ملائکہ آپ کے غلام نظر آئے آپ ﷺ کی ہر بات پوری ہو جاتی تھی اور ہو رہی ہے بابرکت ہاتھ سے پانی زیادہ کر دیتے دودھ زیادہ کر دیتے طعام کی کثرت ہو جاتی چوٹ ٹھیک کر دیتے مرض سلب کر دیتے جنات بھگا دیتے دور سے میدان جنگ کا حال بتا دیتے کنکریاں پھینک کر جنگ کا نقشہ بدل دیتے

پتھر کو ضرب سے ریت کر دیتے اخلاق سے دلوں کو موم کر لیتے جانوروں کی شکایت سُنتے نظروں سے اوجھل ہو جاتے عتبہ کو آپ ﷺ کی بددُعا سے شیر نے پھاڑا مشہور پہلوانوں کو شکست دیتے ہوا آپ ﷺ کی مدد پر مجبور ہو جاتی دور کے واقعات اسی وقت بتلاتے مختلف فتوحات کی پیشنگوئیاں بتا دیتے خلفاء کی پیشنگوئی کی ان کی شہادت کی پیشنگوئی کیواقعہ کربلاء کی پیشنگوئی کی غرضیکہ ہم آج کے دور تک رسول اللہ ﷺ کی پیشنگوئیوں کا ثبوت وحوالہ پیش کرنے کا دعوٰی کرتے ہیں کیونکہ احادیث میں ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے قیامت تک کے امور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیان فرمائے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے واسطے دُنیا بلند کی گئی میں نے دُنیا کو اور قیامت تک ہونے والے امور کو اس طرح دیکھا جیسے میں اپنی ہتھیلیاں دیکھتا ہوں۔

محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ آپ ﷺ کی سیرت واخلاق اور تعلیمات وکمالات وفضائل نہ صرف آپ ﷺ کے پیروکار وتقلید کرنے والوں نے بیان کیئے بلکہ غیروں نے بھی اعتراف کیا ہے کہ آپ ﷺ کی ذات گرامی میں ذرہ برابر نقص وخامی تلاش کرنا آسمان کی طرف تھوکنے کے برابر ہے سیدنا حضور ﷺ کے معجزات وکمالات جاریہ میں سے قرآن عظیم الشان بہترین منصف موجود ہے جس کے بارے میں کونٹ ہنری دی کاسٹری اپنی کتاب ''اسلام'' میں لکھتا ہے کہ قرآن کو دیکھ عقل حیرت میں آتی ہے کہ اس کا بے عیب ولاثانی کلام اس شخص کی زبان سے کیوں کر ادا ہوا جو محض امی تھا؟

اسی کلام اللہ میں اللہ جل شانہ بارہا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ کے نبی ہو'' اور ہم نے آپکو تمام لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے'' (القرآن) قرآن ہی سے ثابت ہے کہ آپ کی رسالت کا عہد تمام انبیاء سے لیا گیا۔

ایک امی سوداگر میں ایک دم اتنا علم آجاتا ہے کہ اللہ سے ملاقات کے وقت معراج میں اللہ جل

شانہ فرماتا ہے! اے حبیب میرے لیئے کیا لائے ہو تو یہ حبیب ﷺ کہتا ہے کہ ایسی چیز لایا ہوں جو آپ جل شانہ کے پاس بھی نہیں تمام انبیاءؑ اور کائنات پر سکتہ طاری ہو جاتا ہے اور حضرت ابراہیمؑ تو کانپنے لگے کہ اس میرے بیٹے نے کیا کہہ دیا اللہ جل شانہ (جسے ہر بات کی خبر ہے) نے پوچھا وہ کیا ہے؟ سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں عاجزی لایا ہوں'' اتنا علم اتنی روشنی اتنی طاقت اتنے کمالات، معجزات، اعجازات کی قوتیں ایک دم کیسے اس شخص میں آ گئے؟ اگر وہ اللہ کا رسول نہ ہوتا تو یقیناً خدائی کا دعوٰی کرتا اس دُنیا میں فرعون کو خدا مانا گیا کرشن کو بھگوان مانا گیا بُدھا کو معبود مانا گیا عیسٰیؑ اور عُزیرؑ کو اللہ کے بیٹے مانے گئے ایک معبود کے سوا ہر حقیر شئے تک کی پرستش کی گئی تو کیا محمد رسول اللہ ﷺ کو ظلمتوں میں ڈوبی دُنیا خدا تسلیم نہ کرتی؟ یہی اس کی راستی ہے یہی صداقت ہے اور یہی عین حقیقت ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے لوگ بڑا بننے کیلئے دوسروں کے کارنامے اور کاوشیں اپنے سے منسوب کر لیتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ اپنے تمام تر کمالات و معجزات اور ہتھیار علم کو عاجزی پر لا کر ختم کر دیتے ہیں تب ہی تو اللہ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتے ہیں ''اور محمد ﷺ صرف رسول ہی تو ہیں آپ ﷺ سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں سو اگر آپ ﷺ کا انتقال ہو جائے یا آپ ﷺ شہید ہی ہو جائیں تو کیا تم لوگ اُلٹے پھر جاؤ گے اور جو شخص اُلٹا پھر بھی جائے گا تو اللہ تعالٰی کا کوئی نقصان نہ کرے گا اور اللہ تعالٰی جلد ہی عوض دے گا حق شناس لوگوں کو'' (آل عمران ۱۴۴)

اور آپ ﷺ کے ختم نبوت پر مہر ثبت کرتے ہوئے اللہ نے سورہ احزاب میں فرمایا ''محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں''

اور اس امین و صادق پیغمبر حضور پاک ﷺ نے بھی فرمایا میرے بعد کسی قسم کا نبی پیدا نہ ہو گا آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی اور درمیان والی انگلی ملا کر انگوٹھے اور باقی دو انگلیاں بند کر کے فرمایا جس طرح یہ دو انگلیاں تم دیکھ رہے ہو اسی طرح میں اور قیامت ہم دونوں آئے ہیں'' آپ ﷺ

نے ایک انگلی سے خود کو تشبیہہ دی اور دوسری سے قیامت کو یعنی میرے بعد قیامت ہی آئیگی درمیان میں اور کوئی نبی نہ ہوگا اور دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا! خبردار ہونا میرے بعد تیس جھوٹے دجال آئیں گے ہر ایک کہے گا کہ میں نبی ہوں میں نبی ہوں لیکن خبردار ہونا میرے بعد قیامت تک کوئی نبی ہونے والا نہیں۔

آپ ﷺ نے جو انگلیوں کی مثال دی یہ ہر عام وخاص کیلئے اعلیٰ وارفع مثال ہے درمیانی انگلی کے بعد شہادت کی انگلی ہے درمیان میں اور کوئی انگلی نہیں اب اگر ہم ہم دوسرے ہاتھ کی یا کسی اور کی انگلی ان دو کے درمیان رکھیں گے تو یہ غیر فطری ہوگی ہر کوئی جان سکے گا کہ یہ انگلی غیر فطری ہے اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد جو بھی نبی کا دعوٰی کرے گا وہ غیر فطری اور جعلی ہوگا حضرت عیسٰی علیہ السلام جو انبیاءؑ گزشتہ میں سے ہیں عملی طور پر ہمارے سامنے آئیں گے وہ حضور ﷺ کے اُمتی بن کر رہیں گے حضور ﷺ کی شریعت کو ہی چلائیں گے پچھلے تمام انبیاءؑ آپ ﷺ کی سرداری قبول کر چکے ہیں۔

حضور پاک ﷺ کے زمانے میں یمن کے مسیلمۃ الکذاب اور اسود عنسی نے نبوت کے دعوے کیئے اسی زمانے میں ایک عورت سجاح نامی نے بھی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ان کو اپنے اپنے وقت میں ختم کیا گیا اسود عنسی کو آپ ﷺ کے زمانے ہی میں جہنم رسید کیا گیا اور مسیلمۃ الکذاب کو سیدنا حضرت ابوبکر الصدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں وحشی نے قتل کیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کو زندہ نا چھوڑا جائے اور یہ سائنسی اصول بھی ہے کیونکہ سائنس جعلی شئے کو فطری نہیں سمجھتا۔

ایک بدوی حضرت محمد ﷺ کے خدمت میں ایک گوہ (چھوٹا سا رینگنے والا جانور) لایا آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ کہا یہ گوہ لایا ہوں اگر یہ ایمان لے آئیگی تو میں بھی ایمان لے آؤنگا فرمایا اے گوہ میں کون ہوں؟ صاف عربی زبان میں گوہ بولنے لگی آپ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاءؑ ہیں

آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا دوسرا بادشاہ نہیں ہے اللہ کے سوا کوئی سجدے کے لائق نہیں ہے نہ کسی کا سجدہ ہوگا نہ کسی کا قانون چلے گا اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

اللہ جل شانہ

کائنات کی کسی بھی شئے کو لیں چاہے وہ جاندار ہو یا بے جان ساکن ہو یا متحرک گویا ہو یا خاموش ذرہ ہو یا پہاڑ دُنیا ہو یا کائنات ہر موضوع بیان پر اتنا لِکھا جاسکتا ہے کہ ایک ہی چیز پر ایک انسان نہیں بعد میں پیدا ہونے والے جتنے انسان لکھتے جائیں تو وہ موضوع بیان شئے پر لکھنا یا بولنا تا قیامت ختم نہیں ہوسکتا جب ایک ذرہ پر قیامت تک لکھا جاسکتا ہے دفاتر اس کیلئے نا کافی ہیں تو ذرات وکائنات کے خالق ومالک اللہ تعالیٰ کی ذات کو کیسے بیان کیا جائے ؟ یہ کسی فرشتہ، جن انسان ولی تبع تابعی، تابعی صحابی پیغمبر تک کے بس کی بات نہیں جس ذات کیلئے تمام تر عزت ہو تمام تر حمد وثناء اسی کیلئے خاص ہو تمام تر پاکی اسی کیلئے ہو تمام تعریفیں اسی کیلئے ہوں تمام تر صفات وخوبیاں اسی کیلئے ہوں تمام کام کے اختیار اسی کے ہاتھ میں ہوں تمام علم والوں سے بڑھ کر علیم ہو اصل تدبیر اسی کی ہو جو ازلی وابدی ہو اچھے نام اسی کیلئے ہوں جو ہارنے والا نہ ہو جو پہلے پیدا کرتا ہو جو پھر پیدا کرتا ہو جو وعدہ خلاف نہ ہو جس کے چاہنے کے بغیر کوئی چاہ نہیں سکتا ہو جس نے ہر چیز کو گھیرا ہو جو پاک اور سالم ہو جو پوری کائنات میں قابل عبادت ہو جس کو ہر طرح کی قدرت حاصل ہو جو کارساز ہو جو بے اولاد وحکمت والا ہو جو کفار کی باتوں سے پاک ہو جو سب طرح کا پیدا کرنے والا ہو جس کی دی ہوئی تکلیف کو کوئی دور اور رحمت کو کوئی روک نہیں سکتا ہو جو بڑا قدردان ہو جو زمین وآسمانوں کا حکمران ہو جو زمین وآسمان کو تھامے ہوئے ہو جو ہر طرف اور ہر جگہ ہو جو ہم سے بالکل قریب شہ رگ سے زیادہ قریب ہو جو ہستی میں کامل ہو جس کے سوا کسی کو ذرہ برابر اختیار نہ ہو جو پوشیدہ وظاہر سب احوال جانتا ہو جس کے اچھے اچھے نام ہوں جو کسی طرح عاجز نہ ہوسکتا ہو جو ہر بات جانتا ہو جو جلد باز نہ ہو جو شرک سے پاک وبرتر ہو جو رزق زیادہ اور تنگ کرتا ہو جو سب سے بڑا نگہبان ہو جو عالیشان وعظیم الشان ہو جو آنکھوں کی چوری اور سینوں کی باتوں کو جانتا ہو فضل جس کے قبضے میں ہو جو دن کو رات اور رات کو دن میں داخل کرتا ہو جسکا کہنا

ہوتا ہے ہو جا پس وہ ہو جاتا ہو کیا یہ کسی فرشتے انسان سائنسدان یا پیغمبر کے بس کی بات ہو سکتی ہے کہ وہ صرف اس ذات کی تعریف بیان کرے جو خود ارشاد فرماتا ہے اپنے پاک کتاب قرآن مجید کے سورہ لقمان رکوع (۳) میں ''اور جتنے درخت زمین بھر میں ہیں اگر وہ سب قلم بن جائیں اور یہ جو سمندر ہے اس کے علاوہ سات سمندر اور ہو جائیں تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے''

اب زمین پر انسان ساختہ چند قلم و سیاہی سے یا زبان سے اس ذات زبردست حکمت والے کی کیا تعریف حمد و ثنا اور باتیں بیان ہوں گی بے شمار نشانیوں حکمتوں اور نعمتوں کے باوجود ایسے شقی اور بد بخت ہیں جو اللہ کی طرف شک میں پڑے ہیں اللہ کی طرف لوٹنے کے شک اللہ سے ملنے کی تکذیب پھر سے جی اُٹھنے میں محو حیرت ہمیشہ کی زندگی پر متعجب ہیں کیونکہ یہ لادین اور کم علم و نادان ہیں ''اللہ سے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں'' (فاطر رکوع ۴)

اللہ تعالیٰ سورہ نحل رکوع (۱۶) میں ارشاد فرماتے ہیں ''آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعے سے بلایئے اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بحث کیجئے آپ کا رب خوب جانتا ہے اس شخص کو جو اس کے راستے سے گم ہوا اور وہی راہ پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے''

ہم اس فرمان خداوندی کی اجازت سے اچھے بحث میں پڑتے ہیں اور اُسی ذات پاک پر بھروسہ و یقین کرتے ہیں اور اُسی کے نازل کردہ دلائل سے سیدھی راہ کی طرف بُلانے کی دعوت دیتے ہیں ''ہم نے سمجھانے والے دلائل نازل فرمائے ہیں جس کو اللہ چاہتا ہے راہ راست کی طرف ہدایت فرماتا ہے'' (سورہ نور رکوع ۶)

انسان اول پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر انسان کامل امام الانبیاءؑ حضرت محمد ﷺ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء جن کی زندگیاں ہر طرح کے داغ دھبوں اور گناہ سے پاک ہیں

جو پاک و معصوم ہیں ہر ایک نے یہی پیغام دیا اللہ ایک ہے اور وہ واحد ذات ہے تمام انبیاء کا ایک ہی پیغام ایک ہی مقصد ایک ہی بات ان مبارک ہستیوں کے حیات ہی میں اللہ جل شانہ نے ان کی تصدیق کرشموں، معجزوں اور علوم سے انہی کے ہاتھوں ظاہر کردی، چاہے وہ حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش پر بہشت سے نکالنا ہو یا نوح علیہ السلام کو کشتی کے ذریعے بادو باران طوفان اور پانی سے بلند کرنا ہو یا ابراہیمؑ کیلئے آگ کو گُل وگلزار کرنا ہو یا حضرت عزیر علیہ السلام کا زندہ کرنا ہو یا موسٰی علیہ السلام سے کلام کرنا ہو یا فرعون جیسے ملعون (خدائی کا دعوٰی کرنے والے) کو غرق کرنا ہو یا عیسٰی علیہ السلام کا مُردوں کا زندہ کرنا ہو یا عیسٰی علیہ السلام کا آسمان پر زندہ اُٹھانا ہو یا یوسف علیہ السلام کو بچانا ہو اور حکومت دینا ہو یا خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کا چاند کو شق کرنا ہو یا سینکڑوں معجزات ہوں یا ان کی استقامت ہو تمام کا مقصد، تعلیم اور پیغام اُسی ذات باری تعالٰی کی پہچان اور خوف دلانا تھا اس کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہوں یا تابعین رحمہم اللہ اجمعین یا تبع تابعین رحمہم اللہ اجمعین ہوں یا ائمہ کرام رحمہم اللہ اجمعین ہوں یا صوفیائے کرام رحمہم اللہ اجمعین ہوں یا علماء رحمہم اللہ اجمعین ان کی زندگیاں بھی اسی غرض وغایت میں گزری اور گزر رہی ہیں ان کی زندگیوں میں بھی کرامات وکمالات میں اللہ جل شانہ نے اپنی شان ظاہر کی لیکن منکرین تو اللہ تعالٰی کو اس صورت میں مانتے ہیں کہ جب تک دیکھ نہ لیں پہلے زمانہ منطق اور مناظرہ کا تھا وہاں دیکھنے کی باتیں ہوتیں آج تو منکرین سائنس کے دھندے میں پھنسے ہیں اور مشاہدات وتجربات کے بعد کی باتیں کرتے ہیں ہم بھی اللہ کا نام لے کر سائنس وعقل ناقص ہی کی بات کرتے ہیں سائنس کہتا ہے جب تک کوئی چیز آنکھوں سے دیکھی نہ جائے یا وہ چیز جگہ نہ گھیرے یا وزن نہ کیا جاسکے یا عقل گواہی نہ دے تب تک اس بارے میں رائے یا فیصلہ نہیں دیا جاسکتا؟ سائنس کے اس تذبذب انداز پر حیرت ہے قرآن پاک میں جہاں اللہ پاک کی بہت سی نشانیوں کا ذکر ہے وہاں سورہ روم رکوع (۵) میں بہت عجیب نشانی بیان کی گئی ہے "اور اللہ

تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوش خبری دیتی ہیں'' ہم اللہ کی نشانیوں میں سے ہوا کی نشانی کا حال سائنس سے پوچھتے ہیں کہ ہوا دیکھی نہیں جاسکتی وزن نہیں کی جاسکتی جگہ نہیں گھیرتی کسی کمرے میں بیٹھیں تو عقل گواہی نہیں دیتی کہ ہوا ہے اس پر سائنس کیوں گواہ ہے کہ ہوا ہے؟ سائنس اسلیئے گواہ ہے کہ ہوا ہے کیونکہ ہوا محسوس کی جاسکتی ہے یہ گرمیوں میں خوشخبری سُناتی ہے سمندروں پر کشتیاں چلاتی ہیں پن چکیاں چلاتی ہیں بادلوں کو دھکیلتی ہیں بارشوں کا ذریعہ بنتی ہیں کبھی رحمت کی بجائے طوفان کھڑا کر دیتی ہیں اسلیئے ہوا کی موجودگی یقینی ہے؟ لیکن اللہ اور اللہ کے کاموں کو محسوس کیا جاتا ہے تو کیوں منکر گواہ نہیں ہوتے جب ہم ہر عمل کا ردعمل دیکھتے ہیں؟ مکافات عمل دیکھتے ہیں؟ دُعا کرتے ہیں تو حاجت روائی ہوتی ہے؟ نیک کام کر کے خوش ہوتے ہیں خوشی اور خوش خبری ملتی ہے؟ بدکام کر کے پریشان ہوتے ہیں پریشانی کا سامنا ہوتا ہے؟ اسی طرح جب اللہ راضی ہوتا ہے تو رحمت کرتا ہے اور جب اللہ ناراض ہوتا ہے تو غضب کرتا ہے زلزلے اور تباہیاں ہوتی ہیں جب انسان ایک مخلوق ہوا کو نہیں دیکھ سکتا تو وہ اُس کے خالق اللہ جل شانہ کو کیسے دیکھ پائے گا؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا'' اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور وفکر کرو لیکن اللہ کی ذات میں غور وفکر نہ کرو'' اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

'' ہر چیز میں غور وفکر کرو لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر نہ کرو''

کیونکہ ساتویں آسمان سے اللہ تعالیٰ کی کُرسی تک ہزار سال کا فاصلہ ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بھی ماوراء ہیں ایک اور جگہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا'' اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں غور وفکر کرو اور خود اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر نہ کرو ورنہ (گمراہ ہو کر) ہلاک ہو جاؤ گے''

اللہ تعالیٰ کے پوشیدہ رہنے میں بھی ظاہری مصلحتیں ہیں جیسے ماں باپ، بادشاہ، قبرستان، موت

وغیرہ ہمارے سامنے ہیں لیکن ہم بالکل ان سے لاپرواہ وغافل ہیں کیونکہ یہ ظاہر ہیں اکثر انبیاءؑ کو وحی آئی کہ میری جو صفت مخلوق کی سمجھ میں نہ آئے بیان مت کرو کیونکہ وہ انکار کریں گے اور انکار کفر ہے اور کفر کا ٹھکانہ جہنم ہے حقیقت میں بھی جو خُدائی یا بڑھائی سمجھ میں آجائے وہ خدائی وبڑھائی ہی نہیں ہر زمانے کے بڑے بڑے لوگوں نے خدا بننے کے دعوے کئے ہیں اور کفر و ضلالت کی انتہاء کو چھو چکے ہیں لیکن زوال پستی اور گمنامی نے انہیں ذرہ برابر بھی نام نہ دیا بلکہ عبرت کے نام ونشان بن گئے دُنیاوی طور پر ایک شخص جتنا بڑا آدمی بنتا جاتا ہے وہ اتنا ہی محتاج ہوتا جاتا ہے جیسے دھوبی، درزی، خانساماں، باورچی، ڈرائیور، سیکرٹری، گاڑی، محافظ ہر معمولی سے معمولی انسان اور چیز کا محتاج رہ جاتا ہے جو خود ہمہ وقت محتاج ومحتاط ہو وہ کیسے بے نیاز ہو سکتے ہیں؟

بعض احمق کہتے ہیں کہ جب کوئی چیز دکھائی ہی نہ دے اس سے کیسے محبت کی جائے کیسے مانا جائے یا اُس سے ڈرا جائے؟ سوچیئے غور وفکر کیجیئے اور پھر فیصلہ کیجیئے جو چیزیں دکھائی دیتی ہیں وہ مخلوق ہیں اگر اسکا خالق بھی ان چیزوں کی طرح عام دکھائی دے یا انہی کی طرح ہو تو پھر مخلوق وخالق کا فرق کیا ہوا؟ اسی جہالت میں پڑ کر گمراہ وبے عقل لوگوں پر کفر کی گندگی نازل ہوئی اور ان لوگوں نے زمین کے ایک ذرّے سے لے کر آسمان کے ہر تارے تک کروڑوں خدا بنا لیئے ہم ایک خدا کو راضی کرنے میں پریشان ہیں اور کفار بے شمار خداؤں کو راضی کرنے میں پریشان نہیں؟ اصل میں آنکھ سے مخلوق کو دیکھا جاسکتا ہے اور دِل کی آنکھ سے خالق کو دیکھا جاسکتا ہے کسی پیغمبر نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا اے اللہ تعالیٰ آپ کتنے بڑے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ جو زمین، چاند، سورج، تارے کہکشاں کائنات ہیں میں ان سب سے بڑا ہوں لیکن میرا گھر بہت چھوٹا ہے اور میں بہت چھوٹی جگہ میں رہتا ہوں پیغمبر نے پوچھا وہ کونسی جگہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انسان کا دل یہ بات پہلے زمانے میں منکرین کیلئے عجیب وغریب تھی لیکن آج میڈیکل سائنس کہتی ہے کہ ہر انسان کے

دل کے اندر اللہ لکھا ہوا ہے اللہ اپنی طرف جس کو چاہے کھینچ لیتا ہے اور جو شخص رجوع کرے اس کو اپنے رسائی دیتا ہے'' (سورہ شوریٰ ۱۳)

دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا

میں جان گیا تیری پہچان یہی ہے

بعض احمق کہتے ہیں کہ عقل و سمجھ میں نہیں آتا اس لیئے ہم خدا کے منکر ہیں (نعوذ باللہ) اب کفر کی ضلالت میں مبتلا اتنے اندھے ہیں کہ وہ عقل کو اللہ کی پہچان کا پیمانہ رکھ چکے ہیں اب مجھے دُنیا کا کوئی بھی عقلمند فلاسفر سکالر یہ بتائے کہ عقل کیا ہے؟ کیا آج تک کسی نے عقل کو دیکھا ہے ؟یقیناً جواب نہیں ہوگا جب عقل اور سمجھ خود سمجھ میں نہیں آتا تو اسے پیمانہ کیسے بنایا؟ چلو ہم عقل کو مان لیتے ہیں تو پھر کس کے عقل پر بھروسہ کیا جائے گا ہندوؤں کے عقل پر جو کروڑوں دیوتاؤں کو مانتے ہیں ؟عیسائی جو تین خداؤں کو مانتے ہیں؟ یہودی جو عُزَیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ میرا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ میں دوسروں کے خداؤں کو بُرا بھلا کہوں یہ جرأت تو کوئی بھی مسلمان نہیں کرسکتا کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حکم دیا ہے ''اور دشنام (بُرا بھلا) مت دو ان کو جن کو یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں اور پھر وہ بڑا جہل حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے'' (سورہ انعام رکوع ۱۳)

انہی مذاہب سے اگر پوچھا جائے کہ اگر ہندوستان میں ایک صدر کی بجائے کروڑوں صدور بٹھائے جائیں تو کیا ہوگا؟ اگر عیسائیوں کے ممالک میں تین تین حاکم مقرر کیئے جائیں ،اگر یہودیوں پر دو بادشاہ آجائیں تو ان کے ممالک کا کیا انجام ہوگا؟ کس کا حکم چلے گا کون فرمان جاری کرے گا کس کے قول پر عمل ہوگا حالانکہ یہ صرف زمین پر ایک ملک میں حکمرانی میں شراکت کا حال ہے اگر پوری کائنات میں ایک خدا سے زیادہ خدا ہو جائیں تو کیا کائنات چل سکے گی؟ دس فقیر ایک کمبل میں آسکتے ہیں لیکن دو بادشاہ ایک وطن میں نہیں آسکتے پھر پوری کائنات پر ایک

بادشاہ کے سوا دوسرا بادشاہ کیسے ہوسکتا ہے؟

''اللہ تعالیٰ نے کسی کو اولاد قرار نہیں دیا اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور خدا ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق کو جُدا کر لیتا اور ایک دوسرے پر چڑھائی کرتا اللہ تعالیٰ ان باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں جاننے والا ہے سب پوشیدہ اور آشکارا کا غرض ان لوگوں کے شرک سے وہ بالاتر ہے'' (سورہ مؤمنون رکوع ۵)

کفر و شرک کی گندگی میں گرفتار انسانوں کی ہدایت کیلئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ''اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے''

(سورہ یونس رکوع ۱۱)

اور یہ بات آج کے جدید ترقی یافتہ دور میں ثابت ہو چکی ہے جو لوگ ایک اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وہ دُنیا کی کسی قوت و طاقت سے نہیں ڈرتے اور جو لوگ ایک اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے اس کے قدم قدم پر دوسرے خدا ہوتے ہیں جو لوگ خدا کو نہیں مانتے خدا سے نہیں ڈرتے تو کیا اس سے اللہ کی عزت میں کوئی کمی ہوگی وہ اللہ نہایت زبردست ہے وہ تو اچھے بُرے سے صَرفِ نظر انہیں نفع پہنچاتا رہتا ہے اُسے کسی چیز کی مطلق پرواہ نہیں انسان ہی خسارہ میں ہے۔

مادہ پرستوں سے پوچھا جائے کہ دُنیا کیسی پیدا ہوئی تو کہتے ہیں کہ اپنے آپ پیدا ہوئی زمین، چاند، سورج، آسمان تارے سب اپنے آپ پیدا ہوئے یہ جمادات نباتات حیوانات کائنات سب اپنے آپ پیدا ہوئے یعنی کائنات کی کروڑوں ان گنت چیزیں اپنے آپ پیدا ہوئی ہیں اسی منطق میں ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے آپ پیدا ہوا تو نہیں مانتے اب اس عقل کو کیا کہیئے جو بے شمار چیزیں اپنے آپ ہو سکنے کو مانتا ہے لیکن ایک کو نہیں ''اور بعضے آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدون واقفیت اور بدون دلیل اور بدون کسی روشن کتاب کے جھگڑا کرتے ہیں''۔

(سورہ لقمان آیت ۲۰)

جس طرح ہے جس طرح ایک نومولود بچہ باپ سے بالکل بے خبر ہوتا ہے اور بچہ اپنے آپ خود پیدا ہونے کے خام خیال میں ایک عرصہ تک رہتا ہے ایک عرصہ تک باپ کو محض ایک رشتہ اور باپ کو اسم سمجھتا ہے یہ بچہ بلوغ کی عمر میں باپ کی حقیقت جان جاتا ہے کہ وہ کیوں کر باپ ہے یہی حال بندے کا ہے جہالت میں اللہ سے دور رہتا ہے جب علم والا عقل و دانش والا فکر والا بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو تسلیم کر لیتا ہے اور پہچان لیتا ہے جبکہ بد بخت لوگ آخرت میں بلوغ کو پہنچ جاتے ہیں وہ آخرت اور قیامت میں اللہ تعالیٰ کو جان و مان لیتے ہیں ''اور جنت آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے انہیں کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے جواب دیا کیوں نہیں ہم (سب اس واقعہ کے) گواہ بنتے ہیں تا کہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس (توحید) سے محض بے خبر تھے'' (سورہ اعراف ۲۲)

اب مادہ پرست سوال کریں گے جب بیٹا خود نہیں ہوتا باپ خود نہیں ہوتا دادا اپنے آپ نہیں ہوتا، شجرہ اپنے آپ نہیں ہوتا صحابہؓ اپنے آپ نہیں ہوتے، رسول اپنے آپ نہیں ہوتے آدمؑ اپنے آپ نہیں ہوتا ہر ایک سے پہلے کوئی ہوتا ہے یہ موجودات کا سلسلہ کیسے اللہ تعالیٰ پر ختم کریں اُن سے پہلے بھی کوئی تو ہوگا؟ اور یہ جو جنت کی زندگی یا دوزخ کا دائمی عذاب بیان کیا جاتا ہے اس کے بعد کیا ہوگا؟ ان دو سوالوں کے جواب میں ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ دُنیا کا جتنا علم ہے وہ ابجد میں پوشیدہ ہے آپ زبان سے کوئی بھی جملہ یا کلمہ ادا کریں وہ ابجد کے ۲۸ حروف میں مقید ہوگا چاہے وہ کسی بھی زبان میں ہو اور دُنیا کے سارے حساب جمع، تفریق، منفی علم الہندسہ میں پوشیدہ ہیں۔

ہمیں یہ بتایا جایا جائے کہ ابجد میں الف سے پہلے کیا ہے؟ اور آخری حرف ''ی'' کے بعد کیا ہے ؟ اور علم الہندسہ میں صفر (۰) سے پہلے کیا ہے؟ اور اس کی انتہاء کیا ہے؟

یقیناً آپ لاجواب ہیں آپ 'الف' اور صفر سے پہلے کچھ نہیں بتا سکتے اور نہ ہی اس سے پہلے کچھ

لگانے یا ہونے کا دعوٰی وثبوت پیش کر سکتے ہیں اسی طرح ''ی'' کے بعد کچھ نہیں اور ہندسہ کا انتہاء بتا نہیں سکتے اور نہ ہی آپ کچھ بھی ہونے یا لگانے کی جرأت کر سکتے ہیں جب آپ صرف ان دو علوم میں الف اور صفر سے پہلے کچھ بتانے کی ہمت و جرأت نہیں رکھتے تو ہم ان علوم کے نازل کردہ ہستی اللہ جل جلالہ سے قبل کسی اور ہمت و جرأت کا کیسے سوچ سکتے ہیں؟ جب آپ 'ی' کے بعد اور صفر کی انتہاء نہیں بتا سکتے تو ہم اللہ جل شانہ کے وعدے پر یقین رکھتے ہیں کہ جنت اور دوزخ کے بعد کچھ نہیں ہوگا دائمی خوشی ہوگی یا دائمی عذاب۔

نہ تھا کچھ تو خُدا تھا　　کچھ نہ ہوتا تو خُدا ہوتا

اگر اندھا دُنیا کو اور دُنیا کی چیزوں کو دیکھ نہیں سکتا تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ دُنیا اور دنیا کی چیزیں نہیں ہیں بینا لوگ اس کیلئے مخبر اور پیغامبر ہیں اسی طرح جو کفر میں بے علمی کی وجہ سے پڑے ہیں اللہ کو اور اللہ کی قدرتوں کو دیکھ نہیں پاتے تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ''معاذ اللہ'' اللہ اور قدرتیں نہیں ہیں انبیاء علیہم السلام مخبر اور پیغمبر ہیں اسی لیئے اللہ جل شانہ فرماتے ہیں ''آپ تو صرف ایسے لوگوں کو ڈرا سکتے ہیں جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو شخص پاک ہوتا ہے وہ اپنے لیئے پاک ہوتا ہے اور اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے'' (فاطر رکوع ۳ آیت ۱۸)

اسم اللہ چار حرفی اسم ہے اللہ لفظ اللہ کا ذاتی اسم ہے تمام صفات الٰہیہ کا جامع ہے بغیر نقطے کے یہ چار حروف اسم کائنات کا واحد اسم ہے جس سے آپ حروف علیٰحدہ کرتے جائیں تب بھی یہ اپنا مقام نہیں کھوتا اسم اللہ سے الف الگ کیا جائے تو لِلّٰہِ رہ جاتا ہے جس کے معنی ہے اللہ کیلئے اب الف کے بعد 'ل' کو الگ کیا جائے تو (لَہٗ) رہ جاتا ہے جس کے معنی ہے اُس کیلئے یعنی (اللہ کیلئے) اب الف لام کے بعد دوسرا لام بھی الگ کیا جائے تو ہٗ (ھُوَ) رہ جاتا ہے جس کے معنی وہ (اللہ جل جلالہ)۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کو پاکیزہ درخت کے مشابہ قرار دیا ہے اور اس کے آخری پیغمبر سید الانبیاء محمد ﷺ نے فرمایا ''افضل الذکر لا اِلٰہ اِلا اللہ''، یعنی افضل ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ہے ارشاد خداوندی اور ارشاد محمدی ﷺ سے کلمہ طیبہ کی شان معلوم ہوتی ہے یہ اسلام کا دروازہ ہے اب اس کلمہ پر غور کریں سارا کلمہ اسم ذات اللہ سے مل کر بنا ہے اس میں کوئی حرف کسی اور جگہ سے نہیں لا الٰـــہ الا اللہ دیکھیئے وہی ال ل ہ سے کلمہ اور افضل الذکر بنا ہے ہندوؤں کے ترشول کے اوپر نشان یہ للہ ہی ہے ہندو الف واو میم ملا کر اوم پڑھتے ہیں اور قرآن میں ال م الٓمٓ ہے یقیناً یہ اوم گزشتہ پیغمبروں کے کسی صحیفے میں سے حروف مقطعات ہے عیسائیوں کے صلیب کے نشان کے چار کونے ہیں یہ اللہ کے نام کے چار حروف ال ل ہ ہیں۔

علم الحروف و علم الاعداد ہی نہیں دنیا کے تمام علوم اللہ کی ذات پر منتج ہوتے ہیں لیکن چوٹی کا علم اور عقلمندی خوف خُدا ہے۔

اللہ ہر صورت میں ہر جگہ جس صورت میں ہم تصور کرتے ہیں وہ ذات پاک اسی صورت میں موجود ہے ہر طرح ہر جگہ وہ حاضر و قابض و ناظر اور چھایا ہوا ہے ایک عام سے عام انسان کیلئے اللہ کو دیکھنے کا آسان طریقہ و ذریعہ یہ ہے کہ وہ اپنے دُنیاوی معاملات میں سے کسی بھی معاملہ، رزق، دوستی، دُشمنی، غم، خوشی، بیماری، تندرستی، چلنے پھرنے، کام کرنے، روزگار کرنے میں چند لمحے سوچے ان اُمور کے اُونچ نیچ کمی بیشی، تنگی اور فراخی میں اللہ نظر آجائیگا حیرت کی بات ہے بد بخت و شقی انسان نے سانس ہوا، کرنٹ، دُکھ، درد، رنج، غم، خوشی، جذبہ، افسوس، محبت، ضمیر کبھی نہیں دیکھے صرف محسوس کیئے اور ان سب کو مانتا ہے جن کی کوئی باقی حیثیت نہیں فانی ہیں اللہ کو ہر لحظہ و لمحہ محسوس کرتا ہے جو باقی ہے لیکن انکار کرتا ہے دُنیا کے سارے انسان ایک اللہ کو مانے تو بھی وہ بے نیاز ذات ہے دُنیا کے سارے انسان اللہ کے وجود کا انکار کردے تو وہ اور بھی بے پرواہ بادشاہ بن جاتا ہے انکار سے بڑی بد بختی اور کوئی نہیں کیونکہ انکار کا دُنیا میں کوئی جواب نہیں ''اور جو تم سب

کا معبود بننے کا مستحق ہے وہ تو ایک ہی معبود ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں رحمٰن ہے رحیم ہے بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات و دن کے آنے میں اور جہازوں میں جو کہ سمندر میں چلتے ہیں آدمیوں کے نفع کی چیزیں لے کر اور پانی میں جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے برسایا پھر اس سے زمین کو تر و تازہ کیا اس کے خشک ہوئے پیچھے اور ہر قسم کے حیوانات اس میں پھیلا دیئے اور ہواؤں کے بدلنے میں بادل میں جو زمین و آسمان کے درمیان مسخر ہیں دلائل ہیں ان لوگوں کیلئے جو عقل رکھتے ہیں" (سورہ بقرہ رکوع ۲۰ آیت ۱۶۴)

"یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے اس کی سلطنت ہے اور اس کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گھٹلی کے چھلکے کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے اگر تم ان کو پکارو بھی تو وہ تمہاری پکار سنیں گے نہیں اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو تمہارا کہنا نہ کریں گے اور قیامت کے روز وہ (خود) تمہارے شرک کی مخالفت کریں گے اور تجھ کو خبر رکھنے والے کی برابر کوئی نہیں بتلائے گا"

(سورہ فاطر آیت نمبر ۱۲-۱۳)

ہم اس خدا کو مانتے ہیں اور نہ اس خدا کی خدائی کو مانتے ہیں جو مخلوقات کی طرح سمجھ میں آجائے۔

تمت

خیال وسانس

ہرانسان میں خیال وسانس ہوتا ہے ان کے بے شمار کرشمات ہیں انگریز اور انگریزی کتابوں سے متاثر لوگ علم یکسوئی ہپناٹزم اور ٹیلی پیتھی آکلٹ سائنس کو مغرب کی دریافت وایجاد سمجھتے ہیں مشرقی مصنفین نے صرف انگریزی کتابوں کے ترجمے نقل اور حوالے پیش کیئے ہیں جو نا قابل عمل بے ربط بے ترتیب اور نا قابل فہم ہیں لیکن خالد خان خلجی نے کتاب ''خیال وسانس'' میں ایماندارانہ خلوص دل کے ساتھ بلا بخل علم یکسوئی اور علم النفس یعنی سانس کے علم پر قابل عمل با ربط ترتیب وار قابل فہم تجربات ومشاہدات اور کاوشوں کا عظیم علم ونچوڑ پیش کیا ہے جسکا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ لیا گیا جسے ہر سطح پر پسند کیا گیا کتاب میں ہر انسان میں موجود ایسے حقائق اور قوتوں کا ذکر اسلام اور سائنس سے ثابت کیا گیا ہے کہ آپ اسے محیر العقل یا پراسرار کہانی محسوس کریں گے لیکن یہ سب کچھ حقیقت ہے خوبصورت اور علمی کتاب۔

قیمت علاوہ ڈاک محصول: ''ہر اچھے بکسٹال سے دستیاب ہے''

.....ملنے کا پتہ.....

ادارہ روحانی سائنس پیر محمد خان خلجی روڈ کوئٹہ پاکستان

فون: 081-664316 موبائل: 0300-3827101

2426 48

"تم قرآن کی طرف سے شک میں مت پڑنا بلاشک وشبہ یہ سچی کتاب ہے" (القرآن)

"اللہ تعالیٰ کو قرآن تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے" (الحدیث)

قرآنی تعلیمات، قرآن فہمی، قرآنی تبلیغ ترویج کو عام کرنے مسلمان اور غیر مسلمان، علماء، طلبہ، خطباء، وکلاء اساتذہ، دانشور اور زندگی کے مختلف شعبوں میں کام کرنے والے ہر فرد ہر گھر کیلئے لازمی کتاب خالد خان خلجی کی برسوں محنت وعرق ریزی کی کاوش

قرآن کیا کہتا ہے؟

جید علماء سے تصدیق شدہ

صرف اردو میں مکمل قرآن پاک کے مضامین حروف تہجی (ابجد) کے لحاظ سے موضوعات بیان شدہ ہیں مثلاً اللہ، انسان، ایمان، اسلام، آسمان، آخرت وغیرہ کے بارے میں آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن کیا کہتا ہے؟ تو ان کیلئے بشمول موضوعات جو الف سے شروع ہوتے ہیں۔ حرف الف میں دیکھیں گے.....

☆ ب..... بیماری، بیوی، بھلائی، بُرائی، بدلہ، بناوٹ، بُت، بنی اسرائیل، اور بارش وغیرہ کیلئے۔

☆ پ..... پانی، پرندے، پھل، پرہیز گاری، پیغمبر، اور پیغمبر کے قصے وغیرہ کیلئے۔

☆ ج..... جہاد، جنگ، جھوٹ، جنت، جہنم، جنات، جاندار، جانور، جہان، اور جادو وغیرہ کیلئے۔

☆ د..... دین، دنیا، دل، دماغ، دوزخ، دوستی، دعوت، دیہاتی اور دعا وغیرہ کیلئے۔

☆ ع..... عورت، علم، عبرت، عذاب، عبادت، عقلمند، عہد، اور عزیز وغیرہ کیلئے۔

☆ ق..... قرآن، قسم، قیامت، قوم، قبلہ، قصاص، قربانی، قرض وغیرہ کیلئے۔

☆ ک..... کلمہ، کائنات، کفار، کلام، کامیابی، کفر، کم بختی وغیرہ کیلئے۔

☆ م..... محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مسلمان، معجزے، مشرکین، منافقین، منکرین، مسجد، موت، مصیبت، مال وغیرہ کیلئے۔

☆ ن..... نماز، نصیحت، نباتات، نبوت، نعمت، نکاح، ناپ تول اور نصاریٰ وغیرہ کیلئے۔

☆ ی..... یتیم، یہود، یوسف، یہ لوگ وغیرہ کیلئے۔

اسی طرح تمام حروف الف سے یا اور موضوعات ایک طرح کی انسائیکلوپیڈیا، دنیا میں اپنی نوعیت کی منفرد تالیف ۷۰۰ صفحات، خوبصورت ٹائٹل ہدیہ ۲۰۰ روپے۔

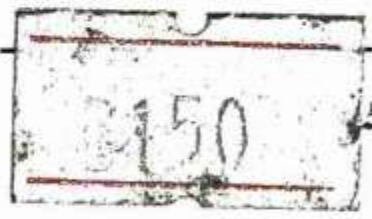

ملنے کا پتہ: ادارہ روحانی سائنس پیر محمد خان خلجی روڈ کوئٹہ

فون: 081-664316 موبائل: 03003827101 (www.spritualscience.jeeran.com)